القول المعقول

فی اثبات اربع بنات الرسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

چار صاحبزادیوں کا مدلل ثبوت

حضرت زینب رضی اللہ عنہا
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

مؤلف

مولانا علی اکبر جلبانی

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ الضیاء

القول المعقول

فی

اثبات اربع بنات الرسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی

چار صاحبزادیوں کا مدلل ثبوت

مؤلف

مولوی علی اکبر جلبانی

استاذ الحدیث

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: القول المعقول فی اثبات اربع بنات الرسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاجزادیوں کا مدلل ثبوت

مؤلف: مولانا علی اکبر جلبانی صاحب زید مجدہ

ضخامت: 240 صفحات

تعداد: 1100

طبع اول: جمادی الثانی 1442ھ مارچ 2021

تقسیم کنندہ: مکتبۃ الضیاء

رابطہ نمبر: (0346-1285915)

(اسٹاکسٹ)

اسلامی کتب خانہ بالمقابل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ عمر فاروق بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبہ نعمانیہ لانڈھی کراچی

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

فہرس

صفحہ نمبر	عنوان
۹	باعث تألیف
۱۰	تقدیم
	......﴿باب اول﴾......
۱۹	بنات رسول کا ثبوت قرآن کریم سے:
۱۹	ایک اشکال اور اس کا جواب
۲۶	دوسرا اشکال اور اس کا جواب:
۲۷	تیسرا اشکال اور اس کا جواب:
۲۷	چوتھا اشکال اور اس کا جواب
۳۱	پانچواں اشکال اور اس کا جواب
	......﴿باب ثانی﴾......
۴۲	بنات رسول کا ثبوت اہل سنت کے کتب حدیث سے:
۴۲	۱-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۴) سے:
۴۲	۲-حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۳۵) سے:
۴۲	۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۲) سے:
۴۳	۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ۶۸) سے:
۴۳	۵-سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (متوفی ۵۷) سے:
۴۴	۶-حضرت امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴) سے:
	......﴿باب ثالث﴾......
۴۵	بنات رسول کا ثبوت محدثین سے:
۴۵	۱-محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰) سے:

Scanned with CamScanner

۲-محمد بن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴) سے:	۴۵
۳-ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:	۴۵
۴-ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰) سے:	۴۶
۵-امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶) سے:	۴۶
۶-حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) سے:	۴۶
۷-ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین (متوفی ۸۰۶) سے:	۴۷
۸-حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:	۴۷
۹-علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵) سے:	۴۸
۱۰-علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳) سے:	۴۸

……﴿باب رابع﴾……

بنات رسول کا ثبوت مؤرخین سے:	۴۹
۱-ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶) سے:	۴۹
۲-محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰) سے:	۴۹
۳-ابن العمرانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰) سے:	۴۹
۴-ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷) سے:	۵۰
۵-عبدالکریم القزوینی (متوفی ۶۲۳) سے:	۵۰
۶-ابن الاثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰) سے:	۵۰
۷-اسماعیل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲) سے:	۵۱
۸-عمر بن مظفر الکندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹) سے:	۵۱
۹-عبدالرحمٰن بن محمد الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۸) سے:	۵۱
۱۰-عبدالملک بن حسین (متوفی ۱۱۱۱) سے:	۵۲

Scanned with CamScanner

﴿باب خامس﴾

بنات رسول کا ثبوت اہل تشیع کے کتب حدیث سے:	۵۳
۱-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:	۵۳
۲-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:	۵۹
۳-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:	۶۰
اشکال:۱-اور اس کا جواب:	۶۰
اشکال:۲-اور اس کا جواب:	۶۳
۴-جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:	۶۵
ایک اشکال اور اس کا جواب	۶۶
۵-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:	۶۷
ایک اشکال اور اس کا جواب	۶۷
۶-جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:	۶۸
ایک سوال اور اس کا جواب:	۷۳
۷-جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:	۷۷
۸-موسیٰ کاظم (متوفی ۱۸۳) سے:	۷۸
۹-جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:	۸۰
۱۰-حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰) سے:	۸۲
شیعہ کے ہاں نہج البلاغہ کی اہمیت:	۸۳
ایک اشکال اور اس کا جواب:	۸۳
دوسرا اشکال اور اس کا جواب:	۸۴
تیسرا اشکال اور اس کا جواب:	۸۷
چوتھا اشکال اور اس کا جواب:	۹۰

Scanned with CamScanner

......﴿باب سادس﴾......

بنات رسول کا ثبوت شیعہ محدثین ومؤرخین سے :	۹۵
۱-محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸) سے :	۹۵
ایک اشکال اور اس کا جواب	۹۵
۲-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے :	۹۹
۳-مولیٰ محمد صالح (متوفی ۱۰۸۱) سے :	۹۹
۴-ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے :	۹۹
اشکال اور اس کا جواب	۱۰۰
۵-نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے :	۱۰۹
۶-عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) سے :	۱۱۱
۷-ابن شہر آشوب (متوفی ۵۸۸) سے :	۱۱۳
۸-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے :	۱۱۴
۹-محمد ہاشم خراسانی (۱۳۵۲) سے :	۱۱۴
۱۰-علی خان شیرازی سے :	۱۱۴
۱۱-روافض کے شہیدِ محراب عبدالحسین سے :	۱۱۵
۱۲-جعفر الهادی سے :	۱۱۵
۱۳-مرتضی عسکری سے :	۱۱۵
۱۴-جعفر کاشف الغطا سے :	۱۱۶
۱۵-ڈاکٹر علی شریعتی سے :	۱۱۶
۱۶-مولوی نقی علی سے :	۱۱۶

......﴿باب سابع﴾......

حضرت عثمان اور داماد رسول	۱۱۷

Scanned with CamScanner

حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰) سے: ۱۱۷
۲-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے: ۱۱۸
۳-جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے: ۱۱۹
۴-ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے: ۱۱۹
۵-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے: ۱۲۰
۶-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے: ۱۲۰
۷-محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰) سے: ۱۲۱
۸-محمد بن حسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴) سے: ۱۲۱
۹-نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے: ۱۲۱
۱۰--قاضی نور اللہ شوشتری (متوفی ۱۰۱۹) سے: ۱۲۲
۱۱-میرزا محمد تقی سپہر سے: ۱۲۲
۱۲-محمد تقی المدرسی سے: ۱۲۳

......﴿باب ثامن﴾......

منکرین کے کچھ شبہات اور ان کے جوابات ۱۲۴
شبہ:۱-اور اس جواب ۱۲۴
شبہ:۲-اور اس جواب ۱۳۲
شبہ:۳-اور اس جواب ۱۴۳
شبہ:۴-اور اس جواب ۱۴۸
شبہ:۵-اور اس جواب ۱۵۰
شبہ:۶-اور اس جواب ۱۵۴
شبہ:۷-اور اس جواب ۱۵۶
شبہ:۸-اور اس جواب ۱۵۸

Scanned with CamScanner

شبہ:۹-اوراس جواب	۱٦۰
شبہ:۱۰-اوراس جواب	۱٦۳
شبہ:۱۱-اوراس جواب	۱٦۵
شبہ:۱۲-اوراس جواب	۱۷۱
شبہ:۱۳-اوراس جواب	۱۷۲
شبہ:۱۴-اوراس جواب	۱۷۵
شبہ:۱۵-اوراس جواب	۱۷۹
شبہ:۱٦-اوراس جواب	۱۸۱
شبہ:۱۷-اوراس جواب	۱۸۳
شبہ:۱۸-اوراس جواب	۱۸۴
شبہ:۱۹-اوراس جواب	۱۸۸
شبہ:۲۰-اوراس جواب	۱۹۳
شبہ:۲۱-اوراس جواب	۱۹۵
شبہ:۲۲-اوراس جواب	۱۹۹
شبہ:۲۳-اوراس جواب	۲۰۲
شبہ:۲۴-اوراس جواب	۲۰۵
شبہ:۲۵-اوراس جواب	۲۰۹
شبہ:۲٦-اوراس جواب	۲۱۱
شبہ:۲۷-اوراس جواب	۲۲۱
شبہ:۲۸-اوراس جواب	۲۲۴
شبہ:۲۹-اوراس جواب	۲۲۸
شبہ:۳۰-اوراس جواب	۲۳٦

Scanned with CamScanner

باعث تألیف

کچھ عرصہ پہلے مجھے کسی ساتھی نے انٹرنیٹ پر ایک رافضی کی کلپ دکھائی جس میں اس رافضی نے مسئلہ بنات رسول پر گفتگو کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا۔ وہ غلط بیانی یہ تھی جس کا جواب آگے چل کر شبہات کے باب میں تفصیل سے آئے گا:

جب نبی کی شادی ہوئی تو اس وقت نبی کی عمر مبارک کتنی تھی......شیعہ سنی تمام نے لکھا، ۲۵ سال کی عمر میں نبی کی شادی ہوئی......اب جنہوں نے چار بیٹیاں لکھی انہوں نے کہا نبی نبی بنے تھے ۴۰ سال کے بعد......۲۹ سال کی عمر تک نبی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ شیعوں نے بھی لکھا اور سنی سیرت نگاروں نے بھی لکھا۔ پہلا بیٹا پیدا ہوا چار سال کے بعد عمر مبارک تھی ۲۹ سال، بیٹے کا نام تھا قاسم جس کی وجہ سے مشہور ہوئے ابوالقاسم۔ اب جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا، ابن خلدون سے شبلی نعمانی، شبلی نعمانی سے لیکر ڈاکٹر طاہر القادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ، ابوالعاص۔ اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال سے پہلے ہی شادی کر دی تھی۔ اب ۲۵ سال کی عمر میں شادی اور چالیس سال کی عمر میں نبی۔ انہوں نے کہا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے شادیاں کر دی تھیں (۲۵) اور (۴۰) سال کے درمیان بچتے ہیں ۱۵ سال چار سال تک کوئی اولاد نہیں (۱۵) میں سے چار نکالو (۱۱) سال بچ گئے (۵) سال پہلے شادیاں کر دی تھیں (۱۱) میں سے (۵) نکال دو (۶) سال بچ گئے، کس بے غیرت مذہب میں ہے (۶) سال میں (۳) بیٹیاں پیدا بھی ہو گئیں جوان بھی ہو گئیں اور عقد بھی ہو گیا؟

یہ سن کر میں نے ارادہ کر لیا کہ اب اس مسئلے پر نئے سرے سے تحقیق کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کروں تا کہ لوگ اس قسم کے دجل اور فریب سے محفوظ رہیں۔ یوں

Scanned with CamScanner

میں نے روافض کے اس مسئلہ پر لکھی ہوئی چند کتابیں سامنے رکھیں ان میں سے مرزا یوسف حسین کا رسالہ [البتول فی وحدۃ بنت الرسول] اس کے علاوہ مولوی اسماعیل صاحب کے مناظروں کا مجموعہ [فتوحات الشیعہ] اور شیعہ کے حجۃ الاسلام غلام حسین نجفی کی کتاب [قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول] کا مطالعہ کیا۔ حق بات یہ ہے کہ آخر الذکر شخص کی میں نے متعدد تصنیفات پڑھی ہیں جن میں سے اس کی کتاب سہم مسموم کے موضوع کے مطابق عبارات کا رد[القول المحکم فی اثبات النکاح بین ام کلثوم بنت علی والفاروق الاعظم] میں بھی لکھ چکا ہوں اس کی تمام کتابوں میں موضوع کے مطابق صرف چند صفحات ہوتے ہیں بقیہ کتاب محض طعنہ زنی پر مشتمل ہوتی ہے۔ موضوع کے مطابق جہاں کہیں آدھی لائن لکھتا ہے تو وہیں موضوع سے ہٹ کر دس لائن مقدس ہستیوں پر طعنوں کے ساتھ سیاہ کرتا ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے [لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ] لہٰذا میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اور محض دینی کتاب کو دین کی خدمت سمجھتے ہوئے طعنہ زنی سے احتراز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور میں نے اس کتاب کی صرف ان عبارات کی طرف توجہ دی ہے جو موضوع کے مطابق ہوں البتہ میں ان عبارات کے جواب دینے میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو صرف قارئین کر سکتے ہیں۔

تقدیم

قارئین کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت ایسا واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ ان بنات کے اثبات کے ساتھ کتب شیعہ و کتب اہل سنت بھری پڑی ہیں چنانچہ شیعہ کے ائمہ رجال میں سے ایک امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) لکھتا ہے:

ان کتب الفریقین مشحونۃ بانها ولدت للنبی صلی الله علیه وسلم اربع بنات زینب وام کلثوم وفاطمة ورقية وثلاثة اولاد القاسم والطیب والطاهر. ❶

❶ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمد حسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۷۷ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

Scanned with CamScanner

فریقین یعنی اہل سنت واہل تشیع کی کتابیں اس بات کے ساتھ بھری پڑی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں زینب وام کلثوم ورقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں اور بیٹوں میں سے قاسم وطیب اور طاہر پیدا ہوئے۔

نیز شیعہ کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) لکھتا ہے:

فقال القرطبی:اجتمع أهل النقل علی أنها ولدت له أربع بنات کلهن أدرکن الإسلام و هاجرن، زینب و رقیة و أم کلثوم و فاطمة. ❶

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اور ان سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

نیز مرزا یوسف حسین کے قلم سے بھی یہ بات لکھی جاچکی ہے [اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب] (البتول فی وحدۃ بنت الرسول ص:۱۱۳) یعنی اس پر تو تمام مؤمنین کا اتفاق ہے کہ زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بچہ کون ہے ؟ حضرت قاسم یا زینب۔

لہٰذا بنات اربعہ کا مسئلہ حقیقت میں اجماعی مسئلہ ہے اختلاف کرنے والے روافض در حقیقت ایک اجماعی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں جس کی گنجائش کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔ روافض کے اصول اربعہ کی سب سے معتمد ترین کتاب الجامع الکافی ہے جس کا مصنف محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹) ہے اس نے بھی اپنی کتاب اصول کافی میں رسول اللہ صلی اللہ کی چار بیٹیاں ناموں کے ساتھ تحریر کی ہیں۔ جیسے کہ ان کا ذکر آگے ان شاء اللہ باحوالہ آئے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ (۳۲۹) ہجری تک اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان

❶ مرآة العقول لباقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۵ ص:۱۸۰ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں مسلم تھیں۔ سب سے پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا انکار کیا وہ ابو القاسم کوفی (متوفی ۳۵۲) ہے۔ یہ اپنی کتاب [الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ] میں لکھتا ہے:

وصح لنا فيهماما رواه مشايخنا من اهل العلم عن الائمة من اهل البيت عليهم السلام وذلک ان الرواية صحت عندنا عنهم انه كانت لخديجة بنت خويلد من امهااخت يقال لها هالة قد تزوجها رجل من بني مخزوم فولدت بنتا اسمهاهالة ثم خلف عليها بعد ابی هالة رجل من تميم يقال له أبو هند فأولدها ابنا كان يسمى هندا بن ابی هند وابنتين فكانتا هاتان الابنتان منسوبتين الى رسول الله (ص) زينب ورقية من امرأة اخرى قدماتت ومات أبو هند وقد بلغ ابنه مبالغ الرجال والابنتان طفلتان وكان فی حدثان تزويج رسول الله (ص)بخديجة بنت خويلد، وكانت هالةاخت خديجة فقيرة وكانت خديجة من الاغنياء الموصوفين بكثرة المال،فاما هند ابن ابی هند فانه لحق بقومه وعشيرته بالبادية، وبقيت الطفلتين عند امهما هالة اخت خديجة فضمت خديجة اختها هالة مع الطفلتين وكفلت جميعهم، وكانت هالة اخت خديجة هی الرسول بين خديجةوبين رسول الله (ص)فی حال التزويج فلما تزوج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بخديجة ماتت هالة بعد ذلک بمدة يسيرة وخلفت الطفلتين زينب ورقية فی حجر رسول الله صلى عليه واله وحجر خديجة فربياهما، وكان من سنة العرب فی الجاهلية من يربی يتيما ينسب ذلک اليتيم إليه، وإذا كانت كذلک فلم يستحل لمن يربيها تزويجها لانها كانت عندهم بزعمهم بنت المربی لها فلما ربی رسول الله (ص)

Scanned with CamScanner

وخديجة هاتين الطفلتين الابنتين ابنتي أبي هند زوج اخت خديجة نسبتا الى رسول الله (ص) وخديجة.❶

عبارت کا حاصل: ہمارے مشائخ نے صحیح سند کے ساتھ ائمہ سے نقل کیا ہے(جبکہ یہ سفید جھوٹ ہے ان کے ائمہ سے صحیح سند کے ساتھ ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے) کہ زینب و رقیہ یہ دونوں حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں جب ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو چونکہ ہالہ غریب تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالا دار تھیں تو اس نے اپنی بہن کو ان بچیوں سمیت اپنے ساتھ کر دیا۔ جب ہالہ نے خدیجہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد ہالہ کا انتقال ہوگیا تو اب ان کی بچیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ کے پاس پرورش پانے لگیں بعد میں عرب کے دستور کے مطابق یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی طرف منسوب ہونے لگیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔

لوگوں کا حال عجیب ہے جب کوئی شخص ان کی طبیعت کے مطابق بات کرتا ہے تو وہ اس کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر رہنما بنا دیتے ہیں اگر چہ وہ شخص گندے عقیدہ والا کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ رافضی ملا غلام حسین نجفی کو بنات رسول کا انکار کرنے والا کوئی اور نہیں ملا تو اس نے ابوالقاسم کوفی جیسے فاسد العقیدہ شخص کو اپنا امام بنا دیا۔

چنانچہ غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: ہمارے پہلے زمانہ کے علماء نے بھی دامادی عثمان کا انکار کیا ہے۔ کتاب استغاثہ کے ص: ۶۸ میں علامہ ابوالقاسم لکھتے ہیں:[كان محالا ان يزوج رسول الله (ص) ابنتيه من كافرين من غير ضرورة دعت الى ذلك وهو مخالف لهم في دينهم عارف بكفرهم والحادهم.

---

❶ الاستغاثة في بدع الثلاثة لابي القاسم على بن احمد الكوفي (متوفى ۳۵۲) ج ۱ ص: ٦٨ تا ٦٩ ناشر

Scanned with CamScanner

ولما فسد هذا بطل ان تكونا ابنتيه] ناممکن ہے کہ نبی پاک نے کفار کو دولڑکیاں دی ہوں کیونکہ حضور کو کیا غرض تھی اس کام کے لیے آنجناب تو کفار کے دشمن تھے۔پھر علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ [ولما فسد هذا بطل ان تكونا ابنتيه] جب نبی کریم کے لیے کفار کو رشتہ دینا درست نہیں ہے اور چونکہ ان لڑکیوں کے کفار کا ساتھ رشتے ہوئے ہیں پس ان کا نبی کریم کی لڑکیاں ہونا باطل ہو گیا۔ ❶

حالانکہ خود شیعہ کے رجال کے امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) نے ابوالقاسم کوفی کے اس ہذیان کو رد کیا ہے اور اس کی اس ملعون تحریر کو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور کہا ہے اور اس کی اس عبارت کو دھوکہ کہہ کر ہوشیار کیا ہے۔عنقریب مامقانی کی یہ تحریر باب اول میں ان شاء اللہ تفصیل سے آئے گی۔اور ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) نے بھی حیات القلوب میں اس قول کو رد کیا ہے۔عنقریب باب اول میں ان شاء اللہ تفصیل آئے گی۔

نیز شیعہ نے خود اس مصنف کو فاسد المذہب، غالی اور جھوٹا کہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

(أبو القاسم الكوفي)علي بن احمد صاحب كتاب البدع المحدثة المعروف (بالاستغاثة)وكتاب تثبيت المعجزات في معجزات الانبياء جميعا عليهم السلام الذي قد الف الشيخ حسين ابن عبد الوهاب المعاصر للسيدالمرتضى تتميما له المعروف بكتاب (عيون المعجزات) في معجزات فاطمةوالائمة الاثنى عشر صلوات الله عليهم اجمعين قال شيخنا في المستدرك قال العلامة في (خلاصة :(على بن احمد الكوفي يكنى ابا القاسم قال الشيخ الطوسي فيه انه كان اماميا مستقيم الطريقة صنف كتبا كثيرةسديدة وصنف كتبا في الغلو والتخليط وله مقالة تنسب إليه قال (جش (انه كان يقول انه من آل ابي طالب وغلا في آخر عمره

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۴۸۵ تا ۴۸۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

وفسد مذهبه وصنف كتبا كثيرة اكثرها على الفساد توفى بموضع يقال له كرمى بينه وبين شيراز نيف وعشرون فرسخا في جمادى الاولى سنة ۳۵۲ وهذا الرجل يدعى له الغلاة منزلة عظيمة .وقال ابن الغضائرى على بن احمد أبو القاسم الكوفي المدعي العلوية كذاب غال صاحب بدعة ومقالة ورأيت له كتباكثيرة لا يلتفت إليه.(واقول)وهذا هو المخمس صاحب البدع المحدثةوادعى انه من بنى هارون بن الكاظم "ع "ومعنى التخميس عند الغلاةان سلمان الفارسي والمقداد وعمارا وابا ذر وعمرو بن امية الضمرى هم الموكلون بمصالح العالم تعالى الله عن ذلک علوا كبيرا انتهى.(اقول)قال الشريف أبو الحسن على بن ابى الغنائم محمد بن على العلوى العمرى في المجدى:ادعى أبو القاسم المخمس صاحب مقالة الغلاة المعروف بعلي بن احمد الكوفي فقال انا على بن احمد بن موسى ابن احمد بن هارون بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب عليهم السلام .فكتبت من الموصل إلى شيخى ابى عبيدالله الحسين بن محمد بن القاسم بن طباطبا النسابة المقيم ببغداد أسأله عن اشياء في النسب من جملتها نسب على بن احمد الكوفي فجاء الجواب بخطه الذى لا شک فيه ان هذا الرجل كاذب مبطل وانه ادعى إلى بيوت عدة لم يثبت له نسب في جميعها وان قبره بالرى يزار على غير اصل صحيح انتهى.❶

عبارت کا حاصل: ابوالقاسم الکوفی صاحب کتاب الاستغاثہ کے بارے میں ہمارے

❶الكنى والالقاب للشيخ عباس القمي(متوفى ۱۳۵۹)ج۱ ص:۱۸۸ ناشر مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم

Scanned with CamScanner

شیخ (یعنی نوری طبرسی) نے مستدرک میں لکھا ہے کہ علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصہ میں ابو القاسم کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بارے میں شیخ طوسی نے کہا تھا کہ یہ امامی ہے اور سیدھے راستے پر ہے اس نے بہت ساری صحیح کتابیں بھی لکھی اور کچھ کتابیں غلو اور تخلیط کے دوران لکھی۔ یہ اپنے نسب کے بارے میں دعوی کرتا تھا کہ میں ابو طالب کی اولاد میں سے ہوں۔ اس نے آخری عمر میں غلو سے کام لیا اور اس کا مذھب بھی گندہ ہو گیا اور بہت ساری کتابیں لکھی ان میں سے اکثر کتابیں فاسد ہیں اور ابن الغضائری نے کہا یہ شخص یعنی ابو القاسم کوفی جھوٹا، غالی اور بدعتی ومخمس ہے۔ مخمس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پنجتن کا عدد مقرر کر کے ان کو اللہ پاک کی صفات میں شریک ٹھرایا وہ اس طرح کہ اس نے کہا یہ پانچ شخص [سلمان الفارسی والمقداد وعمار وابو ذر او رعمرو بن امیۃ الضمری] ایسے ہیں کہ ان کو جہان کی مصلحتیں حوالہ کی گئی ہیں غضائری کہتا ہے اللہ کی شان اس سے بلند ہے کہ جہان کی مصلحتیں ان کے حوالے کرے۔ (عباس قمی کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ ابو الحسن علی بن ابی الغنائم نے اپنی کتاب مجدی میں لکھا ہے کہ ابو القاسم نے اپنے نسب کے بارے میں یہ دعوی کیا کہ میں (علی بن احمد بن موسی ابن احمد بن ہارون بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام) ہوں تو میں نے موصل سے اپنے شیخ ابو عبد اللہ حسین بن محمد کو لکھا کہ ابو القاسم کا نسب کیا ہے تو اس نے جواب میں لکھا کہ بلا شک یہ شخص جھوٹا اور باطل پرست ہے اور اس نے بہت سارے گھروں کی طرف نسب کا دعوی کیا لیکن اس کا نسب ثابت نہ ہو سکا۔

قارئین کرام یہ تھا وہ شخص جس کے کاندھے پر سوار ہو کر غلام حسین نجفی اور آج کل کے روافض بنات رسول کے انکار کا نعرہ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہ تھیں اور بس۔ لیکن جب بات دلائل پر آتی ہے تو حق بات یہ ہے کہ رافضی قوم اس مسئلہ پر دلائل سے مکمل عاری ہے۔ صرف ان کے پاس کچھ شبہات اور

Scanned with CamScanner

وساوس ہیں جن کے ذریعے مخلوق کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملا غلام حسین نجفی نے اس مسئلہ پر قول مقبول نامی کتاب لکھی جو ۵۶۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن پوری کتاب میں کوئی ایک قرآنی آیت پیش نہیں کر سکا جس کا ترجمہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟ اسی طرح ملا نجفی اپنی کتاب میں کوئی ایک بھی ایسی روایت جو اہل سنت و اہل تشیع کے اصول کے مطابق ہو پیش نہیں کر سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سے صرف ایک بیٹی تھی۔ اہل سنت کے اصول کے مطابق ہو یہ تو درکنار کوئی ایسی روایت بھی پیش نہیں کر سکا جو صرف شیعہ اصول کے مطابق ہو یعنی صحیح سند کے ساتھ کوئی امام کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی تھی۔ ہاں صرف گالی گلوچ سے کاغذات کو سیاہ کیا ہے۔ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد بیٹیوں کے ثبوت پر قرآنی آیت پیش کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کم از کم دو سے زائد ہیں جس سے کم از کم مخالف کی ایک بیٹی کے دعوی کا بطلان ہے۔ اور اہل سنت کے اصول کے مطابق ایسی روایات متعدد صحابہ کرام سے پیش کی ہیں جو نقل کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں فاطمہ، رقیہ، زینب اور ام کلثوم تھیں۔ مزید اس بات کی تائید اور تقویت کے لیے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل سنت کے دس محدثین اور دس مؤرخین کے اقوال نقل کیے ہیں اور کتب شیعہ سے ان کے ائمہ معصومین کے قول سے صحیح سند سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنات یعنی بیٹیوں کے باپ تھے اور ان کے ائمہ معصومین سے صحیح اور شیعہ کی طرف سے تصدیق شدہ سند سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ مزید اس بات کی تائید اور توثیق کے لیے متعدد شیعہ محدثین اور مؤرخین کے اقوال نقل کیے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ اور آخر میں منکرین کے شبہات اور وسوسوں کو نقل کر کے رد کیا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ مجھ فقیر کی اس سعی کو قبول فرمائے

Scanned with CamScanner

اوراس کتاب سے موافقین کوخوب فائدہ عطافرمائے اورمخالفین کواس کے ذریعے ہدایت عطافرمائے۔آمین۔یارب العالمین۔

مولوی علی اکبرجلبانی

استاذالحدیث

جامعہ انوارالعلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

فون نمبر : ۰۳۴۶-۱۲۸۵۹۱۵

۰۳۲۱-۳۸۲۹۱۳۹

Scanned with CamScanner

باب اول

بنات رسول کا ثبوت قرآن کریم سے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

(سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات یعنی بچیوں کے لیے (بنات) جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے اور جمع کے صیغے میں کم از کم تین افراد مراد ہوتے ہیں اس سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم تین یا اس سے زائد بیٹیاں ہیں، ایک ہرگز نہیں ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

پس آیت پردہ میں یا تو [بناتک] سے مراد وہ پروردہ لڑکیاں ہیں اور یا مجازاً امت کی لڑکیاں مراد ہیں...... وہابی یہ ثبوت پیش کریں کہ جناب عثمان نے کبھی یہ دعوی کیا ہو کہ آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد میری دو بیویاں ہیں؟ [1]

جواب: اہل تشیع بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بنت کا حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے اور پروردہ بیٹی یعنی ربیبہ مجازی معنی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۶۸ ۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

شیعہ کا حجۃ الاسلام غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جب لفظ بنات کا حقیقی معنی مراد لینا مشکل ہے تو عقل اور شریعت دونوں کی عام اجازت ہے کہ لفظ کا معنی مجازی مراد لیا جائے پس فروع کافی میں لفظ بنات سے مراد مذکورہ چار لڑکیاں ہیں جو نبی کریم کی پروردہ ہیں۔ (یعنی زینب بنت ابی سلمہ، زینب بنت حنظلہ، حبیبہ بنت ام حبیبہ اور ام کلثوم بنت ابی سلمہ ص: ۲۹۸) ❶

غلام حسین کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ لفظ بنات کی حقیقی معنی صلبی بیٹیاں ہے اور پروردہ بیٹیاں مجازی معنی ہے۔

اور شیعہ کا ثانی حجۃ الاسلام محمد حسین نجفی لکھتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ زوجیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے قبل جناب خدیجہ کے ہاں دو لڑکیاں موجود تھیں جو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پرورش پانے کی وجہ سے مجازاً بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائیں۔ ❷

شیعہ کے اس مجتہد کی عبارت سے ثابت ہوا کہ لفظ بنات کی معنی پرورش پانے والی لڑکیاں یہ مجازی معنی ہے۔

اور شیعہ کے ہاں یہ بھی مسلمہ اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع موجود نہ ہو تو وہاں حقیقی معنی مراد لی جائے گی۔ ملاحظہ فرمائیں:

ولا خلاف في وجوب الحمل على الحقيقة مع عدم القرينة. ❸

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب تک مجازی معنی کا قرینہ موجود نہ ہو تب تک حقیقی معنی مراد لینا واجب ہے۔

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۹۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ تجلیات صداقت لمحمد حسین ص: ۲۱۰ ناشر عباس بک ایجنسی رستم نگر لکھنؤ انڈیا

❸ حاشية بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۵۳ ص: ۱۳۶ ناشر دار احياء التراث العربي

Scanned with CamScanner

ملا باقر مجلسی ایک مقام پر لکھتا ہے کہ لفظ مولی کے متعدد معانی ہیں۔ آگے وہ معانی لکھنے کے بعد کہتا ہے:

و إذا كانت لفظة مولى حقيقة في الأولى وجب حملها عليها دون سائر معانيها. ❶

جب لفظ مولی پہلی معنی میں حقیقت ہے تو یہاں لفظ مولی کو اپنے حقیقی معنی پر حمل کرنا واجب ہے سوائے دیگر معانی کے۔

مرتضی العسکری لکھتا ہے:

وأما العلماء فلا خلاف بينهم في الرجوع إلى أصالة الحقيقة في الألفاظ المجردة عن القرائن الموجهة من متكلم إلى مخاطب. ❷

علماء کا اجماع ہے کہ وہ الفاظ جو قرائن سے خالی ہوں تو وہاں حقیقی معنی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

قارئین کرام جب ثابت ہو گیا کہ لفظ [بنت] کی حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے اور حقیقی معنی مجازی معنی پر مقدم ہوتی ہے تو آیت کریمہ سے حقیقی بیٹیاں مراد لینا واجب ہوا۔ ہاں اگر یہاں حقیقی معنی مراد لینے سے کوئی مانع موجود ہوتا مثلاً قرآن وحدیث یا ان کے ائمہ معصومین سے یہ بات منقول ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے صرف ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو پھر آیت کریمہ سے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لی جا سکتی تھی لیکن جب قرآن وحدیث یا ان کے ائمہ معصومین سے اس طرح کی کوئی بات منقول نہیں ہے تو آیت کریمہ سے مجازی معنی یعنی ربیبات مراد لینا باطل ہوا۔

تنبیہ: شیعہ قرینہ صارفہ یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ مرأة العقول لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۳ ص: ۲۲۰ ناشر دار الکتب الاسلامیہ طہران ❷ فرائد الاصول لمرتضی الانصاری (متوفی ۱۲۸۱) ج۱: ص۸۳ ناشر نشر آرموس (اسماعیلیان)

Scanned with CamScanner

غلام حسین نجفی فروع کافی کی ایک روایت میں لفظ بنات سے بھاگنے کے لیے یوں بھی لکھتا ہے:

لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ قانون ہے کہ [اذا ثبت الشئ ثبت بجمیع لوازمه] کہ جب کوئی شی ثابت ہوتی ہے تو اس کا لازم بھی ثابت ہوتا ہے مثلاً آگ کی موجودگی میں اس کی گرمی بھی موجود ہوتی ہے پس اگر وہ لڑکیاں نبی پاک کی صلبی مان لی جائیں تو اس کا لازم بھی ماننا پڑے گا یعنی ابوالعاص اور عتبہ اور عتیبہ جیسے کفار کو نبی کریم کا داماد بھی ماننا پڑے گا اور اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گا؟[1]

جواب: آپ نے کہا (اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے) مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی آیت کریمہ ہے جس میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟؟ نیز وہ کس کی عقل ہے جو صلبی بیٹیاں مراد لینے کو غلط سمجھتی ہے جبکہ تمہارے ائمہ معصومین کے عقل نے تو یہی کام کیا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ سے پیدا ہونے والی چار لڑکیاں تھیں جیسے کہ باب خامس کے تحت ان شاء اللہ آئے گا۔ کیا آپ کی عقل اپنے ائمہ سے بھی آگے ہے؟ کیا آپ کی عقل کلینی، عبداللہ مامقانی، ملا باقر مجلسی اور ان کے مشائخ اور شاگردوں سے آگے ہے؟ جیسے کہ آگے ان شاء اللہ باحوالہ آئے گا۔ اگر آپ کی عقل ان سب سے آگے ہے تو ایسی عقل کو ہمارا دور سے سلام۔ نیز آپ نے کہا (اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گی) تو کیا آپ کے ائمہ معصومین اور عبداللہ مامقانی اور ملا باقر مجلسی وغیرہ کی

[1] قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۸۶-۲۸۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

ناک کٹ چکی ہے؟ کیا یہ سب بقول آپ کے بے غیرت تھے؟ افسوس صد افسوس۔

تنبیہ: شیعہ قرینہ صارفہ کے سلسلہ میں ائمہ کے قول سے بھی بنات ثلاثہ کی نفی دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے: مبلغ اعظم (مولوی اسماعیل) نے نوراً اپنی کتاب احقاق الحق ص:۲۳۹ مؤلفہ شہید ثالث اعلی اللہ مقامہ جو شیعہ عقائد کے ثابت کرنے میں سند سمجھی جاتی ہے اور ایک محقق مناظر کی کتاب ہے کو اٹھا کر پڑھا:

وروی اهل العلم عن ائمة اهل البيت وهاتان الابنتان المنسوبتان الی رسول الله صلی الله عليه وسلم زينب و رقية له من امرأة اخریٰ.

کہ اہل علم نے اہل بیت سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بیٹیاں جو رسول خدا کی جانب منسوب ہیں یہ کسی دوسری عورت سے ہیں۔ ❶

جواب: غلام حسین نجفی لکھتا ہے: علم رجال کا قانون ہے شیعہ سنی سب بھائیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ روایت وہ قبول کی جائے گی جس کی سند میں تمام راوی درست ہوں۔وہابی اہل حدیث دوستوں نے ہمارے خلاف وہ روایت پیش کی ہے جس کا ایک راوی یزید بن خلیفہ نامی ہے اور یہ ایسا آدمی ہے کہ جس کی روایت پر علماء شیعہ نے اعتبار نہیں فرمایا کیونکہ کتاب شیعہ تنقیح المقال ج۳ص:۳۲۶ میں لکھا ہے:

هو رجل واقفی لم يثبت توثيقه فعدم ثبوت وثاقته كاف فی رد خبره لانه علی الوقف ضعيف وعلی عدمه المجهول الحال. ❷

یزید بن خلیفہ واقفی مذہب کا تھا شیعہ نہ تھا اور یہی چیز اس کی روایت کو ٹھکرانے کے لیے کافی ہے خلاصہ: اگر یہ واقفی مذہب کا ہے تو بھی قابل اعتبار نہیں ہے اور بصورت دیگر مجہول الحال ہے۔

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۶ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۵۵-۲۵۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

نجفی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مجہول شخص کی روایت قابل اعتبار نہیں۔

اور سماعیل صاحب خود بھی ایک روایت کورد کرتے ہوئے کہتا ہے:

یہ روایات مجہول السند ہیں، مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب، کوئی صحیح روایت پیش کرو مجہول روایات پیش نہ کرو۔ ❶

مجہول السند تاریخی روایات پیش نہ کرو۔ ❷

نیز غلام حسین نجفی ایک روایت کورد کرتے ہوئے لکھتا ہے: مذکورہ روایت بلا سند ہے کیوں کہ ان کے راویوں کا نام مذکور نہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ ❸

اور وکیل اہل تشیع عبد الکریم مشتاق ایک روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: پانچویں روایت کی سند معلوم نہیں ہے۔ ❹

جب شیعہ مذہب کے مطابق مجہول راوی کی روایت نامقبول ہے، اسی طرح بے سند روایت بھی نامقبول ہے تو اب اسماعیل صاحب سے عرض یہ ہے کہ اہل علم نے ائمہ میں سے کس امام سے یہ رویات نقل کی ہے وہ امام بھی مجہول ہے اور کونسے اہل علم نے یہ روایت نقل کی ہے وہ اہل علم بھی مجہول ہیں اور کس کتاب میں یہ روایت سند کے ساتھ نقل کی ہے وہ کتاب بھی مجہول ہے اور کس سند سے یہ روایت نقل کی ہے وہ سند بھی مجہول ہے اور روایت بے سند بھی ہے لہٰذا ایسی مجہول اور بے سند روایت کے بنیاد پر قرآن کریم کی حقیقی معنی کو چھوڑنا یقیناً گمراہی ہے۔

غلام حسین نجفی بھی بنات ثلاثہ کے انکار کو ائمہ سے ثابت کرنے کے لیے لکھتا ہے:

مولا علی کا مذکورہ فرمان کہ بولو کس صحابی کی بیوی میری زوجہ فاطمہ کے مانند ہے یہ اس کا

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۲۰۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب ❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۲۰۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب ❸ سہم مسموم ص:۲۶۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❹ افسانہ عقد ام کلثوم لعبد الکریم مشتاق ص:۳۴ ناشر رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

Scanned with CamScanner

ثبوت ہے نبی کی لڑکی صرف ایک تھی اور ریاض النضرہ سے حوالہ گذر چکا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ کہ آپ کو میرے جیسا سہرا ملا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کریم نے صرف فاطمہ کے بارے میں اقرار کیا ہے کہ وہ میری بیٹی ہے اور دوسریوں کے بارے میں انکار کیا ہے۔ ❶

جواب: جہاں تک تعلق ہے پیارے علی کے فرمان کا تو میں اس قول کی سند پر باب سادس شبہ نمبر۲۲ کے تحت تفصیل سے کلام کروں گا اور بالفرض اگر یہ قول صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی اہل سنت کا کوئی نقصان نہیں ،اس کا جواب بھی میں وہیں نقل کر چکا ہوں اس لیے شبہ نمبر۲۲ کا مطالعہ فرمائیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے [ریاض النضرہ] والی روایت کا تو یہ بے سند ہے اس پر میں باب سادس شبہ نمبر۱۴ کے تحت تفصیل سے کلام کر چکا ہوں وہاں مطالعہ فرمائیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے نجفی صاحب کی اس عبارت کا (یا مجازا امت کی لڑکیاں مراد ہیں) تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ امت کی لڑکیوں کا ذکر [وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِین] میں ہو چکا ہے۔ نیز عطف میں اصل یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے تو اس اصول کے مطابق بھی [بناتک] سے امت کی لڑکیاں مراد لینا باطل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے نجفی صاحب کی اس عبارت کا (وہابی یہ ثبوت پیش کریں کہ جناب عثمان نے کبھی یہ دعوی کیا ہو کہ آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد میری دو بیویاں ہیں) تو یہ سوال بے جا ہے کیونکہ جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے کسی نے یہ اعتراض ہی نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھی اور کہاں سے آ گئیں؟ آپ ثابت کریں کہ حضرت عثمان سے کسی نے ایسا سوال کیا اور حضرت عثمان نے اس آیت کریمہ سے استدلال نہ کیا ہو؟

مزید آپ سے سوال ہے کہ آپ لوگ کہتے ہو کہ آیۃ تطہیر میں اہل بیت سے مراد صرف

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۲۳ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

پانچ حضرات ہیں اور اس سے ازواج مطہرات مراد نہیں ہیں تو کیا حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی کبھی اس آیت سے استدلال کیا کہ اس آیت سے مراد صرف ہم ہیں اور ازواج رسول مراد نہیں ہیں؟ جو آپ کا جواب ہوگا وہی میرا جواب ہوگا۔

دوسرا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے:

مکالمہ کا حاصل: آیت پردہ میں [بناتک] سے مراد ایک ہی بیٹی فاطمہ ہے اور یہاں جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے جیسے کہ آیت مباہلہ میں [نسائنا] سے مراد ایک ہی بیٹی فاطمہ ہے اگرچہ صیغہ جمع کا ہے؟ ❶

جواب: اگر لفظ [بناتک] سے مراد ایک بیٹی ہے اور جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے پھر تو لفظ [بناتک] سے پہلے لفظ [ازواجک] سے بھی ایک ہی بیوی سیدہ خدیجہ مراد ہونی چاہیے اور یہاں پر بھی یہی کہا جائے کہ جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے۔ جیسے کہ آیت مباہلہ میں جمع کا صیغہ برائے تعظیم ہے۔ یقیناً آپ کسی بھی صورت میں لفظ [ازواجک] سے ایک بیوی مراد نہیں لے سکتے تو لفظ [بناتک] سے ایک بیٹی مراد کیوں لیتے ہو جب لفظ [ازاوجک] جمع وارد ہوا ہے تو آپ اس کو اپنی حقیقی معنی یعنی جمع کے معنی پر رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد ازواج مراد لیتے ہو تو لفظ [بناتک] سے متعدد بیٹیاں مراد لینے سے آپ کو کیوں بخار چڑھتا ہے؟

غلام حسین نجفی دوسرا مکالمہ لکھتا ہے:

مکالمہ کا حاصل: [بناتک] کے لفظ سے ایک بیٹی اور دونواسیاں بھی ہوسکتی ہیں کیونکہ اس اشکال کی کوئی وقعت نہیں کہ آیت حجاب کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں نابالغ تھیں تو ان کے لیے پردے کا حکم کیسا؟ کیونکہ پردے کا حکم صرف نزول قرآن کے وقت

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۵۰۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

بالغ عورتوں کے لیے نہیں تھا بلکہ قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کے لیے ہے۔ ❶

جواب: نواسیاں مراد اس لیے نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہاں بات یہ ہو رہی ہے کہ اے نبی اپنی بیٹیوں سے کہیے یعنی فی الحال کہیے کیونکہ [قل] امر کا صیغہ ہے اور امر اس کام کے بارے میں ہوتا ہے جو کرنے کا ہو تو اس سے یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ پردے کے حکم کے نزول کے وقت پردے کی مکلّف ہیں اور پردے کی مکلّف بنات رسول ہی ہوسکتی ہیں نہ کہ نواسیاں اس لیے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں مراد لینا باطل ہوا۔

تیسرا اشکال اور اس کا جواب:

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت سن ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے ملاحظہ ہو تفسیر زاھدی تفسیر مدارک، مدارج النبوۃ دفتر اول روضۃ الاحباب تاریخ طبری وغیرہ اور رقیہ نے سن ۳ ہجری میں انتقال کیا اور زینب نے سن ۷ ہجری میں وفات پائی اور ام کلثوم نے سن ۸ ہجری میں انتقال کیا آیت حجاب ان تین لڑکیوں کی رحلت کے بعد نازل ہوئی ہے اس کے باوجود ان لڑکیوں کو اس آیت میں داخل کرنا کس قدر اصول اور دیانت کے خلاف ہے؟ ❷

جواب: یہ آیت سورہ احزاب میں ہے اور شیعہ سنیوں کا اتفاق ہے کہ یہ سورت سن ۵ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَزَلَ الْحِجَابُ مُبْتَنَى رَسُولِ اللّٰهِ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۵۱۰ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۲۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

وَذٰلِکَ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ الْهِجْرَةِوَحَجَبَ نِسَاءَهُ مِنِّي يَوْمَئِذٍ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ. ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آیت حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ رخصتی کے موقع پر نازل ہوئی اور یہ سن ۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے اسی دن مجھ سے پردہ کیا اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔

از کتب اہل تشیع

محمد باقر رحمہ اللہ سے:

فی روایة أبی الجارود،عن أبی جعفر (علیه السلام) فی قوله وما کان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضی الله ورسوله أمرا أن یکون لهم الخیرة من أمرهم وذلک أن رسول الله (صلی الله علیه آله)خطب علی زید بن حارثة زینب بنت جحش الاسدیة من بنی أسد بن خزیمة، وهی بنت عمةالنبی (صلی الله علیه وآله)فقالت :یا رسول الله حتی اوامر نفسی فأنظر، فأنزل الله: وما کان لمؤمن ولا مؤمنة الآیة،فقالت :یا رسول الله أمری بیدک، فزوجها إیاه،فمکثت عند زید ما شاء الله ثم إنهما تشاجرا فی شئ إلی رسول الله (صلی الله علیه وآله)فنظر إلیها النبی (صلی الله علیه وآله) فأعجبته، فقال زید :یا رسول الله تأذن لی فی طلاقها، فإن فیها کبرا وإنها لتؤذینی بلسانها، فقال رسول الله (صلی الله علیه وآله:اتق الله وأمسک علیک زوجک وأحسن إلیها،ثم إن زیدا طلقها وانقضت عدتها،فأنزل الله نکاحها علی رسول الله (صلی الله علیه وآله فلما قضی زید منها وطرا

---

❶ الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد (المتوفی ۰) ج۸ص۱۳۹ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

زوجناكها وفي قوله :ما كان محمد أبا أحد من رجالكم فإن هذه نزلت في شأن زيدبن حارثة قالت قريش يعيرنا محمد يدعي بعضنا بعضا وقد ادعى هو زيدا، فقال الله :ما كان محمدأبا أحد من رجالكم يعني يومئذ، قال إنه ليس بأبي زيدوخاتم النبيين يعني لا نبي بعد محمد (صلى الله عليه و آله)❶

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم) جوکہ سورہ احزاب میں ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زینب بنت جحش کیساتھ نکاح کرنے کے موقع پر نازل ہوئی (یعنی سورہ احزاب جس میں پردے کا حکم موجود ہے یہ سورت اس موقع پر نازل ہوئی۔)اور اگلی عبارت میں آرہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ سن ۵ ہجری میں نکاح کیا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ آیت حجاب جو سورہ احزاب میں ہے یہ سن ۵ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور اس وقت حضرت رقیہ کے علاوہ تینوں بنات رسول باحیات تھیں لہٰذا یہ کہنا کہ اس آیت کے نزول کے وقت تینوں بنات رسول انتقال کرچکی تھیں لہٰذا وہ اس آیت سے مراد کیسے ہوسکتی ہیں یہ محض دل بہلانے والی بات ہے جس کا علمی میدان میں کوئی وزن نہیں۔اگلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وفيها تزوج رسول الله صلى الله عليه و آله زينب بنت جحش بن رباب، وامها اميمة بنت عبد المطلب،وكانت ممن هاجرمع رسول الله صلى الله عليه و آله فخطبها رسول الله صلى الله عليه و آله لزيد فقالت لا أرضاه لنفسي، قال فإني قد رضيته لک، فتزوجها زيد بن حارثة، ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله لهلال ذي القعدة سنة خمس من الهجرة،وهي يومئذ بنت خمس وثلاثين سنة.❷

---

❶بحار الانوار للمجلسی المتوفی ج ۲۲ ص ۲۱۸ :اناشر مؤسسة الوفاء بیروت -لبنان

❷بحار الانوار للمجلسی (المتوفی)ج ۲۰ ص :۲۹۷ناشر مؤسسة الوفاء بیروت -لبنان

Scanned with CamScanner

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ سن ۵ ہجری میں نکاح فرمایا۔

اور شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

و در سال پنجم ہجری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش را بحبالہ نکاح درآورد و در ہنگام زفاف او آیہ ی حجاب نازل گشت۔

سن پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح فرمایا اور ان سے زفاف کے موقع پر پردے والی آیت نازل ہوئی۔ ❶

محمد ہاشم خراسانی لکھتا ہے:

و در سال پنجم از ہجرت مقدسہ آں بزرگوار زینب بنت جحش بن رباب عمہ زادہ خود را تزویج نمودند کہ ہمشیرہ جناب عبداللہ بن جحش باشد و در آں سال آیت شریفہ حجاب نازل شد۔ ❷

سن پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح فرمایا جو عبداللہ بن جحش کی ہمشیرہ تھیں اور اسی سال پردے والی آیت نازل ہوئی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تفسیر مدارک، روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ وغیرہ کا تو یہ دروغ گوئی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ان کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں سن ۹ ہجری میں سورہ احزاب کے نزول کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

نیز معلوم ہونا چاہیے کہ روضۃ الاحباب شیعہ کی کتاب ہے اس لیے اس کتاب سے اہل سنت پر الزام نہیں قائم کیا جا سکتا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

شیعہ کا آغا بزرگ طہرانی لکھتا ہے:

---

❶ منتہی الآمال للشیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) ص:۹۲ ناشر انتشارات علویون

❷ منتخب التواریخ لمحمد ہاشم خراسانی ص:۵۲ ناشر

روضة الاحباب فی سیرۃالنبی ص و الآل و الاصحاب)فارسی فی ثلاث مجلدات للسید الآمیر جمال الدین عطاء الله بن فضل الله بن عبد الرحمان الحسین الدشتکی الملقب بالامیر جمال الدین المحدث الشیرازی الفارسی القاطن بهراة کتبه بأمر الامیر علی شیر الوزیر.ترجمه فی (امل الآمل)وحکی فی(الریاض)سماعا عن الفاضل الهندی أنه کان شیعیا وعنده کتبه علی طریقة الشیعة.❶

عبارت کا حاصل: روضۃ الاحباب کا مصنف جمال الدین شیعہ ہے۔

پانچواں اشکال اوراس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

عرف عام بلکہ قرآن مجید سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب وام یا ابن و بنت ایک ہی قسم کے ماں باپ یا اولاد کے لیے بولے جاتے ہوں اوراگر یہ ثابت ہوجائے تو ہمیں مذکورہ دختران کے حقیقی دختران تسلیم کر لینے میں کیا عذر ہوسکتا ہے لیکن اگر قرآن مقدس اورعرف عرب سے یہ ثابت کردیا جائے کہ اب وام اور ابن و بنت حقیقی ماں باپ اور صلبی اولاد کے علاوہ بھی بولے جاتے ہیں تو پھر لفظ بنت کے استعمال سے کوئی لڑکی صلبی لڑکی ثابت نہ ہوسکے گی بلکہ یہ امر محتاج تحقیق رہے گا۔

اشکال کی وضاحت: مرزا کہنا یہ چاہتا ہے کہ یہ جو اہل سنت قرآن کریم کی آیت [یَـاأَیُّهَـا الـنَّـبِـیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِـنَّ] سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے فرمایا اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اوراہل ایمان کی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنے اوپر چادریں ڈالیں ان کا یہ استدلال ٹھیک نہیں

---

❶الذریعة لتصـانیف الشیعة لآغا بزرگ الطهرانی(المتوفی ۱۳۸۹)ج ۱۱ص : ۲۸۵ناشر مؤسسة اسماعیلیان ایران قم

کیونکہ بنت کا اطلاق غیر صلبی بیٹی پر بھی ہوتا ہے لہٰذا ان بیٹیوں سے مراد غیر صلبی بیٹیاں ہیں یعنی زینب اور رقیہ اور ام کلثوم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں یا بیوی کی بھانجیاں یعنی خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔

جواب: قرآن کریم میں تمام مقامات پر بنت کا لفظ اپنی حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ. (سورہ قصص آیت نمبر ۲۷)

ان کے باپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک سے تمہارا نکاح کردوں۔ بشرطیکہ تم آٹھ سال تک اجرت پر میرے پاس کام کرو،

۲۔وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ. (سورہ تحریم آیت نمبر ۱۲)

نیز (اللہ پاک) عمران کی بیٹی مریم کو (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی، اور وہ طاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

۳۔حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ. (سورہ نساء آیت نمبر ۲۳)

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

۴۔وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ. (سورہ انعام آیت نمبر ۱۰۰)

اور لوگوں نے جنات کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک قرار دیا، حالانکہ اللہ نے ہی

Scanned with CamScanner

ان کو پیدا کیا ہے۔اور سمجھ بوجھ کے بغیر اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں۔حالانکہ اللہ کے بارے میں جو باتیں یہ بناتے ہیں وہ ان سب سے پاک اور بالا و برتر ہے۔

۵-وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَاقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ. (سورہ ھود آیت نمبر ۷۸)

اور ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے، اور اس سے پہلے وہ برے کام کیا ہی کرتے تھے۔لوط نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمہارے لیے کہیں زیادہ پاکیزہ ہیں۔اس لیے اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو۔کیا تم میں کوئی ایک بھی بھلا آدمی نہیں ہے

قارئین کرام جب ان تمام آیات میں شیعہ بھی بنات سے مراد حقیقی بیٹیاں لیتے ہیں تو ان کو صرف ایک مقام یعنی آیت کریمہ [يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ] میں بنات سے حقیقی بیٹیاں مراد لینے میں کیوں بخار چڑھتا ہے؟ نیز جب بنت کی حقیقی معنی صلبی بیٹی ہے تو بغیر قرینے کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی (یعنی ربیبہ) مراد لینا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ شیعہ فقہاء کا بھی نظریہ یہی ہے کہ جب تک مجازی معنی کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں ہے۔جیسے کہ میں ماقبل میں غلام حسین نجفی کے اشکال کے جواب میں کتب شیعہ سے یہ اصول واضح کر چکا ہوں۔

سوال: [هؤلاء بناتي] بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ سے لوط علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں مراد ہی نہیں لی ہیں بلکہ قوم کی بیٹیاں مراد لی ہیں؟

جواب: دلائل کے رو سے ان مفسرین کا یہ قول غلط ہے جیسے کہ شیعہ مفسر طباطبائی نے اس قول کو دلیل سے رد کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

Scanned with CamScanner

وربما قيل:إن المراد بقوله:(هؤلاء بناتي)الاشارة إلى نساء القوم لان النبي أبو أمته فنساؤهم بناته كما أن رجالهم بنوه ...... وأما كونهم كفارا وبناته مسلمات ولا يجوز إنكاح المسلمة من الكافر فليس من المعلوم أن ذلك من شريعة إبراهيم حتى يتبعه لوط عليهما السلام فمن الجائز أن يكون تزويج المؤمنة بالكافر جائزا في شرعه كما أنه كان جائزا في صدر الاسلام، وقد زوج النبي صلى الله عليه و آله وسلم بنته من ابي العاص بن الربيع وهو كافر قبل الهجرة ثم نسخ ذلك .على أن قولهم في جوابه: (لقد علمت ما لنا في بناتك من حق) لا يلائم كون المراد بالبنات في كلامه إنما هي نساؤهم لا بناته من صلبه فإنهم ماكانوا مؤمنين به حتى يعترفوا بكون نسائهم بناته إلا أن يكون المرادالتهكم ولا قرينه عليه . لا يقال تعبيره عليه السلام بالبنات وليس له عندئذ إلا بنتان يدل على أن مراده بناته من نساء أمته لا بنتاه غير الصادق عليه لفظ الجمع. لانا نقول: لا دليل على ذلك من كلامه تعالى ولا وقع ذلك في نقل يعتمد عليه، نعم وقع في التوراة الحاضرةأنه كان للوط بنتان فقط ولا اعتماد على ما تتضمنه. ❶

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ [هؤلاء بناتي] سے مرادقوم کی بیٹیاں ہیں اس لیے کہ نبی قوم کا باپ ہوتا ہے تو ان کی عورتیں رسول کی بیٹیاں ہوئیں جیسے کہ ان کے مرد نبی کے بیٹے ہوئے۔ رہا یہ سوال کہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مسلمان تھیں اور وہ لوگ کافر تھے اور مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتھ ناجائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں یہ نکاح جائز تھا یا نہیں کہ لوط علیہ السلام پر اس کی پیروی واجب

❶تفسير الميزان لمحمد حسين الطباطبائي ج١٠ ص:٣٣٩ ناشر منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة

Scanned with CamScanner

ہو۔پس یہ ممکن ہے کہ یہ نکاح لوط علیہ لسلام کی شریعت میں جائز ہو جیسے کہ ابتداء اسلام میں بھی مؤمنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اس کی مثال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابوالعاص سے کرایا تھا حالانکہ وہ ہجرت سے پہلے کافر تھا بعد میں یہ منسوخ ہو گیا۔نیز کفار نے جو یہ جواب دیا[**لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق**] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بنات سے مرادلوط علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں تھیں اس لیے کہ وہ لوگ مؤمن ہی نہیں تھے کہ یہ تسلیم کرتے کہ ہماری عورتیں لوط علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں الا یہ کہ ان کی اس سے مراد مذاق اڑانا ہو لیکن یہاں پر اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔اور یہ سوال نہ کیا جائے کہ لوط علیہ السلام کی وہ حقیقی بیٹیاں تو نہ تھیں تو ان پر بنات کا لفظ کیسے صادق آئے گا؟ اس لیے کہ اس پر نہ تو قرآن کریم میں کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی کوئی قابل اعتماد نقل ہے اس لیے کہ یہ توراۃ کی روایت ہے۔جبکہ توراۃ پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔

اسی قول (یعنی صلبی بیٹیاں مراد ہیں) کو شیعہ مفسر فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) نے بھی اوضح کہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

(قال)لوط لهم وأشار إلى بناته لصلبه (هؤلاء بناتي)......وقيل :انهن كن بنات قومه، عرضهن عليهم بالتزويج...... والأول أوضح. [1]

لوط علیہ السلام نے اپنی صلبی بیٹیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ کہ یہ بیٹیاں قوم کی بیٹیاں تھیں جو ان پر نکاح کے لیے پیش کیں لیکن پہلا قول (یعنی صلبی بیٹیاں) زیادہ واضح ہے۔

ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید میں (لفظ بنت) صلبی بیٹی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

---

[1] تفسیر مجمع البیان لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ٥٤٨) ج ٣ ص: ١٩٤ ناشر احیاء الکتب اسلامیة ایران قم

Scanned with CamScanner

نیز عرف عام میں بھی جب بیٹی کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو وہاں صلبی بیٹی مراد ہوتی ہے جیسے کہ کوئی عورت کسی عورت سے پوچھتی ہے کیا آپ کی بیٹیاں پڑھی لکھی ہیں تو اگر اس کی بیٹیاں واقعۃً پڑھی لکھی ہوتی ہیں تو وہ جواب دیتی ہے جی ہاں لیکن اگر اس کی بیٹیاں پڑھی لکھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ اس کی پوتیاں یا نواسیاں پڑھی لکھی ہوتی ہیں تو وہ جواب میں یہ نہیں کہتی ہے کہ میری بیٹیاں پڑھی لکھی ہیں بلکہ وہ جواب میں کہتی ہے میری بیٹیاں تو پڑھی لکھی نہیں ہیں بلکہ نواسیاں پڑھی لکھی ہیں۔ اس مثال سے معلوم ہوا کہ عرف میں بھی بیٹی کا اطلاق صلبی بیٹی پر ہوتا ہے اس لیے شیعہ کو ماننا پڑے گا کہ آیت کریمہ [یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ] میں بنات سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں ہیں۔ اور مرزا کے بڑے اس قول یعنی (یہ بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں) کو شد و مد سے رد بھی کر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) کہتا ہے:

وللسید ابی القاسم العلوی الکوفی فی الاستغاثة فی بدع الثلاثة کلام طویل اصر فیه علی ان زینب التی کانت تحت ابی العاص بن ربیع ورقیة التی کانت تحت عثمان لیستا بنتیه بل ربیبتیه ولم یأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل کون رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل البعثة علی دین الجاهلیة بل کان فی زمن الجاهلیة علی دین یرتضیه الله تعالیٰ من غیر دین الجاهلیة وحینئذ فیکون محالا ان یزوج ابنته من کافر من غیر ضرورة دعت الیٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم یأت بما یغنی عن تکلف النظر والثبوت وانه کبیت العنکبوت اما اولاً فلانه یشبه الاجتهاد فی قبال النصوص من الفریقین عن النبی صلی الله علیه

Scanned with CamScanner

وسلم وعن ائمتنا عليهم السلام واما ثانياً ولانا وان كنا نسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن في زمن الجاهلية على دين الجاهلية بل على دين يرتضيه الله تعالىٰ ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس مشرعا بل كل حكم كان ينزل عليه كان يلتزم به تمام الالتزام ولم يكن يخترع من قبل نفسه حكما والاحكام كانت تنزل تدريجا وعند تزويج زينب ورقية لم يكن الكفائة في الايمان شرطا شرعا فزوج بنتيه من الرجلين تزويجا صحيحا شرعاً في ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالىٰ قوله :وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوافرق بين ابى العاص وبين زينب ولو كانت الكفائة في الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآية فما ذكره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة في كون زينب ورقية اللتين تحت ابي العاص و عثمان مسلمتين كما لا شبهة في كون تزويجهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم وباذنه واجازته فلا يفرق الحال بين ان تكونا بنتيه او ربيبتيه او بنتي اخت خديجة من امها او غير ذالک كاشتراک الجميع فيما جعله علة للانكا ر فما ذكره ساقط بلا شبهة...... وانما الجأنا...... بنقل كلمات صاحب الاستغاثة وغيره الىٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت عليه.❶

سیدابوالقاسم علوی کوفی کی کتاب[الاستغاثه فی بدع الثلاثة]میں بنات رسول کے بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔اس نے

---

❶تنقيح المقال شيخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبى ايران

Scanned with CamScanner

اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاہلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو تھکایا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکا جو تسلی بخش ہو۔ اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔ اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کا شرط شرعاً نہیں لگایا گیا تھا اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) [مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیان تفریق کر دی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابوالقاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

ثالثاً: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ زینب اور رقیہ جو ابوالعاص اور عثمان کے پاس تھیں وہ مسلمان تھیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا تو اب کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہوں یا ربیبہ ہوں یا خدیجہ کی ماں شریک بہنیں ہوں اس لیے کہ جس علت کی بنیاد پر اس نے

Scanned with CamScanner

انکار کیا اس علت میں یہ سب شریک ہیں (مامقانی کہنا یہ چاہتا ہے کہ اگر کافروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیوں کا نکاح نہیں ہوسکتا تو پھر ربیبہ بیٹیوں کا بھی نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بھی تو مسلمان تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح کو کافروں کے ساتھ کیسے برداشت کرتے) لہٰذا یہ جو ابوالقاسم نے ذکر کیا وہ سب کچھ ساقط الاعتبار ہے اور ہم نے اس کے کلام کو یہاں مجبوراً نقل کیا تا کہ آپ کو اس کلام سے دھوکہ نہ ہو۔

مامقانی کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱- رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات کہنا غلط ہے۔

۲- یہ دلیل پیش کرنا کہ اعلان نبوت سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا کفار کے نکاح میں آنا بری بات ہے یہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بات ہے۔ جس کے اڑانے کے لیے ایک پھونک ہی کافی ہے۔

۳- رقیہ زینب وام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہ ماننا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ معصومین کے ارشادات کی مخالفت ہے۔

۴- ابوالقاسم کی یہ تقریر کہ رقیہ زینب اور ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہیں ہیں محض اہل اسلام کو دھوکہ دینا ہے۔

۵- شیعہ کا ان بنات اربعہ کے صلبی بیٹیاں نہ ہونے پر دلائل پیش کرنا یہ محض اپنے آپ کو تھکانے والی بات ہے جس سے حق پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

نیز ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

و جمعی از علمای خاصه وعامه را اعتقاد آن است که رقیه و ام کلثوم دختران خدیجه بودند از شوهر دیگر که پیش از رسول خدا صلی الله علیه وسلم داشته وحضرت ایشیان را تربیت کرده بود ودختر

Scanned with CamScanner

حقیقی آن جناب نبودند وبعضی گفته اند که دختران هاله خواهر خدیجه بوده اند. وبر نفی این دو قول روایات معتبره دلالت می کنند. ❶

علمائے خاصہ وعامہ کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ رقیہ وام کلثوم خدیجہ کی بیٹیاں تھیں دوسرے شوہر سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان کا شوہر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ جبکہ ان دونوں قولوں کے باطل ہونے پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

ہمارے علامہ مجلسی نے سنی بھائیوں کو وہ چکر دیا ہے کہ یاد رکھیں گے۔ قول مؤلف کے بعد مجلسی نے دو قول ذکر نہیں کیے بلکہ حقیقت میں وہ چار قول ہیں۔

پہلا قول شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں نبی کریم کی نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں پہلے شوہر سے۔ دوسرا قول اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں خدیجہ کی تھیں پہلے شوہر سے وہ نبی کریم کی لڑکیاں نہ تھیں۔ تیسرا قول شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں خدیجہ کی بھانجیاں اور ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ چوتھا قول اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وہ لڑکیاں ہالہ کی بیٹیاں ہیں اور خدیجہ کی بھانجیاں تھیں۔

ہمارے مجتہد مجلسی علیہ الرحمہ کا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کا یہ قول کہ یہ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں پہلے شوہر سے اور اہل سنت کا یہی قول کہ وہ ہالہ کی لڑکیاں نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں پہلے شوہر سے سرکار مجلسی کی مراد یہ ہے کہ مذکورہ ان دونوں قولوں کی نفی پر روایات معتبرہ دلالت کرتی ہیں کیونکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نہ ہی نبی کریم کی اور نہ ہی خدیجہ کی اولاد تھیں بلکہ وہ لڑکیاں ہالہ کی بیٹیاں اور خدیجہ کی بھانجیاں تھیں۔ ❷

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص:۱۵۰۶ ناشر کتابخانہ ملی ایران قم

❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۵۰۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

جواب: قارئین کرام آپ نجفی صاحب کے پیش کردہ ان چار اقوال کو بار بار پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ دو قول ہوئے یا چار؟ حق بات یہی ہے کہ ہیں وہی دو قول لیکن نجفی صاحب نے ان دو قولوں کو چار شمار کیا ہے اس حیثیت سے کہ یہ دو قول سنیوں کے ہیں (حالانکہ اہل سنت میں سے یہ قول کہ یہ تینوں بنات سیدہ خدیجہ کی بیٹیاں تھیں پہلے شوہر سے یا سیدہ خدیجہ کی بھانجیاں تھی کسی کا بھی نہیں ہے اہل سنت ایسے دونوں قولوں پر لعنت بھیجتے ہیں) تو ہو گئے دو اور پھر یہی دو قول شیعوں کے ہیں تو ہو گئے چار قول۔ جبکہ دنیا جانتی ہے کہ جب ایک ہی قول چاہے ایک جماعت کرے یا دس جماعتیں کریں وہ ایک قول ایک ہی شمار ہوتا ہے قائلین کے بڑھنے سے قول نہیں بڑھتا لہٰذا جب حقیقت میں یہ دو قول دو ہی ہیں تو باقر مجلسی نے ان ہی دو قولوں کو معتبر روایات کے ذریعے مردود قرار دیا ہے۔ باقی نجفی صاحب کا ان دو قولوں کو چار قرار دینا ایسا ہے جیسے کوئی دو روٹیوں کو آدھا آدھا کر کے چار کا نام دے دے تو یقیناً یہ دھوکا ہو گا اسی طرح نجفی صاحب کی یہ تقسیم بھی دھوکہ ہے۔

رہی نجفی صاحب کی یہ بات کہ (ہمارے علامہ مجلسی نے سنی بھائیوں کو وہ چکر دیا ہے کہ یاد رکھیں گے) اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ باقر مجلسی بقول نجفی صاحب کے چکری اور دھوکہ باز ہے اب چکری اور دھوکہ باز شخص کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے وہ سب سمجھتے ہیں۔ باقی اہل سنت ان شاء اللہ کسی کے چکر میں آنے والے نہیں جو اہل سنت کو چکر دینے کی کوشش کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ کو چکر اور دھوکے میں ڈالتا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: [يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ] یہ منافق لوگ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں درحقیقت یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن ان کو شعور نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

باب ثانی

بنات رسول کا ثبوت اہل سنت کے کتب حدیث سے

۱-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۴) سے:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو اٹھا کر نماز پڑھ رہے تھے

۲-حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۳۵) سے:

وَأَمَّا قَوْلُهُ :إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَتْ. ❷

حضرت عثمان فرماتے ہیں میں جو جنگ بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا وہ اس لیے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچی رقیہ کے تیمارداری میں مصروف تھا۔

۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۲) سے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ سِيَرَاءَ، وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ. ❸

---

❶صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶)ج۱ ص:۱۰۹ ناشر دار طوق النجاۃ ❷مسند احمد للامام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱)ج۱ ص:۵۲۵ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ ❸سنن النسائی (لاحمد بن شعیب النسائی(متوفی ۳۰۳)ج۸ ص:۱۹۷ ناشر مکتب المطبوعات الاسلامیۃ—حلب

Scanned with CamScanner

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ریشمی چادر دیکھی۔

۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ٦٨) سے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :وَلَدَتْ خَدِيجَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ وَأَرْبَعَ نِسْوَةٍ :الْقَاسِمَ، وَعَبْدَ اللَّهِ، وَفَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ. ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں فاطمہ زینب رقیہ ام کلثوم۔

۵-سیدہ عائشہ صدیقہ (متوفی ۵۷) سے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُرَّزَاذَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ مِنْ رِجَالِ مَكَّةَ الْمَعْدُودِينَ مَالًا وَتِجَارَةً وَأَمَانَةً وَكَانَ لِهَالَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَخَدِيجَةُ خَالَتُهُ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : زَوِّجْهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخَالِفُهَا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ فَزَوَّجَهُ زَيْنَبَ فَلَمَّا أَكْرَمَ اللَّهُ نَبِيَّهُ بِنُبُوَّتِهِ آمَنَتْ بِهِ خَدِيجَةُ وَبَنَاتُهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ زَوَّجَ عُتْبَةَ بْنَ أَبِي لَهَبٍ رُقَيَّةَ أَوْ أُمَّ كُلْثُومٍ فَلَمَّا بَادَأَ قُرَيْشًا بِأَمْرِ اللَّهِ قَالُوا: إِنَّكُمْ قَدْ فَرَّغْتُمْ مُحَمَّدًا

❶مستدرک حاکم لابی عبد اللہ الحاکم النیسابوری(المتوفی)ج ۳ص:۲۰۱ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

Scanned with CamScanner

مِنْ بَنَاتِهِ فَرُدُّوهُنَّ عَلَيْهِ فَاشْغَلُوهُ بِهِنَّ، فَمَشَوْا إِلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالُوا فَارِقْ صَاحِبَتَكَ وَنَحْنُ نُزَوِّجُكَ بِأَيِّ امْرَأَةٍ شِئْتَ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: لَا هَيْمُ اللَّهِ لَا أُفَارِقُ صَاحِبَتِي وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِامْرَأَتِي أَفْضَلَ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ. ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ابوالعاص بن الربیع مکہ مکرمہ کے مالدار، تاجر اور امانتدار لوگوں میں سے شمار کیے جاتے تھے یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہالہ کے بیٹے تھے اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی کہ زینب کا رشتہ ابوالعاص کو دیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کی بات کو نہیں ٹالتے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ابوالعاص کے نکاح میں دے دیا اور یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مشرکین کے ساتھ نکاح کروانے سے منع نہیں فرمایا گیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ اور ام کلثوم کو ابولہب کے بیٹوں کے نکاح میں دے دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دین کی دعوت دینا شروع کر دی تو انہوں نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو فارغ کر دو تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو فارغ کر دیا اور انہوں نے ابوالعاص سے بھی یہی کہا کہ آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو فارغ کر دیں ہم آپ کو دوسری لڑکی سے شادی کروا دیں گے لیکن ابوالعاص نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس پر خوشی نہیں ہوگی کہ مجھے اس سے کوئی بہتر عورت ملے۔

۶- حضرت امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴) سے:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَلَدَتْ خَدِيجَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَطَاهِرًا، وَفَاطِمَةَ وَزَيْنَبَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةَ. ❷

زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم، طاہر، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم ور قیہ پیدا ہوئے۔

---

❶ الذرية الطاهرة لابي بشر الدولابي (متوفي ۳۱۰) ص: ۴۵ ناشر الدار السلفيه الكويت ❷ مصنف عبد الرزاق لعبد الرزاق الصنعاني (متوفي ۲۱۱) ج ۷ ص: ۳۹۳ المجلس العلمي، الهند

Scanned with CamScanner

باب ثالث
بنات رسول کا ثبوت محدثین سے

۱-محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰) سے:

وَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الولد القاسم .وبه كان يكنى.ولد له قبل أن يبعث صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعبد الله وهو الطيب وهو الطاهر .سُمِّيَ بِذَلِكَ لأَنَّهُ وُلِدَ فِي الإِسْلامِ.وَزَيْنَبَ وأم كلثوم ورقية وفاطمة .وأمهم كلهم خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے یہ اولاد تھی۔قاسم،عبداللہ،زینب، رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ۔

۲-محمد بن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴) سے:

فَزَوجها مَن رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فولد لَهُ مِنْهَا زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة وَالقَاسِم. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ کے ساتھ شادی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس سے زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور قاسم پیدا ہوئے۔

۳-ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

وأما ولده صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فكلهم من خديجة إلا إبراهيم فإنه من مارية القبطية، وولده من خديجة أربع بنات لا خلاف في ذلك. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی ان سے چار بیٹیاں

---

❶الطبقات الكبرى لمحمد بن سعد (متوفى ۲۳۰) ج۳ ص: ٤ ناشر دار الكتب العلمية

❷الثقات لابن حبان ،متوفى ۳٥٤) ج۱ ص:٤٦ ناشر دائرة المعارف العثمانية ❸الاستيعاب في معرفة الاصحاب لابن عبد البر (متوفى ٤٦٣) ج۱ ص: ٥٠ ناشر دار الجيل بيروت

Scanned with CamScanner

پیدا ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔البتہ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔

۴-ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ٦٣٠) سے:

فولدت لرسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولده كلهم قبل أن ينزل عليه الوحي: زينب، وأم كلثوم، وفاطمة، ورقية، والقاسم، والطاهر والطيب. ❶

سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نزول وحی سے پہلے زینب، ام کلثوم، رقیہ، قاسم، طاہر اور طیب پیدا ہوئے۔

۵-امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦) سے:

وكان له صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربع بنات: زينب تزوجها أبو العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد الشمس، وهو ابن خالتها، وأمه هالة بنت خويلد. وفاطمة تزوجها على بن أبي طالب، رضي الله عنه. ورقية، وأم كلثوم تزوجهما عثمان بن عفان، تزوج رقية، ثم أم كلثوم. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں زینب جس کے ساتھ ابو العاص نے شادی کی اور فاطمہ ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

٦-حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ٧٤٨) سے:

وأولاده كلهم من خديجة سوى إبراهيم، وهم القاسم، والطيب والطاهر، وماتوا صغارا رضعا قبل المبعث، ورقية، وزينب، وأم كلثوم، وفاطمة – رضي الله عنهم فرقية، وأم كلثوم زوجتا عثمان بن عفان، وزينب زوجة أبي العاص بن الربيع بن عبد شمس، وفاطمة زوجة علي، رضي الله عنهم أجمعين❸.

❶ اسد الغابة لابن الاثير (متوفى ٦٣٠) ج٧ ص: ٨٠ ناشر دار الكتب العلميه

❷ تهذيب الاسماء واللغات للامام النووى (متوفى ٦٧٦) ج١ ص: ٢٦ ناشر دار الكتب العلمية

❸ سير اعلام النبلاء للذهبى (متوفى ٧٤٨) ج١ ص: ١٧٢ ناشر دار الحديث القاهره

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولا دسوائے ابراھیم کے سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی وہ قاسم، طیب، طاہر تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے اور رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیویاں تھیں اور زینب ابو العاص کی بیوی تھیں اور فاطمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

۷-ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶) سے:

(خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ...... ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً عَلَى الْمَشْهُورِ...... وَلَدَتْ لَهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ الْقَاسِمَ ثُمَّ زَيْنَبَ ثُمَّ رُقَيَّةَ ثُمَّ فَاطِمَةَ ثُمَّ أُمَّ كُلْثُومٍ وَوَلَدَتْ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدَ اللَّهِ وَسُمِّيَ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرَ. [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی فرمائی اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبوت سے پہلے قاسم، زینب رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور نبوت کے بعد ان سے عبداللہ پیدا ہوئے جس کو طیب اور طاہر کہا جاتا تھا۔

۸-حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) سے:

وَكَانَ جَمِيعُ أَوْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ جَارِيَتِهِ مَارِيَةَ وَالْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ مِنْ أَوْلَادِهِ مِنْهَا الْقَاسِمُ وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى مَاتَ صَغِيرًا قَبْلَ الْمَبْعَثِ أَوْ بَعْدَهُ وَبَنَاتُهُ الْأَرْبَعُ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقَيَّةُ ثُمَّ أُمُّ كُلْثُومٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ. [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی ان میں سے جو اولاد

---

[1] طرح التثریب لابی الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی (متوفی ۸۰۶) ج۱ ص:۱۴۳ ناشر دار احیاء التراث العربی

[2] فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۷ ص:۱۳۷ ناشر دار المعرفة بیروت

Scanned with CamScanner

متفق علیہ ہے وہ یہ ہے قاسم، اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔ سوائے حضرت ابراہیم کے وہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔

۹-علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵) سے:

وَكَانَ أَوْلَاد رَسُول الله كلهَا من خَدِيجَة سوى إِبْرَاهِيم فَإِنَّهُ من مَارِيَة الْقبْطِيَّة، تزَوجهَا النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، قبل الْبَعْثَة......، فولدت لَهُ: الْقَاسِم وَبِه كَانَ يكنى والطاهر وَزَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تمام کی تمام سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے وہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے۔ خدیجہ سے قاسم، طاہر زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

۱۰-علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳) سے:

فإنه وُلِدَ لَهُ الْقَاسِمُ وَالطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ مِنْ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَاتُوا صِغَارًا وَوُلِدَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ مِنْ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ فَمَاتَ أَيْضًا رَضِيعًا وكان له مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم، طیب، طاہر پیدا ہوئے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے وہ بھی حالت رضاعت میں انتقال کر گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

---

❶ عمدة القاری لبدر الدین عینی (متوفی ۸۵۵) ج٤ ص: ۳۰۲ ناشر دار احیاء التراث العربی

❷ تحفة الاحوذی لعبد الرحمٰن مبارکفوری (متوفی ۱۳۵۳) ج۹ ص: ۵۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

Scanned with CamScanner

باب رابع

بنات رسول کا ثبوت مؤرخین سے

ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶) سے:

۱-وولد لرسول الله صلّى الله عليه وسلم من خديجة :القاسم وبه كان يكنى -والطيّب، وفاطمة، وزينب، ورقية،وأمّ كلثوم❶.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم، طیب، فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

۲-محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰) سے:

فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ثَمَانِيَةً:الْقَاسِمُ، وَالطَّيِّبُ،وَالطَّاهِرُ، وَعَبْدُ اللَّهِ، وَزَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةُ❷.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قاسم، طیب، فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے۔

۳-ابن العمرانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰) سے:

وكان ولده منها سبعة:القاسم وبه كان يكنّى،والطاهر وكان أيضا يكنّى أبا الطاهر،والطيب،وفاطمة،وزينب،ورقية،وأم كلثوم❸.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے سات بچے ہوئے۔قاسم، طاہر،

❶المعارف لابن قتيبة الدينوري (متوفى ٢٧٦)ص:١٤١ ناشر الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة ❷تاريخ الرسل والملوك لمحمد بن جرير الطبري (متوفى ٣١٠)ج٣ ص:١٦١ ناشر دار التراث بيروت ❸الانباء في تاريخ الخلفاء لابن العمراني (متوفى ٥٨٠)ص:٤٥ ناشر دار الآفاق العربية القاهره

Scanned with CamScanner

طیب، فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم۔

۴-ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷) سے:

کَانَ جَمِیع ولد رَسُول الله صلی الله عَلَیْهِ وَسلم سَبْعَة وَیُقَال ثَمَانِیَة الْقَاسِم والطاهر وَالطّیب وَإِبْرَاهِیم وَزَیْنَب ورقیة وَأم کُلْثُوم وَفَاطِمَة. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع اولاد سات تھی بعضوں نے کہا آٹھ تھی قاسم، طاہر، طیب ابراہیم، زینب رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

۵-عبدالکریم القزوینی (متوفی ۶۲۳) سے:

وکان له ثمانية أولاد أربعة ذكور وأربع إناث القاسم والطاهر وعَبْد اللَّهِ وإبراهيم وزينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھے چار بیٹے اور چار بیٹیاں قاسم، طاہر، عبد اللہ اور ابراہیم۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

۶-ابن الاثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰) سے:

فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادَهُ كُلَّهُمْ، إِلَّا إِبْرَاهِيمَ :زَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ، وَالْقَاسِمَ، وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى، وَعَبْدَ اللَّهِ، وَالطَّاهِرَ، وَالطَّيِّبَ. ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام اولاد سیدہ خدیجہ سے پیدا ہوئی سوائے ابراہیم کے وہ ہے زینب، رقیہ ام کلثوم فاطمہ قاسم، عبداللہ، طاہر اور طیب۔

---

❶ تلقیح فهوم اهل الاثر لابن الجوازی (متوفی ۵۹۷) ص: ۳۲ ناشر شرکة دار الارقم بن ابی الارقم ❷ التدوین فی اخبار قزوین لعبد الکریم القزوینی (متوفی ٦٢٣) ج۲ ص: ٦٧ ناشر دار الکتب العلمیة ❸ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (متوفی ٦٣٠) ج۱ ص: ٦٤٠ ناشر دار الکتاب العربی

Scanned with CamScanner

۷-اسماعیل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲) سے:

وأولاده الذكور من خديجة القاسم وبه كان يكنى، والطيب والطاهر وعبد الله ماتوا صغاراً، والإناث أربع، فاطمة زوج علي رضي الله عنهما وزينب زوج أبي العاص، وفرق رسول الله صلى الله عليه وسلم بينهما بالإسلام، ثم ردها إلى أبي العاص بالنكاح الأول لما أسلم، ورقية وأم كلثوم تزوج بهما عثمان واحدة بعد أخرى. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سے نرینہ اولاد قاسم، طیب، طاہر اور عبد اللہ تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔ اور بیٹیاں بھی چار تھیں۔ سیدہ فاطمہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھی اور زینب ابو العاص کی زوجہ تھیں اور رقیہ اور ام کلثوم سے یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی۔

۸-عمر بن مظفر الکندی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۹) سے:

اوْلاده الذُّكور من خَدِيجَة الْقَاسِم وَبِه يكنى وَالطّيب والطاهر وَعبد اللَّه وماتوا صغَارًا، وَالْإِنَاث أَربع فَاطِمَة زوج عَليّ، وَزَيْنَب زوج أبي الْعَاص وَفرق بَينهمَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَام ثمَّ ردهَا إِلَيْهِ بِالنِّكَاحِ الأول لما أسلم،ورقية، وَأم كُلْثُوم تزوج بهما عُثْمَان مُرَتبا. ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد سیدہ خدیجہ سے قاسم، طیب، طاہر اور عبد اللہ تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے، اور چار بیٹیاں تھیں فاطمہ جو حضرت علی کی زوجہ تھیں، زینب جو ابو العاص کی زوجہ تھیں...... اور رقیہ و ام کلثوم کے ساتھ حضرت عثمان نے یکے بعد دیگرے شادی کی۔

---

❶ المختصر فی اخبار البشر لاسماعیل بن علی (متوفی ۷۳۲) ناشر المطبعة الحسینیة المصریة

❷ تاریخ الوردی لعمر بن مظفر الکندی (متوفی ۷۴۹) ج۱ ص:۱۳۱ ناشر دار الکتب العلمیة

Scanned with CamScanner

۹-عبدالرحمٰن بن محمد الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۸) سے:

وَبَقِيَّة أَوْلَاده من خَدِيجَة وهم زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة الزهراء وَالقَاسِم. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زینب، رقیہ ام کلثوم اورفاطمہ وقاسم پیدا ہوئے۔

۱۰-عبدالملک بن حسین (متوفی ۱۱۱۱) سے:

جملَة مَا اتّفق عَلَيْهِ سِتَّة ذكران الْقَاسِم وَإِبْرَاهِيم وَأَرْبع بَنَات زَيْنَب ورقية وَأم كُلْثُوم وَفَاطِمَة رَضِي الله عَنْهُم. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متفقہ علیہ اولاد دولڑکے قاسم اورابراہیم، اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اورفاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔

---

❶ الانس الجليل لعبد الرحمٰن بن محمد الحنبلی (متوفی ۹۲۸) ج۱ ص:۱۷۷ ناشر مکتبة دنديس عمان]

❷ سمط النجوم العوالی لعبد الملك بن حسين (متوفی ۱۱۱۱) ج۱ ص:۴۸۸ ناشر دار الكتب العلمية

Scanned with CamScanner

باب خامس
بنات رسول کا ثبوت اہل تشیع کے کتب حدیث سے

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حدثنا محمد بنالحسن بن أحمد بن الوليد رضي الله عنه قال: حدثنامحمد بن الحسن الصفار، عن أحمد بن محمد بن خالد قال: حدثني أبو علي الواسطي، عن عبد الله بن عصمة، عن يحيى بن عبد الله، عن عمرو بن أبي المقدام، عن أبيه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وآله منزله فإذا عائشة مقبلة على فاطمة تصايحها وهي تقول: والله يا بنت خديجة ما ترين إلا أن لامك علينا فضلا وأي فضل كان لها علينا ما هي إلا كبعضنا، فسمع مقالتها فاطمة فلمارأت فاطمة رسول الله صلى الله عليه وآله بكت فقال لها: ما يبكيك يابنت محمد؟ قالت: ذكرت امي فتنقصتها فبكيت، فغضب رسول الله صلى الله عليه وآله ثم قال: مه يا حميرا فإن الله تبارك وتعالى بارك في الولود الودود وإن خديجة رحمها الله ولدت مني طاهرا وهو عبد الله وهو المطهر، وولدت مني القاسم وفاطمة ورقية وام كلثوم وزينب وأنت ممن أعقم الله رحمه فلم تلدى شيئا۔ (1)

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ سیدہ فاطمہ پر چیخ رہی ہے اور کہہ رہی

(1) الخصال للشيخ الصدوق (متوفى ۳۸۱) ج۲ ص: ۴۰۵ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم

Scanned with CamScanner

تھی کہ اے خدیجہ کی بیٹی آپ ہمیشہ اپنی والدہ کو ہم سے افضل سمجھتی ہو جبکہ اس کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں وہ بھی ہماری طرح تھی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن لی اور سیدہ فاطمہ نے بھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنت محمد آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو سیدہ فاطمہ نے کہا کہ اس نے میری والدہ کا تذکرہ کیا اور اس کی تنقیص کی میں اس لیے رو پڑی تو اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے پھر فرمایا: چھوڑ اے حمیرا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی خدیجہ میں برکت فرمائی تھی اس نے مجھ سے طاہر اور قاسم اور فاطمہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب پیدا کی جبکہ آپ کو اللہ پاک نے میرے بچوں کی ماں نہیں بنایا۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت معتبر نہیں ہے اور اس کے غیر معتبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی عمرو بن ابی المقدام ہے اور کتاب شیعہ جامع الرواۃ ج ۲ ص:۲۱۶، کتاب شیعہ معرفت اخبار رجال ص:۱۵۷، اور کتاب شیعہ شفاء الصدور شرح زیارۃ العاشور ص:۲۶۰ میں لکھا ہے: کہ عمرو بن ابی المقدام پہلے درجہ کا جھوٹا ہے اور زیادہ مقدار میں خلق خدا کو اس نے گمراہ کیا ہے۔پس جھوٹے اور گمراہ کرنے والے راوی کی روایت غیر معتبر ہے۔اور جب روایت ہمارے امام کا فرمان ہی نہیں تو ہم جواب کس بات کا دیں؟ ❶

جواب: روایت پر بحث اپنی جگہ پر لیکن نجفی صاحب کا کلام حیرت انگیز ہے۔یہ صاحب ان کتابوں کے حوالے سے عمرو بن ابی المقدام کو جھوٹا بتا رہا ہے حالانکہ ان کتب سے کسی بھی کتاب میں اس کو جھوٹا نہیں کہا گیا ہے بلکہ ان کتب میں سے دو کتابوں میں سے تو اس کا ممدوح اور ثقہ ہونا سمجھ میں آ رہا ہے: ملاحظہ فرمائیں:

عن رجل من قريش قال، كنا بفناء الكعبة و أبو عبد الله عليه السلام قاعد، فقيل له: ما اكثر الحاج !فقال عليه السلام: ما أقل الحاج !فمر

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص:۱۰۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

عمرو بن أبي المقدام، فقال:هذا من الحاج❶.

ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنا ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔

عن رجل من قريش قال، كنا بفناء الكعبة و أبو عبد الله عليه السلام قاعد، فقيل :ما اكثر الحاج فقال عليه السلام :ما أقل الحاج افمر عمرو بن أبي المقدام، فقال:هذا من الحاج.❷

ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنے ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔

ان دونوں کتابوں کی اس عبارت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ عمرو بن ابی المقدام بقول امام جعفر صادق اللہ پاک کا وہ مقبول بندہ تھا جس کا اللہ پاک نے حج بھی قبول فرمایا تو جس شخص کو امام جعفر صادق اللہ کا مقبول بندہ بتا رہا ہے نجفی صاحب اس کو جھوٹا بتا رہا ہے۔ ارباب انصاف سے استدعا ہے کہ اب میں امام کو سچا سمجھوں یا نجفی صاحب کو؟

نیز عمرو بن ابی المقدام کو علامہ حلی بھی ممدوح بتا رہے ہیں نہ کہ جھوٹا۔ملاحظہ فرمائیں:

عمرو بن أبي المقدام ثابت بن هرمز الحذاء مولى بني عجلين

❶اختيار معرفة الرجال لابي جعفر محمد بن الحسن الطوسي (متوفى ٤٦٠) ج٢ ص:٦٠٩ ناشر مؤسسة آل البيت عليهم ❷جامع الرواة لمحمد بن علي الاردبيلي ج ١ ص:٦١٦ ناشرمنشورات مكتب آية الله العظمى المرعشي النجفي قم ايران

Scanned with CamScanner

ممدوح، وروی أن أبا عبد الله علیه السلام شهد له بأنه من الحاج.❶

عمرو بن ابی المقدام ممدوح یعنی تعریف کیا ہوا ہے۔ مروی ہے کہ جعفر صادق نے ان کے لیے حاجی ہونے کی گواہی دی ہے۔

نیز اس کے بارے میں شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی لکھتا ہے:

نقل غیر واحد عنه توثیقه ایاه فی کتابه الآخر و روی الکشی...... عن رجل من قریش قال، کنا بفناء الکعبة وأبو عبد الله علیه السلام قاعد، فقیل له: ما اکثر الحاج فقال علیه السلام: ما أقل الحاج إفمر عمرو بن أبی المقدام، فقال: هذا من الحاج و عنونه العلامة تارة فی القسم الاول من الخلاصة...... وقال فی کتابه الآخر عمرو بن ابی المقدام ثابت العجلی مولاهم الکوفی طعنوا علیه من جهة ولیس عندی کما زعموا وهو ثقة.❷

بہت سارے لوگوں نے ابن الغضائری کی دوسری کتاب سے عمرو بن ابی المقدام کی توثیق نقل کی ہے اور کشی نے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے (ایک قریشی شخص کہتا ہے کہ ہم کعبۃ اللہ کے صحن میں تھے اس حال میں کہ جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کتنے سارے لوگوں نے حج کیا ہے؟ تو حضرت جعفر صادق نے فرمایا کتنے ہی کم لوگوں نے حج کیا ہے۔ پس اسی وقت حضرت کے سامنے عمرو بن ابی المقدام کا گذر ہوا تو جعفر صادق نے فرمایا یہ شخص حجاج میں سے ہے۔) علامہ حلی نے اس کو اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال میں اول درجہ کے راویوں میں شمار کیا ہے اور غضائری نے عمرو بن ابی المقدام کے بارے میں اپنی دوسری کتاب میں کہا ہے کہ لوگوں نے اس پر طعن کیا ہے جبکہ میرے نزدیک

---

❶ رجال ابن ابی داؤد لحسن بن علی بن داود الحلی (متوفی ۷۰۷) ج ۱ ص: ۱۴۴ ناشر منشورات المطبعة الحیدریة -النجف ❷ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمد حسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۲ ص: ۳۲۳ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

Scanned with CamScanner

حقیقت اس کے خلاف ہے اور وہ ثقہ ہے۔

آگے مامقانی اپنا فیصلہ یوں لکھتا ہے:

تنقیح المقال فی حال الرجل انه لا شبهة فی کونه شیعیا امامیا ...... وحیث کان امامیا امکن ادراجه فی الحسان باعتبار روایة ابن ابی عمیر والحسن بن محبوب وصفوان بن یحی وغیرهم من الاجلة عنه وظهور کونه معتمدا مقبول الروایة عند الصدوق من کلامه فی صفة وضوء رسول الله. [1]

اس راوی کے بارے میں تحقیق حال یہ ہے کہ اس راوی کے شیعہ امامی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے...... جب یہ شیعہ امامی ہے تو اس کی روایت کو حسن روایات میں داخل کرنا ممکن ہو گیا اس لیے کہ اس سے ابن ابی عمیر، حسن بن محبوب اور صفوان بن یحی جیسے جلیل القدر لوگ روایت لیتے ہیں نیز شیخ صدوق کے نزدیک بھی اس کا قابل اعتماد اور مقبول الروایۃ ہونا ظاہر ہوا ہے جہاں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفۃ وضوء کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے کتاب [شفاء الصدور شرح زیارۃ العاشور] کا تو یہ کتاب ابو الفضل طہرانی (متوفی ۱۳۱۶) کی فارسی تصنیف ہے یہ کوئی رجال کی کتاب نہیں ہے کہ اس میں راویوں کی حالات ہوں ہم نے اس کتاب کا بتایا ہوا صفحہ: ۲۶۰ کو کھول کر دیکھا اس میں مقدام بن ابی عمرو کا تذکرہ تک نہیں ہے لہٰذا نجفی صاحب نے اس کتاب پر بھی اسی طرح جھوٹ باندھا ہے جس طرح پہلی دو کتابوں پر جھوٹ باندھا۔

سند کے راویوں کا حال ملاحظہ فرمائیں:

۱ ــ محمد بن الحسن بن أحمد بن الولید أبو جعفر شیخ القمیین،

---

[1] تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۲ ص: ۳۲۴ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

وفقیههم، ومتقدمهم، ووجههم.ویقال:إنه نزیل قم، وما کان أصله منها . ثقة ثقة. ❶

۲-محمد بن الحسن بن فروخ الصفار،مولی عیسی بن موسی بن طلحة بن عبیدالله بن السائب بن مالک بن عامرالاشعری،أبو جعفر الاعرج،کان وجها فی أصحابنا القمیین، ثقة،عظیم القدر. ❷

۳-أحمد بن محمد بن خالد بن عبد الرحمن بن محمد بن علی البرقی أبو جعفر أصله کوفی وکان جده محمد بن علی حبسه یوسف بن عمر بعد قتل زید علیه السلام، ثم قتله، وکان خالد صغیر السن،فهرب مع أبیه عبد الرحمن إلی برق روذ وکان ثقة فی نفسه، یروی عن الضعفاء واعتمد المراسیل. ❸

۴-أبو علی الواسطی، لم یذکر بشیء روی عنه فی الوسائل 2/ 18 من أبواب الامر والنهی بطریق صحیح. ❹

یہ راوی اصول کافی کی ایک روایت میں آیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

عدة من أصحابناعن أحمد بن محمد البرقی،عن أبی علی الواسطی رفعه إلی أبی جعفر. ❺

---

❶رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰)ص:۳۸۳ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰)ص:۳۵۴ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❸رجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰)ص:۷۶ موسسة النشر الاسلامی (التابعه) لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❹ مشائخ الثقات لمیرزا غلام رضا ص:۹۲ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی ❺اصول من الکافی لمحمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹)ج۵ ص:۵۱۵ ناشر دار الکتب الاسلامیه تهران

Scanned with CamScanner

یہاں اس مقام پر ملا باقر مجلسی اس کی اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں:

[مرفوع]. ❶

۵-عبد الله بن عصمة لم اقف علی حاله

۶-یحی بن عبد الله لم اقف علی حاله

۷-عمرو بن أبي المقدام ثابت بن هرمز الحذاء مولى بني عجلين ممدوح،وروى أن أبا عبد الله عليه السلام شهد له بأنه من الحاج. ❷

۸-ثابت بن هرمز أبو المقدام الفارسي الحدادی،مهمل وفيه غمز ذكر لاجله في الضعفاء. ❸

۲-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

يا معشر الناس،ألا أدلكم على خير الناس خالا وخالة؟قالوا:بلى يا رسول الله.قال:الحسن والحسين،فإن خالهما القاسم بن رسول الله، وخالتهما زينب بنت رسول الله. ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو کیا میں آپ کو ایسے لوگ نہ بتاؤں جو ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں؟ تو لوگوں نے کہا جی اللہ کے رسول بتایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ ہے اور ان کی خالہ زینب بنت رسول اللہ ہے۔

❶مراۃ العقول لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۲۰ ص:۳۳۱ ناشر دار الکتب الاسلامیہ تهران ❷رجال ابن ابی داؤد لحسن بن علی بن داود الحلی(متوفی ۷۰۷)ج ۱ص:۱۴۴ ناشر منشورات المطبعة الحيدرية -النجف ❸رجال ابن ابی داؤد لحسن بن علی بن داود الحلی(متوفی ۷۰۷)ج ۱ص:۶۰ ناشر منشورات المطبعة الحيدرية -النجف ❹امالی الصدوق للشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱)ص:۳۱۸ ناشر مؤسسة الاعلمی لنمطبوعات بیروت

Scanned with CamScanner

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب بنت رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی ہے تب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خالہ ہونا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے طور پر بیان فرمایا اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی نہ ہوتی ان کے خالہ ہونے میں ان حضرات کی کیا فضیلت ہوتی؟

۳-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:

حدثنی مسعدة بن صدقة قال حدثنی جعفر بن محمد،عن أبیه قال ولد لرسول الله صلی الله علیه وآله من خدیجة :القاسم والطاهر وأم کلثوم، ورقیة، وفاطمة،وزینب. ❶

ترجمہ از حیاۃ القلوب اردو: بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم رقیہ، زینب ہیں۔ ❷

تنبیہ: قرب الاسناد کی یہ روایت ملا باقر مجلسی نے حیاۃ القلوب فارسی میں معتبر کہہ کر نقل کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

در قرب الاسناد به سند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است الخ. ❸

اشکال:۱-اوراس کا جواب:

محمد اسماعیل اپنے مناظرے میں کہتا ہے یہ روایت سنیوں کی ہے شیعہ کی نہیں اور

---

❶ قرب الاسنادلشیخ أبی العباس عبد الله الحمیری من اعلام القرن الثالث ص:۹ حدیث ناشر مؤسسة آل البیت (علیهم السلام) لاحیاء التراث -قم

❷ حیاۃ القلوب اردو ترجمہ بشارت حسین ج ۲ ص: ۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❸ حیاۃ القلوب فارسی لملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۱) ج ۴ ص: ۵۰۳ ناشر کتابخانہ ملی ایران

Scanned with CamScanner

ضعیف ہےصحیح نہیں؟روی الحمیری فی قرب الاسناد عن هارون بن مسلم عن مسعده بن صدقة عن جعفر عن ابیه علیهما السلام.

اس روایت میں ایک راوی حمیری شارب الخمر ہے اسی قوت تونسوی صاحب کو رجال مامقانی جلد اول ص۱۴۲دکھایا گیا کہ انه کان یشرب الخمر. ❶

الجواب: یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ رجال مامقانی جلد اول ص: ۱۴۲ میں یہ کلام اسماعیل بن محمد الحمیر ی کے متعلق ہے جبکہ اس سند میں اسماعیل بن محمد الحمیر ی نہیں بلکہ اس سند میں عبداللہ بن جعفر الحمیر ی ہے وہی اسی کتاب قرب الاسناد کا مصنف ہے اور وہ تمام امامیہ کے ہاں بالاتفاق ثقہ ہے ثبوت حاضر ہے:

۱- شیخ محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰) سے:

عبد الله بن جعفر الحمیری القمی،یکنی ابا العباس،ثقة.له کتب منها کتاب الدلائل،کتاب الطب، وکتاب الامامة، وکتاب التوحید والاستطاعة والافاعیل والبدأ،وکتاب قرب الاسناد. ❷

عبداللہ بن جعفر الحمیر ی ثقہ ہے اور اس کی یہ کتابیں ہیں:

کتاب الدلائل، کتاب الطب، وکتاب الامامۃ، وکتاب التوحید والاستطاعۃ والافاعیل والبدأ، وکتاب قرب الاسناد.

۲- ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

وکتاب قرب الاسناد للشیخ الجلیل الثقةأبی جعفر محمد بن عبد الله بن جعفر ابن الحسین بن جامع بن مالک الحمیری القمی. ❸

❶ فتوحات الشیعہ محمد اسماعیل ص:۳۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی بترتیب ناصر حسین نجفی ❷ الفهرست للشیخ الطوسی (المتوفی ٤٦٠)ص: ١٠٢ ناشر المکتبة المرتضویة و مطبعتها نجف عراق ❸ بحار الانوار للمجلسی المتوفی ج ١ ص:٧ ناشر مؤسسة الوفاء بیروت لبنان

Scanned with CamScanner

کتاب قرب الاسناد شیخ جلیل ثقہ عبداللہ بن جعفر الحمیر ی کی کتاب ہے۔

۳-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے:

(الحمیری)یطلق علی جماعة منهم أبو العباس عبد الله بن جعفر بن الحسین (الحسن خ ل)ابن مالک بن جامع الحمیری القمی شیخ القمیین ووجههم، ثقة من اصحاب ابی محمد العسکری علیه السلام، قدم الکوفة سنة نیف وتسعین ومائتین وسمع اهلها منه فأکثروا وصنف کتبا کثیرة، منها کتاب قرب الاسناد. ❶

عبارت کا مفہوم: حمیری کا اطلاق ایک جماعت پر ہوتا ہے ان میں سے ایک عبداللہ بن جعفر الحمیر ی ثقہ ہے جن کی کتابوں میں سے ایک کتاب قرب الا سناد ہے۔

اختصاراًان حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اس پر بہت سارے حوالے پیش کرسکتا ہوں۔

قارئین کرام یہ شیعہ کا وہی مبلغ اعظم اسماعیل صاحب ہے جو اس کتاب کے شروع میں لکھتا ہے:

میرے سابقہ واقفین اور دوست بخوبی جانتے ہیں کہ میری طبیعت اور ضمیر فطرتاً سچائی پسند اور متلاشی حق واقع ہوئی ہے۔❷

آپ نے دیکھا کہ یہ مبلغ اعظم صاحب پہلے لوگوں کو کس طرح اعتماد میں لیتا ہے کہ میں سچائی پسند آدمی ہوں اور بعد میں کس طرح جان بوجھ کر تونسوی صاحب اور مخلوق کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ کتاب کا مصنف ہے عبداللہ بن جعفر الحمیر ی اور اس پر جرح فٹ کی وہ جو اسماعیل بن محمد الحمیر ی پر ہے۔ یہ ہیں مجتہدین روافض مخلوق خدا کو دھوکہ دینے والے۔ العیاذ باللہ۔

---

❶ الکنی والالقاب للشیخ العباس القمی المتوفی ۱۳۵۹ ج۲ ص :۱۹۵ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعه لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۸ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

Scanned with CamScanner

قارئین کرام اس تبصرے سے میرا مقصد اسماعیل صاحب پر مذاق اڑانا ہرگز نہیں صرف میرا مقصد روافض رہنماؤں کے مکر سے مخلوق خدا کو ہوشیار کرنا ہے کہ یہ لوگ اپنی بات آگے کرنے کے لیے جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے اس جیسے مجتہدین کے دھوکے میں آکر اپنا ایمان خراب نہ کریں۔

اشکال:۲-اوراس کا جواب:

محمد اسماعیل اپنے مناظرے میں کہتا ہے اور دوسرا راوی اس سند میں مسعدہ بن صدقہ ہے جو سنی بتری ہے چنانچہ رجال مامقانی ج۳ص:۲۱۲ نکال کر عبدالستار صاحب کے سامنے لے جاکر رکھ دی گئی کہ مسعدہ بن صدقۃ عامی بتری یعنی مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے روایت سنیوں کی ہے کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ ❶

جواب: رجال مامقانی کی عبارت میں قطع الخ) میں قطع برید سے کام لیا گیا ہے آگے اس عبارت میں یہ الفاظ ہیں:

وقد جمع بین الوصفین فی مشترکات الکاظمی حیث قال مسعدہ بن صدقة العامی البتری عن الباقر انتهی ولکن حکی عن بعض اتقیاء المتأخرین انـه قال انه عامی بتری لکنه معتمد علیه فی النقل ومن تتبع اخبارہ یحصل له العلم بانه اثبت من کثیر من العدول انتهی ویساوقه ما نقله المحقق الوحید عن جده المجلسی الاول من قوله الذی یظهر من اخبارہ التی فی الکتب انه ثقة لان جمیع مایرویه فی غایة المتانة موافقة لما یرویه الثقات من الاصحاب ولذا عملت الطائفة بما رواہ و امثاله من العامة بل لو تتبعت وجدت اخبارہ اسد و امتن من اخبار مثل جمیل بن دارج وحریز بن عبد الله انتهیٰ واقول الانصاف ان الامر کما ذکرہ وعلیه فیکون الرجل من الموثق ولا عبرة بعد العلامة ایاہ فی القسم الثانی ولا بعد الفاضل الجزائری ایاہ فی

❶ فتوحات الشیعہ محمد اسماعیل ص:۳۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی بترتیب ناصر حسین نجفی

Scanned with CamScanner

فصل الضعفاء ولا بحکم الفاضل المجلسی فی الوجیزہ بضعفہ. ❶

بعض پرہیزگار متأخرین سے منقول ہے کہ مسعدہ بن صدقۃ عامی بتری ہے لیکن روایات کے نقل کرنے میں قابل اعتماد ہے اور جو شخص اس کی روایات کی جانچ پڑتال کریگا تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ یہ بہت سارے عادلوں سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو علامہ وحید محقق نے اپنے دادے مجلسی اول سے نقل کی ہے کہ مسعدہ بن صدقہ کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ثقہ ہے اس لیے کہ اس کی تمام روایات انتہائی مضبوط اور ثقہ رواۃ کے موافق ہیں۔ اسی وجہ سے جماعت نے اس کی اور اس جیسے دیگر عامیوں کی روایات پر عمل کیا ہے بلکہ اگر آپ اس کی روایات کی تحقیق کروگے تو اس کی روایات کو جمیل بن دراج اور حریز بن عبد اللہ کی روایات سے زیادہ صحیح اور مضبوط پاؤگے۔ میں کہتا ہوں انصاف کی بات وہی ہے جو وحید نے نقل کی اس بنیاد پر مسعدہ بن صدقۃ معتمد راوی شمار ہوگا۔ لہٰذا اس کے بعد علامہ کا اس کو قسم ثانی میں ذکر کرنا اور جزائری کا اس کو ضعفاء میں ذکر کرنا اور مجلسی کا الوجیز میں اس پر ضعیف کا حکم لگانا قابل اعتبار نہیں ہے۔

اور ابوالقاسم خوئی لکھتا ہے:

أن الشیخ ذکر فی أصحاب الباقر علیه السلام أن مسعدة بن صدقة عامی، کما ذکر الکشی أنه بتری، ولم یذکر عند ذکره فی أصحاب الصادق علیه السلام أنه عامی، کما لم یذکر ذلک فی فهرسته و کذلک النجاشی، ومن ذلک یظهر أن من هو من أصحاب الصادق علیه السلام مغایر لمن هو من أصحاب الباقر علیه السلام، والبتری العامی هو الاول، دون الثانی الثقة الذی یروی عنه هارون بن مسلم. ❷

---

❶ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۲۱۲ ناشر دار المجتبی ایران

❷ معجم رجال الحدیث لابی القاسم الخوئی ج ۱۸ ص ۱۳۹: ناشر دار الزهراء بیروت لبنان

Scanned with CamScanner

شیخ طوسی نے مسعدہ بن صدقہ کو جب محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا تو اس کو عامی لکھا ہے اور جب جعفر صادق کے اصحاب میں ذکر کیا ہے تو اس کو عامی نہیں لکھا اور نہ ہی اس کو اپنی کتاب فہرست مین عامی لکھا اور اسی طرح نجاشی نے بھی اس کو عامی نہیں لکھا تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسعدہ بن صدقہ جو جعفر صادق کے اصحاب میں سے ہے وہ اس مسعدہ بن صدقہ کے علاوہ ہے جو محمد باقر کا ساتھی ہے اور عامی وہ پہلا (یعنی محمد باقر کا ساتھی ہے) نہ کہ دوسرا جو ثقہ ہے اور اس سے ہارون بن مسلم روایت کرتا ہے۔

۴۔جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

أحمد بن محمد العاصمي، عن علي بن الحسن التيملي،عن علي بن أسباط، عن أبيه، عن الجارود بن المنذر قال:قال لي أبو عبد الله عليه السلام :بلغني أنه ولد لک ابنة فتسخطها وماعليک منها ريحانة تشمها وقد كفيت رزقها و(قد)كان رسول الله صلى الله عليه وآله أبا بنات. ❶

جارود بن منذر کہتا ہے کہ مجھ سے جعفر صادق نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کی بیٹی پیدا ہوئی ہے اور آپ اس پر ناراض ہو حالانکہ یہ آپ پر کوئی بوجھ نہیں ہو گی۔ یہ ایک پھول ہے جسے تو سونگھتا رہے گا اور آپ اس کے رزق سے کفایت کیے جاؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو لڑکیوں کے باپ تھے۔

قارئین کرام: امام کے قول سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک لڑکی کے باپ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متعدد لڑکیوں کے باپ تھے۔ کیونکہ امام صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں کے لیے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ماننا امام کی بھی مخالفت ہے۔

نیز یہاں لفظ بنات سے ربیبہ لڑکیاں اور نواسیاں اور رامت کی لڑکیاں بھی مراد نہیں لی جاسکتیں کیونکہ یہاں مخاطب وہ شخص ہے جس کو صلبی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو امام نے اس کے

❶فروع من الكافي لمحمد بن يعقوب كلينى (متوفى ٣٢٩)ج٦ ص:٦ ناشر دار الكتب الاسلامية طهران

Scanned with CamScanner

سامنے مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا تذکرہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مثال کی ممثل لہ کے ساتھ مطابقت اس وقت ہو سکتی ہے جب مثال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حقیقی بیٹیاں ہوں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: علم اصول کا یہ قانون ہے شیعہ سنی سب کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جب کسی حدیث میں کوئی ایسا لفظ آ جائے جس کے دو معنی ہوں اور ایک ایسا ہو جس کے مراد لینے سے نبی کریم کی توہین ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس لفظ کا دوسرا معنی مراد لیا جائے...... اسی طرح اگر فروع کافی کی روایت میں لفظ بنات ہے اگر حضور پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جائے تو توہین رسالت لازم ہے پس مراد بنات سے ایک لڑکی اور دو نواسیاں ہیں۔ ❶

جواب: فروع کافی کی اس عبارت سے صلبی بیٹیاں مراد لینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی توہین نہیں ہے کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ماننا توہین رسالت ہے تو اس توہین کے مرتکب سب سے پہلے آپ کے ائمہ معصومین ہوئے ہیں جو صاف بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ نیز اگر چار بیٹیاں لکھنا یا ماننا توہین رسالت ہے تو آپ کا کلینی بھی اصول کافی میں اس توہین کا مرتکب ہوا ہے (محمد حسین نجفی لکھتا ہے: اصول کافی کے حوالے سے جو عبارت نقل کی گئی ہے یہ سرکار کلینی کی ذاتی رائے ہے۔ دیکھیے: تجلیات صداقت ص: ۲۱۲۔ محمد حسین کہنا یہ چاہتا ہے یعنی یہ کلینی کا ذاتی عقیدہ ہے ہمارا نہیں۔ علی اکبر) اسی طرح آپ کے رجال کا امام عبداللہ مامقانی جس کی کتاب سے آپ نے بھی اپنی اس کتاب میں بار بار استفادہ کیا ہے اور اس کے کاندھے پر بیٹھ کر روایات کو رد کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ بھی اسی کتاب تنقیح المقال میں اسی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نیز آپ کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی اپنے بہت سارے مشائخ اور شاگردوں سمیت اس توہین کا مرتکب ہوا ہے اب آپ سے سوال ہے کہ کیا یہ آپ کے ائمہ معصومین اور دیگر اکابرین سارے کے سارے گستاخ رسول تھے؟ خدا کا خوف کر اور بس۔

---

❶ قول مقبول از غلام حسین نجفی ص: ۲۴۲ اور ۲۵۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

تنبیہ: غلام حسین نجفی نے اس روایت کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

۵-محمد باقر (۱۰۰ وبضع عشر) سے:

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: سمعته يقول: قال أبي: ما زوج رسول الله (صلى الله عليه وآله) سائر بناته ولا تزوج شيئا من نسائه على أكثر من اثنتي عشرة أوقية ونش، الاوقية أربعون والنش عشرون درهما❶.

جعفر صادق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محمد باقر سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کے ساتھ ساڑے بارہ اوقیہ سے زائد مہر پر نکاح نہیں کیا اور نہ ہی اپنی بیٹیوں کا نکاح ساڑے بارہ اوقیہ سے زائد میں کرایا۔

محمد باقر رحمہ اللہ کے فرمان سے بھی ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح ازواج مطہرات متعدد تھیں نہ کہ ایک، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں بھی متعدد تھیں نہ کہ ایک۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ماننا اور بقیہ کا انکار کرنا ائمہ کے تعلیم کے خلاف ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ قانون ہے کہ [**اذا ثبت الشئ ثبت بجميع لوازمه**] کہ جب کوئی ثابت ہوتی ہے تو اس کا لازم بھی ثابت ہوتا ہے مثلاً آگ کی موجودگی میں اس کی گرمی بھی موجود ہوتی ہے پس اگر وہ لڑکیاں نبی پاک کی صلبی مان لی جائیں تو اس کا لازم بھی ماننا پڑے گا یعنی ابو العاص اور عتبہ اور عتیبہ جیسے

❶فروع من الكافي لمحمد بن يعقوب كليني (متوفى ٣٢٩) ج٥ ص:٣٧٦ ناشر دار الكتب الاسلامية طهران

Scanned with CamScanner

کفار کو نبی کریم کا داماد بھی ماننا پڑے گا اور اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گا؟ ❶

جواب: آپ نے کہا (اگر مذکورہ حدیث میں لفظ بنات سے نبی پاک کی صلبی لڑکیاں مراد لیا جاتا ہے تو قرآن پاک اور عقل کی مخالفت لازم آتی ہے) مجھے بتاؤ کہ وہ کونسی آیت کریمہ ہے جس میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟ نیز وہ کس کی عقل ہے جو صلبی بیٹیاں مراد لینے کو غلط سمجھتی ہے جبکہ تمہارے ائمہ معصومین کی عقل نے تو یہی کام کیا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ سے پیدا ہونے والی چار لڑکیاں تھیں کیا آپ کی عقل اپنے ائمہ سے بھی آگے ہے؟ کیا آپ کی عقل کلینی، عبداللہ مامقانی، ملا باقر مجلسی اور ان کے مشائخ اور ان کے شاگردوں سے آگے ہے؟ اگر آپ کی عقل ان سب سے آگے ہے تو ہمیں تسلیم نہیں۔ نیز آپ نے کہا (اس چیز سے کسی بے غیرت ملا کو تو فرق نہیں پڑے گا لیکن غیور مسلمانوں کا ناک، کان، بلکہ دم بھی کٹ جائے گی) تو کیا آپ کے ائمہ معصومین اور عبداللہ مامقانی اور ملا باقر مجلسی وغیرہ کی ناک کٹ چکی ہے؟ کیا یہ سب بقول آپ کے بے غیرت تھے؟ افسوس صد افسوس۔

تنبیہ: غلام حسین نجفی نے اس روایت کی سند پر بھی کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

۶۔ جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

حدثنا أبي، ومحمد بن الحسن رضي الله عنهما قالا: حدثنا سعد بن عبد الله، عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله من خديجة القاسم والطاهر وهو عبد الله، وأم كلثوم، ورقية، وزينب، وفاطمة. وتزوج علي ابن أبي طالب عليه

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۸۶ - ۲۸۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

السلام فاطمة عليها السلام،وتزوج أبو العاص بن الربيع وهو رجل من بني امية زينب،وتزوج عثمان بن عفان ام كلثوم فماتت ولم يدخل بها، فلما ساروا إلى بدر زوجه رسول الله صلى الله عليه و آله رقية.وولد لرسول الله صلى الله عليه و آله إبراهيم من مارية القبطية وهي ام إبراهيم ام ولد. ❶

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت (یعنی جعفر صادق از راقم) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی اولاد میں سے جناب خدیجہ کے شکم سے قاسم اور طاہر ام کلثوم رقیہ زینب اور فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں اور جناب طاہر کا نام عبداللہ تھا جناب فاطمہ کو آنحضرت نے امیر المؤمنین سے تزویج فرمایا زینب کو ابو العاص بن ربیعہ سے وہ بنی امیہ میں سے تھا اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے گئے تو رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا اور ماریہ قبطیہ سے جناب ابراہیم پیدا ہوئے جو ام ولد نامی ایک کنیز تھیں۔ ❷

اس سند کا پہلا راوی شیخ صدوق کا والد علی بن الحسین ہے جو بالاتفاق ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ نجاشی لکھتا ہے:

علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي أبو الحسن،شيخ القميين في عصره، ومتقدمهم، وفقيههم، و ثقتهم ❸.

علی بن الحسین قمیوں کا شیخ اور فقیہ اور ثقہ تھا۔

---

❶ الخصال للشيخ الصدوق المتوفى ٣٨١ ج٢ ص: ٤٠٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

❷ ترجمہ از حیاۃ القلوب اردو ترجمہ بشارت حسین ج۲ ص: ۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❸ رجال النجاشي للشيخ احمد بن علي النجاشي (المتوفى ٤٥٠)ص: ٢٦١ ناشر مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

Scanned with CamScanner

اس سند کا دوسرا راوی سعد بن عبداللہ ہے اور سعد بن عبداللہ سے مراد سعد بن عبداللہ بن ابی خلف ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ صدوق ایک سند یوں ذکر کرتے ہیں:

وما كان فيه عن سعد بن عبد الله فقد رويته عن أبي، ومحمد بن الحسن رضي الله عنهما عن سعد بن عبد الله بن أبي خلف. ❶

اور یہ سعد بن عبداللہ بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

سعد بن عبد الله القمي، يكنى ابا القاسم، جليل القدر، واسع الاخبار كثير التصانيف، ثقة. ❷

سعد بن عبداللہ القمی جلیل القدر کثیر التصانیف اور ثقہ ہے۔

اس روایت کی سند میں تیسرا راوی احمد بن ابی عبداللہ البرقی ہے اور احمد بن ابی عبداللہ البرقی سے مراد محمد بن خالد ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آقا بزرگ طہرانی ایک جگہ لکھتا ہے:

وأبو جعفر أحمد بن أبي عبد الله محمد بن خالد البرقي مؤلف كتاب "المحاسن، الموجود عينه إلى اليوم وتوفي البرقي. ❸

اور محمد بن خالد البرقی بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

محمد بن خالد البرقي، ثقة. ❹

محمد بن خالد البرقی ثقہ ہے۔

اس روایت کی سند میں چوتھا راوی ابن ابی عمیر ہے اور ابن ابی عمیر سے مراد محمد بن ابی عمیر ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ صدوق ایک سند یوں نقل کرتے ہیں:

---

❶ من لا يحضره الفقيه للشيخ الصدوق (المتوفى ٣٨١)ص: ٥٨٤ ناشر احياء الكتب الاسلامية ايران قم ❷ الفهرست للشيخ الطوسي المتوفى ٤٦٠) ص: ٧٥ ناشر المكتبة المرتضوية و مطبعتهانجف عراق ❸ الذريعة لتصانيف الشيعة لآغا بزرگ الطهراني (المتوفى ١٣٨٩) ج٦ ص: ٣٠٣ ناشر مؤسسة اسماعيليان ايران قم ❹ رجال الطوسي لمحمد بن الحسن الطوسي (المتوفى ٤٦٠)ص٣٨٦ ناشر المكتبة الحيدرية نجف اشرف

Scanned with CamScanner

عن محمد بن أبی عمیر،عن علی بن أبی حمزة،عن أبی بصیر. ❶

اورمحمد بن ابی عمیر ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں: شیخ طوسی لکھتا ہے:

محمد بن ابی عمیر، یکنی ابا احمد، من موالی الازد، واسم ابی عمیر زیاد، وکان من اوثق الناس عند الخاصة والعامة،وانسکهم نسکا،واورعهم واعبدهم. ❷

محمد بن ابی عمیر عامہ اور خاصہ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ ثقہ تھا۔

اس روایت کی سند میں پانچواں راوی علی بن ابی حمزہ ہے اور یہ بھی موثق ہے ملاحظہ فرمائیں: اس کے متعلق نوری طبرسی لکھتا ہے:

فلأجل ما قلناه عملت الطائفة بأخبار الفطحية مثل :عبد الله بن بكير وغيره،وأخبار الواقفة مثل :سماعة بن مهران،وعلی بن أبی حمزة وعثمان ابن عيسى. ❸

پس اسی بنیاد پر جو ہم نے کہا جماعت نے عبداللہ بن بکیر وغیرہ فطحی اور سماعہ بن مہران اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسیٰ واقفی کی روایات پر عمل کیا ہے۔

اوراس کے بارے میں وحید البہبہانی لکھتا ہے:

لذا حکموا بکون علی بن ابی حمزة موثقا. ❹

محدثین کی ایک جماعت نے علی بن ابی حمزہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ یہ موثق راوی ہے۔

اوراس کے بارے میں بحرالعلوم لکھتا ہے:

---

❶ الخصال لشیخ الصدوق (المتوفی ۳۸۱) ج۱ ص:۱۹ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷ الفهرست للشیخ الطوسی المتوفی ٤٦٠) ص ١٤٢: ناشر المکتبة المرتضویة و مطبعتهانجف عراق ❸ خاتمة مستدرك الوسائل لحسین النوری الطبرسی (المتوفی ۱۳۲۰) ج ۲ ص:٤٤٦ ناشر مؤسسة آل البیت علیهم السلام لاحیاء التراث قم ❹ الفوائد الرجالية لوحيد البهبهانی ص:٥٥ ناشر

Scanned with CamScanner

ثم قال المحقق رحمه الله في(الاسئار :(لا يقال:علي بن أبي حمزة واقفي وعمار فطحي فلا يعمل بروايتهما، لانا نقول :الوجه الذى لاجله عمل برواية الثقة قبول الاصحاب أو انضمام القرائن وهذا المعنى موجود هنا، فان الاصحاب عملوا برواية هؤلاء كما عملوا هناک ولو قيل:فقد ردوا رواية كل منهما في بعض المواضع قلنا:كما ردوا رواية الثقة في بعض المواضع معللين بأنه خبر واحد،والا فاعتبر كتب الاصحاب فانک تراها مملوءة من رواية علي وعمار. ❶

محقق اپنی کتاب اسئار میں کہتا ہے کہ یہ سوال نہ کیا جائے کہ علی بن ابی حمزہ واقفی ہے اور عمار فطحی ہے اس لیے ان کی روایات پر عمل نہیں کیا جائے گا؟ اس لیے کہ ہم کہتے ہیں ثقہ راوی کی روایت پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کی روایت کو اصحاب قبول قبول کرتے ہیں اور قرائن اس کی صحت کے موجود ہوتے ہیں اور یہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔اس لیے عمل کرنے والوں نے ان کی روایات پر عمل کیا ہے جس طرح ثقہ راویوں کی روایت پر عمل کرتے ہیں۔اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ لوگوں نے ان کی روایت کو بعض مقامات پر رد بھی کیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اس طرح تو پھر لوگوں نے ثقہ راویوں کی روایت کو بھی یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ یہ خبر واحد ہے۔اور آپ دیکھیں کہ ان کی روایات کے ساتھ کتابیں بھری ہوئی ہیں (تو ان کی روایت کو رد کر کے روایات کے اتنے بڑے ذخیرے سے کیسے ہاتھ اٹھایا جائے۔)

قارئین کرام صرف الجامع الکافی میں علی بن ابی حمزہ کی کم و بیش ۲۵۴ روایات ہیں۔تہذیب الاحکام میں اس کی روایات کم وبیش ۱۵۷ ہیں من لایحضرہ الفقیہ میں اس کی روایات کم وبیش ۷۶ ہیں اور استبصار میں اس کی روایات کم وبیش ۷۰ ہیں اگر یہ راوی ساقط الاعتبار ہو جائے تو شیعہ کو اس کی تمام روایات سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

❶ الفوائد الرجالية لبحر العلوم ج۳ ص:۱۶۹ ناشر مكتبة الصادق طهران

Scanned with CamScanner

ایک سوال اوراس کا جواب:

اس سند میں علی بن ابی حمزہ واقفی ہےاور واقفی کی روایت قبول نہیں؟ چنانچہ شیخ نجاشی لکھتا ہے:

علی بن أبی حمزة و اسم أبی حمزة سالم البطائنی أبو الحسن مولی الانصار، کوفی،وکان قائد أبی بصیر یحیی بن القاسم وله أخ یسمی جعفر بن أبی حمزة روی عن أبی الحسن موسی علیه السلام،وروی عن أبی عبد الله علیه السلام، ثم وقف، وهو أحد عمد الواقفة. ❶

علی بن ابی حمزہ واقفی ہے۔

جواب: شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق واقفی ہونا جرح نہیں ہے کیونکہ متعدد شیعہ محدثین نے واقفی راویوں کو ثقہ کہا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

ا-شیخ احمد بن علی النجاشی (متوفی ۴۵۰) سے:

حمید بن زیاد بن حماد بن حماد بن زیاد هوار الدهقان أبو القاسم، کوفی سکن سورا،وانتقل إلی نینوی قریة علی العلقمی إلی جنب الحائر علی صاحبه السلام، کان ثقة واقفا،وجهافیهم. ❷

حمید بن زیاد واقفی ثقہ ہے۔

الحسن بن محمدبن سماعة أبو محمد الکندی الصیرفی من شیوخ

---

❶رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠)ص: ٢٤٩ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ٤٥٠)ص: ١٣٢ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

Scanned with CamScanner

الواقفة كثير الحديث فقيه ثقة. ❶

حسن بن محمد بن سماعة واقفیوں کا بھی شیخ ہے کثیر الحدیث فقیہ اور ثقہ ہے۔

۲-ملا باقر مجلسی سے:

أن بعض رواة تلك الاخبار من الواقفية ولاتقبل رواياتهم فيما يوافق مذهبهم. ❷

ان بعض روایات کے راوی واقفی ہیں اور واقفیوں کی وہ روایات قبول نہیں کی جائینگی جو ان کے مذہب کے موافق ہوں۔

۳-ابوالقاسم خوئی (متوفی ۱۹۹۲ء) سے:

قال أبو غالب الزرادی فی رسالته إلی ولده ص: ۸۹ وسمعت من حميد ابن زياد وأبی عبد الله ابن ثابت، وأحمد بن رماح وهؤلاء من رجال الواقفة، إلا أنهم كانوا فقهاء ثقات فی حديثهم كثيری الدراية. ❸

ابو غالب زرادی نے کہا کہ حمید بن زیاد ابوعبداللہ بن ثابت اور احمد بن ابی ریاح یہ تمام رواۃ واقفی ہیں لیکن فقہاء اور ثقہ ہیں۔

۴-محمد بن الحسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴) سے:

ابو بكر بن ابی السماک :اسمه ابرهيم ثقة واقفی. ❹

ابو بکر بن ابی السماک اس کا نام ابرہیم ہے اور یہ واقفی ہونے کے ساتھ ثقہ ہے۔

---

❶ رجال النجاشی للشيخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ۴۵۰) ص: ۴۰ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❷ بحار الانوار لباقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۱) ج ۵۱ ص: ۴۱ ناشر مؤسسة الوفاء بيروت لبنان ❸ معجم رجال الحديث لابی القاسم الخوئی ج۶ ص: ۲۸۸ ناشر دار الزهراء بيروت لبنان ❹ وسائل الشيعة للشيخ محمد بن الحسن الحر العاملی (المتوفی ۱۱۰۴) ج ۱۰ ص: ۶۰۵ ناشر ذوی القربیٰ

Scanned with CamScanner

۵-حسن بن علی بن داؤد الحلی (متوفی ۷۰۷) سے:

إبراهيم بن عبدالحميد واقفي ثقة. ❶

ابراہیم بن عبدالحمید یہ واقفی ہونے کے ساتھ ثقہ ہے۔

۶-وحید بھبھانی سے:

يجوز العمل برواية الواقفية والفطحية إذا كانوا ثقات فى النقل وان كانوا مخطئين في الاعتقاد. ❷

واقفی اور فطحی رواۃ جب نقل کرنے میں ثقہ ہونگے تو ان کی روایات پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ یہ لوگ اعتقاد میں خطا پر ہیں۔

ایک اشکال اوراس کا جواب:

سوال: غلام حسین نجفی لکھتا ہے: اس روایت کا ایک راوی علی بن حمزہ ہے کتاب شیعہ جامع الرواۃ ج ۱ ص: ۵۴۷ میں لکھا ہے کہ: علی بن حمزہ بن ثمن بن فروز کذاب ضعیف کہ یہ علی بن حمزہ پہلے درجہ کا جھوٹا اور نا قابل اعتبار ہے پس روایت جھوٹی ہے ہمارے امام کا فرمان نہیں ہے میں جواب کس بات کا دوں؟ ❸

جواب: ہم ماقبل میں ثابت کر چکے ہیں کہ شیعہ محدثین علی بن ابی حمزہ کی روایت پر عمل کرتے ہیں رہا جرح کا جواب تو آپ کا حال یہ ہے کہ جب کوئی راوی آپ کی طبیعت کے مطابق روایت نقل کرتا ہے تو اس کی روایت آپ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے چاہے اس پر آپ کا امام معصوم لعنت کرے جیسے کہ زرارہ راوی پر جعفر صادق نے لعنت کی تو چونکہ وہ آپ کا

---

❶ كتاب الرجال لتقي الدين الحسن بن عي بن داود الحلي (المتوفي بعد سنة ۷۰۷) ص: ۲۲٤ الحيدرية -النجف ❷ فوائد الرجالية للوحيد البهبهاني ص: ٥٦ ناشر

❸ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۳۷۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

پسندیدہ راوی ہےتو آپ نے ان کی وکالت یوں فرمائی:

معلوم ہوا کسی شی کی حفاظت کی خاطر اس کوعیب دار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ خضر نبی نے ان غریبوں کی کشتی کوعیب دار کردیا تھا تا کہ وہ ظالم بادشاہ نہ چھینے۔اسی طرح زرارہ آل نبی سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور حکام وقت کی نگاہوں میں کھٹکتا تھا اور زرارہ کوسخت خطرہ تھا کہ کہیں ظالم بادشاہ اس کوقتل نہ کردے پس امام نے زرارہ کی مذمت فرمائی اور اس کی شخصیت کودوسروں کی نگاہوں میں عیب دار کردیا۔ ❶

ہم بھی علی بن ابی حمزہ کے متعلق وہی جواب دے سکتے ہیں جو آپ نے زرارہ کے متعلق دیا کہ شیعہ محدثین نے اس کے متعلق جو کچھ کہا وہ اس کوعیب دار بنانے کے لیے کہا۔اگر آپ پوچھو گے کہ علی بن ابی حمزہ کے لیے خطرہ کا ثبوت پیش کریں۔تو ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں کہ زرارہ کے خطرہ کے متعلق ثبوت پیش کریں۔

اس روایت کی سند میں چھٹا راوی ابوبصیر ہے اور ابوبصیر سے مراد یہاں پر ابومحمد یحیٰی بن القاسم الاسدی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

(أبو بصير)يطلق غالبا على يحيى بن القاسم أو ليث بن البختري قال شيخنا صاحب المستدرک في طريق الصدوق إلى ابى بصيروالمراد بأبى بصير أبو محمد يحيى بن القاسم الاسدى بقرينة قائده على الذى صرحوا بانه يروى كتابه وهو ثقةفي رجال النجاشي. ❷

ہمارے شیخ صاحب مستدرک نے کہا ہے کہ شیخ صدوق کی ابوبصیر سے مراد ابومحمد یحیٰی بن القاسم الاسدی ہوتی ہے۔اور رجال النجاشی میں اس کوثقہ لکھا ہے۔

---

❶ حقیقت فقہ حنفیہ لغلام حسین نجفی ص:۴۰ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الكنى والالقاب للشيخ العباس القمي (المتوفى ١٣٥٩) ج١ ص٥٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامي التابعه لجماعة المدرسين بقم المشرفة

Scanned with CamScanner

یحیی بن القاسم أبو بصیر الاسدی،و قیل:أبو محمد،ثقة،وجیه. ❶

یحیٰ بن ابی القاسم ابوبصیر ثقہ اور وجیہ ہے۔

۷۔جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

عن یزید بن خلیفة قال: کنت عند ابی عبد الله علیه السلام فسأله رجل من القمیین فقال :یا أبا عبد الله تصلی النساء علی الجنائز ؟ قال : فقال أبو عبد الله علیهاالسلام:...... وان زینب بنت النبی صلی الله علیه و آله توفیت وان فاطمة علیها السلام خرجت فی نسائها فصلت علی اختها. ❷

فیه یزید بن خلیفة قال المامقانی هو رجل واقفی لم یثبت توثیقه فعدم ثبوت وثاقته کاف فی رد خبره لانه علی الوقف ضعیف وعلی عدمه المجهول الحال. ❸

لکن وثق روایته المجلسی فی حیاة القلوب ج۴ ص:۱۵۰۷ ناشر کتابخانه ملی ایران قم بلفظ سند معتبر.

یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں جعفر صادق کے پاس موجود تھا قمیین میں سے کسی شخص نے جعفر صادق سے پوچھا کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟ تو جعفر صادق نے فرمایا جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو سیدہ فاطمہ نے عورتوں کے ساتھ اپنی بہن پر نماز جنازہ پڑھی۔

---

❶ رجال النجاشی للشیخ احمد بن علی النجاشی (المتوفی ۴۵۰) ص:۴۴۱ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة ❷ تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ۴۶۰) ج ۳ ص: ۳۳۴ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران ❸ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۳۶۶ ناشر دار المجتبی ایران

Scanned with CamScanner

۸-موسیٰ کاظم (متوفی ۱۸۳) سے:

محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن محبوب عن علي بن رئاب عن عبد صالح عليه السلام قال،ادع بهذا الدعاء في شهر رمضان...... اللهم صل علی فاطمة بنت نبیک محمد علیه و آله السلام والعن من آذی نبیک فیها...... اللهم صل علی رقیةبنت نبیک والعن من آذی نبیک فیهااللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها. ❶

عبدصالح (موسیٰ کاظم) نے فرمایا رمضان کے مہینے میں یہ دعا کیا کر اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی فاطمہ پر رحمت نازل فرمااور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کوایذ ایااس پر لعنت فرما،اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمت نازل فرمااور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کوایذ ایااس پرلعنت فرما،اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر رحمت نازل فرمااور جس نے اس کے بارے میں آپ کے نبی کوایذ ادیااس پرلعنت فرما۔

فائدہ: امام کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بنات رسول کوایذ انا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوایذ انا ہےاوراس سے بڑھ کر بنات رسول کوکیا ایذ ا ناہوگا کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی نسبت ہی ختم کردی جائے۔شیعہ کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوایذ ادینے سے بچیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوان کی بیٹیوں کے بارے میں ایذ ادینا یہ اللہ پاک کی لعنت کودعوت دینا ہے۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: لغت اور معاشرہ میں نواسی کوبھی بیٹی کہتے ہیں اور نبی پاک کی

---

❶ تهذيب الاحكام لمحمد بن الحسن طوسی (متوفی ٤٦٠) ج٣ ص:٦-١٢٠ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

Scanned with CamScanner

دونواسیاں رقیہ اورام کلثوم تھیں۔رقیہ نواسی نہیں تھی علی کی بیٹی تھی اور نبی کی بھتیجی تھی...... بھتیجی بھی بیٹی ہوتی ہے؟ ❶

جواب: بات چل رہی ہے بنات نبی کی، کہ امام نے فرمایا پہلے فاطمہ بنت نبی کے لیے رحمت کی دعا کرواور ایذا دینے والے پر اللہ سے لعنت کی دعا کرو پھر دوبارہ فرمایا رقیہ بنت نبی کے لیے رحمت کی دعا کرواور ایذا دینے والے پر اللہ سے لعنت کی دعا کرو پھر فرمایا ام کلثوم بنت نبی کے لیے، رحمت کی دعا کرواور ایذا دینے والے پر اللہ سے لعنت کی دعا کرو ۔نجفی صاحب کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے اتنی دشمنی ہے کہ ان کوکسی بھی مکان ومرتبہ پر برداشت نہیں کرسکتا بات چل رہی تھی بنات نبی کی اور نجفی صاحب نے یہاں پرزور سے داخل کیا بنات علی کوایسے انصاف کو ہم صرف رد ہی کرسکتے ہیں اور بس۔نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ہے چچازاد بھائی کی بیٹی شرعاً بیٹی کے حکم میں نہیں ہوتی ہے یہی تو وجہ ہے کہ اپنی بیٹی سے نکاح حرام ہوتا ہے جبکہ چچازاد بھائی کی بیٹی سے نکاح حلال ہوتا ہے تو اب بتاؤ رسول کی بیٹی سے علی کی بیٹی کیسے مراد ہوسکتی ہے؟ نیز فضلیت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے برابر نہیں ہوسکتیں کیونکہ علی علی ہے رسول رسول ہے۔تو بنت نبی سے بنت علی کیسے مرادلیا جائے؟ عرف میں جب کسی کی بیٹی کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے ہرگز ہرگز اس کے چچازاد بھائی کی بیٹی کسی بھی صورت میں مراد نہیں لی جاتی ہے۔مثلاً نجفی صاحب کی ایک بیٹی ہے رقیہ کے نام سے جبکہ اس رقیہ کے نام سے اس کے ایک چچازاد بھائی کی بیٹی بھی ہے اب اگر کوئی نجفی صاحب کا رشتہ دار کہے رقیہ بنت نجفی صاحب تو کیا دنیا اس سے نجفی صاحب کی صلبی بیٹی مراد لے گی یا نجفی صاحب کے چچازاد کی بیٹی؟ نیز اگر کوئی نجفی صاحب کی بیٹی کا وکیل بالنکاح کہے کہ میں نے رقیہ بنت نجفی صاحب کوفلاں کے نکاح میں دے دیا تو اس

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۶۴۳ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

شخص کے نکاح میں نجفی صاحب کی صلبی بیٹی جائے گی یا نجفی صاحب کے چچازاد بھائی کی بیٹی؟ کاش کہ کوئی حق کا متلاشی ہو، حق تو بلا شبہ واضح ہے کوئی قبول کرنے والا ہو۔

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں...... آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہیں

دنیا میں تو اس طرح کے جوابات دے کر اپنی جماعت کو خوش کرو گے لیکن قیامت کے دن قہار کے سامنے کیسے سر اٹھاؤ گے؟

نیز اس روایت میں خود سیدہ فاطمہ پر بھی صلاۃ کا ذکر ہے تو کیا فاطمہ سے مراد بھی بنت علی ہوگی؟ جب فاطمہ سے مراد بنت علی نہیں تو رقیہ وام کلثوم سے مراد بنت علی کیوں؟

نیز شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی جہاں ام کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہا ہے تو وہاں اس کے بارے میں یہ روایت نقل کر کے ام کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ویمکن استفادة منزلتها وفضلها وجلالتها ورود ذكرها في دعاء شهر رمضان بقوله عليه السلام اللهم صلى على ام كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها. ❶

رمضان کی دعا میں ذکر کی وجہ سے ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور جلیل القدر ہونے پر استدلال کرنا ممکن ہے۔

تنبیہ: اس روایت کی سند پر غلام حسین نجفی نے کوئی کلام نہیں کیا ہے۔

۹۔ جعفر صادق (متوفی ۱۴۸) سے:

أحمد بن محمد عن ابن ابی عمیر عن حماد عن الحلبی عن ابی عبد الله عليه السلام ان أباه حدثه ان امامة بنت ابی العاص بن الربيع وامها

❶ تنقیح المقال للشیخ عبد الله بن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص ۷۴: من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

Scanned with CamScanner

زینب بنت رسول الله صلی الله علیه و آله فتزوجها بعدعلی علیه السلام المغیرة بن نوفل. ❶

جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محمد باقر نے بتایا کہ امامہ بنت ابی العاص اس کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں پہلے اس کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی اس کے بعد اس کے ساتھ مغیرہ بن نوفل نے شادی کی۔الخ

اس روایت سے بھی روافض کے قول معصوم سے زینب بنت رسول اللہ ثابت ہوگئیں۔

فائدہ: غلام حسین نجفی نے اپنی سہولت کے لیے اس روایت کو [من لا یحضره الفقیه] سے نقل کیا کیونکہ وہاں سند میں جعفر صادق کا ذکر نہیں تھا تاکہ اس روایت کا جواب دینا آسان ہوجائے کہ یہ قول معصوم نہیں ہے۔وہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

وروی محمد بن احمد الاشعری، عن السندی بن محمد، عن یونس بن یعقوب، عن أبی مریم ذکره عن ابیه "أن امامة بنت أبی العاص وامها زینب بنت رسول الله (صلی الله علیه) واله کانت تحت علی بن أبی طالب (علیه السلام) بعد فاطمة (علیهما السلام) فخلف علیها بعد علی (علیه السلام) المغیرة بن النوفل. ❷

غلام حسین اہل سنت کی طرف سے یہ روایت نقل کر کے جواب میں لکھتا ہے:

مذکورہ روایت کا سلسلہ سند نہ ہی ہمارے نبی پاک تک پہنچتا ہے اور نہ ہی حضرت علی سے لے کر امام مہدی تک ہمارے کسی امام تک پہنچتا ہے۔پس جب مذکورہ روایت ہمارے

---

❶تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج٨ ص:٢٥٨ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران ❷من لا یحضره الفقیه للشیخ الصدوق (متوفی ٣٨١)ج٤ ص:١٩٨ ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

Scanned with CamScanner

کسی امام کا فرمان ہی نہیں ہے تو ہم جواب کس بات کا دیں؟ (1)

جواب: ہم نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس کی سند میں جعفر صادق سے لے کر محمد باقر تک سلسلہ سند موجود ہے لہٰذا ہمارا قرضہ بدستور آپ کے ذمہ ہے۔

۱۰- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائي وقد استسفروني بينك وبينهم ووالله ما أدري ما أقول لك؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلك على أمر لا تعرفه .إنك لتعلم ما نعلم .ما سبقناك إلى شيء فنخبرك عنه،ولا خلونا بشيئ فنبلغكه .وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا،وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا وما ابن أبي قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منك،وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا. (2)

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں

(1) قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۷۶ تا ۲۷۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

(2) نهج البلاغة لشريف رضا (المتوفى ٤٠٤)ص:٢٣٥ ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهره

Scanned with CamScanner

خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابوبکر وعمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر وعمر سے رشتہ داری میں زیادہ قریب ہو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے جو ابوبکر و عمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

شیعہ کے ہاں نہج البلاغہ کی اہمیت:

شیعہ کا امام خمینی لکھتا ہے:

ما مفتخریم که کتاب نهج البلاغه که بعد از قرآن بزرگترین دستور زندگی مادی و معنوی و بالاترین کتاب رهایی بخش بشر است و دستورات معنوی و حکومتی آن بالاترین راه نجات است از امام معصوم ما است. ❶

ترجمہ از محمد عسکری شیعی: ہمیں فخر ہے کہ نہج البلاغہ جو قرآن کے بعد مادی ومعنوی زندگی کا عظیم ترین دستور اور انسانوں کو آزادی بخشنے والی اعلیٰ ترین کتاب ہے اور اس کے حکومتی اور معنوی احکام وفرامین بہترین راہ نجات ہیں ہمارے معصوم امام سے تعلق رکھتی ہے۔ ❷

ایک اشکال اور اس کا جواب:

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ خطبہ اس وقت فرمایا جب کوفہ وبصرہ ومصر کے آئے ہوئے وفود نے بار بار حضرت عثمان سے احتجاج کے بعد اور مروان بن حکم کے بارے

❶ وصیت نامہ سیاسی خمینی ص:۵

❷ صحیفہ انقلاب للخمینی اردو ترجمہ وصیت نامہ سیاسی للخمینی ص:۱۱ ناشر انتشارات اسوہ

Scanned with CamScanner

میں حضرت عثمان کے وعدوں اور وعدہ خلافیوں سے تنگ آ کر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو اپنا سفیر بنا کر اتمام حجت کے لیے حضرت عثمان کے پاس بھیجا ہے چنانچہ آپ نے عثمان کے پاس جا کر ان کا پیغام ان الفاظ میں پہنچایا ہے لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے یعنی وہ کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کا کلام نہیں بلکہ ان لوگوں کا پیغام تھا جسے آپ نے عثمان کے سامنے نقل فرمایا ہے اس لیے اس کلام کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی؟ (1)

جواب: بعد والا کلام لوگوں کا نہیں بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے چنانچہ حضرت نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں۔ حضرت کے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کا اپنا کلام ہے کیونکہ حضرت فرماتے ہیں میں نہیں جانتا اگر یہ کلام لوگوں کا ہوتا تو حضرت فرماتے ہم نہیں جانتے تو یہاں لا ادری واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع متکلم کا نہیں لہٰذا ایسی واہی باتوں سے حق پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اور بالفرض اگر یہ کلام لوگوں کا ہوتا اور غلط ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی غلط بات کی ترجمانی نہ کرتے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف غلط بات کی ترجمانی کی نسبت کرنا پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

دوسرا اشکال اور اس کا جواب:

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے:

مبلغ اعظم نے کہا تو نسوی صاحب یہ کتاب نہج البلاغۃ کلام جناب امیر علیہ السلام ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے نہج البلاغہ اس کا نام ہے۔...... اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں ؟ پورا داماد کہاں؟ حضرت کی اولاد کہاں؟ اس میں تو لفظ [من] موجود ہے جو تبعیض کا حرف ہے یعنی تو نے تو دامادی میں سے بھی تھوڑی سی نسبت پائی ہے جو شیخین نے نہیں پائی۔ من

(1) الجتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

تبعیض کا ہے جس کی معنی بعض کے ہیں۔اگر پورا داماد ہوتا تو لفظ [من] یوں آتا؟ اور داماد پورا تب ہوتا جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔بیٹیاں ربیبہ ،نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں ویسا داماد نہ بیٹیاں پوری نہ داماد پورا۔

مبلغ اعظم نے فرمایا تونسوی صاحب لفظ من کے بغیر حضرت عثمان کے لیے لفظ صھر دکھلایئے تا کہ پورا داماد ثابت ہو؟ (1)

جواب:اولاً:تو یہاں پر من تبعیض کے لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ من تبعیضیہ وہاں ہوتی ہے جہاں بعض کا لفظ رکھنا درست ہو یہاں پر بعض کا لفظ رکھنا عرفا کسی بھی صورت میں درست نہیں اس لیے کہ عرب اور عجم میں اسماعیل صاحب سے پہلے یہ بات کہیں نہیں سنی گئی کہ دامادی بھی بعض یعنی آدھی ہوتی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بھتیجی اور بھانجی کا شوہر بھی داماد کہلاتا ہے لیکن عرب وعجم کے عرف میں وہ بعض داماد نہیں کہلاتا اس لیے یہاں من کو تبعیض پر حمل کرنا ہٹ دھری ہوگی۔ہاں اگر اسماعیل صاحب کو لفظ من کو تبعیض پر حمل کرنے کا شوق ہے تو اس آیت کریمہ [قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا] میں بھی من کو تبعیض پر حمل کرے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بیشک آپ ہو جائیں گے معذور میری آدھی ذات کی طرف سے۔تو جس طرح یہاں من کو تبعیض پر حمل کرنا مضحکہ خیز ہے اسی طرح [نلت من صھرہ] میں بھی من کو تبعیض پر حمل کرنا مضحکہ خیز ہے۔

ثانیاً:حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی بغیر من کے لفظ کے بھی ثابت ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں [وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی۔پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

---

(1) فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۴۳ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

Scanned with CamScanner

عُـرُوَـةُ بْـنُ الزُّبَيْرِ،أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ : أَمَّـا بَـعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ بِالحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَـلَّـى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ.[1]

بفضلہ تعالیٰ ہم نے اسماعیل صاحب کا یہ مطالبہ (لفظ مــن کے بغیر حضرت عثمان کے لیے لفظ صھر دکھلایئے تا کہ پورا دامادثابت ہو؟) پورا کر دیا لیکن شاعر کہتا ہے:

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہیں

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دامادی بھی [مــــن] کے ساتھ بیان کی گئی جیسے کہ مروی ہے کہ ربیعۃ بن الحارث اور عباس بن عبدالمطلب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا [فَوَاللَّهِ مَا نَفِسْنَا عَلَيْكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ أَعْظَمَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ صِهْرِهِ وَصُحْبَتِهِ] اللہ کی قسم ہم نے تو آپ کے ساتھ باوجود آپ کے دامادی رسول ملنے کے کوئی رشک نہیں کی۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حَـدَّثَـنَـا أَزْهَـرُ بْـنُ مَـرْوَانَ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى، نا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ،عَنِ الـزُّهْـرِيِّ، عَـنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْـحَارِثِ، قَالَ:اجْتَـمَـعَ رَبِيـعَةُ بْـنُ الْحَارِثِ ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَعَ الْـعَبَّـاسِ ابْنُهُ الْفَضْلُ، وَأَنَا مَعَ أَبِي فَقَالَ، أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ :مَا يَمْنَعُنَا أَنْ نَبْعَثَ هَـذَيْنِ الْفَتَيَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْتَعْمِلَهُمَا عَلَى بَعْضِ هَـذِهِ الْأَعْـمَـالِ الَّتِي اسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا النَّاسَ،فَقَالَ الْآخَرُ :لَا شَيْءَ .فَبَيْنَمَا هُمْ

[1] صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶) ج۵ ص:۶۶ ناشر دار طوق النجاۃ

Scanned with CamScanner

عَلَى ذٰلِکَ إِذْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا يُرِيدُ الشَّيْخَانِ؟ فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِي أَرَادَا فَقَالَ: لَا تَفْعَلَا، وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَقَالَا: لِمَ تَقُلْ هٰذَا يَا عَلِيُّ، تَنْفِسُ عَلَيْنَا أَنْ نُصِيبَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرُوفًا وَخَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَفِسْنَا عَلَيْکَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ مِنْ صِهْرِهِ وَصُحْبَتِهِ وَمَكَانِکَ مِنْهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا ذَاکَ بِي وَلٰكِنْ قَدْ عَرَفْتُ أَنَّهُ غَيْرُ فَاعِلٍ فَأَرْسِلَا وَجَرِّبَا. [1]

تو کیا یہاں پر بھی یہ ترجمہ کیا جائے جو اسماعیل صاحب کر رہا ہے کہ آپ کو بعض دامادی حاصل ہے پھر تو مطلب یہ ہو جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض داماد ہیں۔

تیسرا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

اگر وہابی اہل حدیث دوستوں نے لفظ صہر کا ہی رٹ لگانا ہے تو ہم ان کی کتابوں سے ان کی تسلی کرا دیتے ہیں۔ کتاب اہل حدیث [الاصابة فی تمییز الصحابة] ج۴ ص:۳۰۹ حرف الزا میں لکھا ہے: [قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: من يتزوّج زينب بنت حنظلة وأنا صهره] کہ جو شخص زینب بنت حنظلہ سے شادی کرے گا میں اس کا خسر ہوں۔

ارباب انصاف دیکھا آپ نے کہ زینب کے ساتھ اس کے باپ کا نام بھی ذکر کیا گیا اور یقین ہو گیا کہ زینب نبی کریم کی حقیقی لڑکی نہیں ہے پس جس طرح نبی کریم نے ان کے شوہر کے لیے فرمایا کہ [انا صهره] اسی طرح نہج البلاغہ میں جناب امیر نے بھی لفظ صہر استعمال کیا ہے۔ اور جس طرح اس لفظ کی مدد سے مذکورہ زینب نبی کی حقیقی بیٹی نہیں بن سکتی

[1] الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷) ج۱ ص:۳۱۶ ناشر دار الرأیة

Scanned with CamScanner

اور اس کا شوہر نبی کا حقیقی داماد نہیں بن سکتا اسی طرح عثمان صاحب کی کوئی بیوی بھی اس لفظ کی مدد سے نبی کی حقیقی بیٹی نہیں بن سکتی اور عثمان صاحب حقیقی داماد نہیں بن سکتے۔ ❶

جواب: اولاً: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہ روایت [**الاصابة فی تمییز الصحابة**] میں بغیر سند کے منقول ہے البتہ الطبقات الکبری میں اس کی سند اس طرح ہے:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ :حَدَّثَنَا يعقوب بن عمر عن نافع العدوى عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَهْمٍ. ❷

اس سند میں محمد بن عمر الواقدی ضعیف ہے۔ اس کے بارے میں حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ محدثین کے مختلف اقوال نقل کر کے بالآخر اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں:

مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ بنِ وَاقِدٍ الأَسْلَمِيُّ...... حَدَّثَ عَنْهُ: مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ...... وَقَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الوَاقِدِيَّ ضَعِيْفٌ، يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الغَزَوَاتِ وَالتَّارِيْخِ، وَنُوْرِدُ آثَارَهُ مِنْ غَيْرِ احْتِجَاجٍ، أَمَّا فِي الفَرَائِضِ، فَلاَ يَنْبَغِي أَنْ يُذْكَرَ، فَهَذِهِ الكُتُبُ السِّتَّةُ، وَ (مُسْنَدُ أَحْمَدَ)وَعَامَّةُ مَنْ جَمَعَ فِي الأَحْكَامِ، نَرَاهُم يَتَرَخَّصُوْنَ فِي إِخْرَاجِ أَحَادِيْثِ أُنَاسٍ ضُعَفَاءَ، بَلْ وَمَتْرُوْكِيْنَ، وَمَعَ هَذَا لاَ يُخَرِّجُوْنَ لِمُحَمَّدِ بنِ عُمَرَ شَيْئاً، مَعَ أَنَّ وَزنَهُ عِنْدِي أَنَّهُ مَعَ ضَعْفِهِ يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ وَيُرْوَى؛ لأَنِّي لاَ أَتَّهِمُهُ بِالوَضْعِ وَقَوْلُ مَنْ أَهدَرَهُ، فِيْهِ مُجَازَفَةٌ مِنْ بَعْضِ الوُجُوْهِ، كَمَا أَنَّهُ لاَ عِبْرَةَ بِتَوْثِيقِ مَنْ وَثَّقَهُ :كَيَزِيْدَ،وَأَبِي عُبَيْدٍ، وَالصَّاغَانِيِّ، وَالحَرْبِيِّ، وَمَعْنٍ،وَتَمَّامِ عَشْرَةِ مُحَدِّثِيْنَ،إِذْ قَدِ انْعَقَدَ الإِجْمَاعُ اليَوْمَ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ،وَأَنَّ حَدِيْثَهُ فِي عِدَادِ الوَاهِي. ❸

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۴۶۴ تا ۴۶۵ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الطبقات الکبری لمحمد بن سعد (متوفی ۲۳۰) ج۴ ص:۵۳ ناشر دار الکتب العلمیة

❸ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج۹ ص:۴۵۴ – ۴۶۹ ناشر مؤسسة الرسالة

Scanned with CamScanner

عبارت کا خلاصہ: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ واقدی ضعیف ہے تاریخی باتوں میں اگر چہ اس کی روایت کی طرف احتیاج ہوتا ہے لیکن احکام میں اس کی روایت ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ بحر حال اس بات پر محدثین کا اجماع ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی حدیث بلاشبہ واہی اور کمزور شمار کی جاتی ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں:

محمد ابن عمر ابن واقد الأسلمي الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعة علمه. ❶

محمد بن عمر واقدی باوجود وسعت علم کے متروک ہے۔

ثانیاً: جہاں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق صہر کا لفظ آتا ہے تو شیعہ بھی وہاں حقیقی داماد مراد لیتے ہیں مثلا ایک روایت میں وارد ہوا ہے:

فقال ربیعة :هذاأمرک،نلت صهر رسول الله صلی الله علیه و آله فلم نحسدک علیه. ❷

ربیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے۔

اب شیعہ یہاں کیا کہیں گے؟ کہ یہاں صہر، داماد سے مراد حقیقی داماد نہیں ہے؟ حیرت کی بات یہ ہے کہ جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے صہر رسول اللہ تو وہاں حقیقی داماد مراد لیتے ہیں اور اگر حضرت عثمان کے متعلق صہر یعنی داماد کا لفظ آتا ہے تو وہاں مجازی داماد مراد لیتے ہیں۔ ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔

ثالثاً: عربی میں [صهــر] اور اردو میں داماد کا اطلاق عرفاً حقیقی داماد پر ہوتا ہے یہی تو

---

❶ تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ص:۴۹۸ ناشر دار الرشید سوریا

❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴۱ ص:۱۱۱ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میرے داماد کی یہ بات تو جب تک وہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو تب تک ہر شخص اس داماد سے حقیقی داماد سمجھتا ہے۔لہٰذا نہج البلاغہ کی عبارت میں چونکہ لفظ [صہر] داماد وارد ہوا ہے اور اس عبارت میں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں ہے اس لیے یہاں حقیقی معنی یعنی حقیقی داماد مراد لینا واجب ہوگا۔بخلاف مذکورہ حدیث کے،اس حدیث میں [صہــــر] داماد سے حقیقی داماد مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ اس عبارت میں قرینہ صارفہ موجود ہے جو حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہے۔وہ قرینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص زینب بنت حنظلہ سے نکاح کرے گا تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہاں زینب سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی زینب مراد نہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح کرنے والے شخص کے حقیقی سسر نہیں کہلائیں گے۔ہاں اگر یہاں قرینہ صارفہ نہ ہوتا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نہ ہوتے کہ زینب بنت حنظلہ تو یہاں پر بھی اصولاً حقیقی معنی مراد لینا واجب ہوتی یعنی زینب سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی زینب ہوتی اور سسر سے مراد بھی حقیقی سسر ہوتا۔لہٰذا نہج البلاغہ کی عبارت جس میں قرینہ صارفہ موجود نہیں ہے اس کو اس عبارت پر قیاس کرنا جس میں قرینہ صارفہ موجود ہے یہ قیاس مع الفارق ہے جو اہل انصاف کے ہاں مردود ہے۔

چوتھا اشکال اور اس کا جواب:

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

مذکورہ کلام میں لفظ صہر ہے اور اس کے چار معنی ہیں:

۱-القرابۃ ۲-القبر ۳-زوج الابنۃ یعنی داماد ۴-زوج الاخت (سالہ) کتاب المنجد ملاحظہ فرمائیں۔

اگر نہج البلاغہ میں لفظ صہر کا پہلا معنی مراد لیا جائے کہ جس کا مطلب ہے رشتہ داری تو جناب عثمان کو کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ خاندان امیہ سے رشتہ داری سے بحث نہیں ہے بلکہ ان

Scanned with CamScanner

کے کردار سے بحث ہے۔

اگر لفظ صہر کا معنی داماد لیا جائے تو مطلب یہ نکلا کہ تو نے اے عثمان داماد نبی کریم کے داماد حضرت علی سے وہ فیض حاصل کیا جو ابوبکر وعمر کو نہ ملا۔ اس معنی کے روشنی میں بھی جناب عثمان داماد نبی ہونے کی فضیلت سے محروم ہو گئے۔

اگر صہر کا معنی زوج الاخت لیا جائے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ تو نے نبی کریم کے سالے معاویہ سے وہ فائدہ حاصل کیا جو شیخین نے نہیں کیا۔

لفظ صہر کا معنی دامادی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ یہ معنی تو تب درست تھا کہ ابوبکر وعمر کے گھر نبی کریم کی ایک لڑکی ہوتی لیکن شیخین داماد نبی تو نہ تھے پس آپ کا معنی اس کلام کے مشابہ ہوگیا کہ کسی سائنس دان کو کہا جائے کہ تو نے سائنس میں وہ کمال حاصل کیا ہے جو فلاں چرواہے کو حاصل نہیں تھا۔

میں نے چار معنی پیش کیے ہیں اور قانون ہے [**اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**]......پس جناب عثمان کی فضیلت کا ثابت کرنا نہج البلاغہ سے باطل ہو گیا؟ ❶

جواب: المنجد میں چار معانی اس طرح لکھی ہیں: قرابت، قبر، داماد یا بہنوئی۔ دیکھیے: ❷

تنبیہ: نجفی صاحب نے عربی میں لکھا بھی ہے [زوج الاخت] لیکن اردو میں ترجمہ کیا ہے (سالہ) حالانکہ المنجد میں اردو میں صاف لکھا ہے بہنوئی اور زوج الاخت کا معنی ہے بہن کا شوہر تو بہن کا شوہر بھنوئی ہوتا ہے یا سالہ؟ پس نجفی صاحب نے آل نبی کی دشمنی میں آ کر اپنا ہوش بھی کھو دیا اور ترجمہ کیا ''سالہ'' کیونکہ اگر ترجمہ کرتا بہنوئی تو اس کا الوسیدھا نہ ہوتا اپنے الوسیدھا کرنے کے لیے ترجمہ غلط کیا۔ یہ غلط ترجمہ کیوں کیا؟ اس لیے کہ آگے چل کر نہج البلاغہ کی عبارت کا ترجمہ کیا کہ آپ نے رسول کے سالہ معاویہ کے فائدے کو

---

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۴۶۲ تا ۴۶۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ المنجد ص: ۵۸۰ ناشر دارالاشاعت کراچی

Scanned with CamScanner

حاصل کیا ہے۔اس کا جواب ترتیب سے آئے گا۔

جہاں تک تعلق ہے پہلی شق کا تو مذکورہ کلام میں صہر کے لفظ سے عام رشتہ داری مراد لینا باطل ہے کیونکہ یہاں بات چل رہی ہے اس صہر کی جو حاصل کی جاتی ہے جبکہ عام رشتہ داری تو خالص اللہ پاک کی طرف سے حاصل ہوتی ہے جس میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً دو بندوں کا ایک ہی باپ سے پیدا ہونا یا دو بندوں کا ایک ہی دادا کی اولاد ہونا تو اس میں کسی شخص کو کوئی دخل حاصل نہیں لیکن دامادی حاصل کرنے میں من وجہ بندے کا بھی دخل ہوتا ہے تو یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے صہر کو حاصل کیا تو حاصل کرنا تو تب ہی متحقق ہو سکتا ہے جب مراد دامادی ہو کیونکہ دامادی ہی ایسی رشتہ داری ہے جو حاصل کی جاتی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری شق کا تو داماد سے مراد (نبی کریم کے داماد سے فیض حاصل کرنا) مراد لینا بھی باطل ہے کیونکہ الفاظ یہ ہیں[**وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا**] آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر وعمر سے زیادہ قریب ہو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل کی ہے (نہ کہ نبی کریم کے داماد سے فیض حاصل کیا ہے) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سے فیض حاصل کرنا) مراد لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کو بگاڑنا ہے جو کہ مؤمن کے شان کے لائق نہیں ہے۔

اور اگر آپ کو اس بات پر اصرار ہے تو ہمت کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو گذشتہ عبارت میں ربیعہ کا قول گذرا[**نلت صهر رسول الله صلى الله عليه وآله**] اس میں بھی یہ ترجمہ کرو کہ اے علی آپ نے نبی کریم کے داماد عثمان سے فیض حاصل کیا۔ پھر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دامادی بھی باطل ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

اور صہر سے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سالہ سے فائدہ اٹھانا) مراد لینا بھی باطل ہے کیونکہ صہر کا معنی المنجد میں بہنوئی لکھا ہے نہ کہ سالہ اب تو نجفی کے قول کے مطابق یہ ترجمہ ہونا چاہیے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہنوئی سے وہ فائدہ حاصل کیا جو شیخین نے نہیں کیا۔ اب دنیا میں کونسا عاقل شخص ہے جو اس مطلب کو صحیح قرار دے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بہن یا بہنوئی بھی تھا؟

باقی صہر سے دامادی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں بات چل رہی ہے نفس قرابت کی نہ کہ ایک ہی قسم کے قرابت کی کہ حضرت ابوبکر اور عمر کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ہو۔ یہاں تقابل نفس قرابت میں ہے نہ کہ نوع قرابت میں کہ یوں ہوتا کہ آپ کو ابوبکر وعمر سے زیادہ دامادی حاصل ہے۔ فافہم۔ مطلب یہ ہے کہ ابوبکر وعمر کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریشی ہونے کی وجہ سے ایک طرح کی رشتہ داری حاصل ہے لیکن آپ کو ان سے زیادہ رشتہ داری حاصل ہوگئی ہے کیونکہ آپ کے پاس قریشی ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس عبارت کو اس عبارت (کہ کسی سائنس دان کو کہا جائے کہ تو نے سائنس میں وہ کمال حاصل کیا ہے جو فلاں چرواہے کو حاصل نہیں تھا۔) پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں چرواہے کو کوئی کمال حاصل نہیں ہوا کہ اس کا تقابل سائنس دان کے ساتھ کیا جائے۔ بخلاف ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری حاصل ہے۔ اور حضرت عثمان کو بھی رشتہ داری حاصل ہے اب کہا جا رہا ہے کہ آپ کو ابوبکر وعمر کے بنسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ قرابتداری حاصل ہے لہٰذا اس کلام میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

رہی بات احتمال کی وجہ سے استدلال کا باطل ہونا تو معلوم ہونا چاہیے کہ احتمال وہاں ہوتا ہے جہاں مشترک لفظ سے قرائن کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی معنی کو متعین کرنا دشوار ہو جائے جبکہ یہاں پر دامادی کے معنی کا قرینہ موجود ہے۔ وہ قرینہ ہے [أنت أقرب إلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ]یعنی رشتہ داری اورقرب کا بیان اور رشتہ داری اور قرب، رشتہ حاصل کرنے سے ہوگا نہ کہ علی سے فیض حاصل کرنے سے لہٰذا اس قانون کو یہاں بیان کرنا بے محل ہے۔ یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص دعوی کرے کہ اسکندر ذوالقرنین کے واقعہ میں چشمہ کا ذکر ہے تو نجفی جیسے شخص نے دلیل پوچھی تو اس مدعی نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں:[حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ]سورج غائب ہو رہا تھا سیاہ چشمہ میں۔تو یہاں نجفی صاحب نے کہا نہیں اصلاح المنطق نامی کتاب میں عین کی متعدد معانی لکھیں ہیں :[والعَيْن:التي يُبصر بها الناظر والعَيْن:أن تصيب الإنسان بعَيْن ,والعَيْنُ: عَيْنُ الركبة والعَيْن :التي يخرج منها الماء ,والعَيْن :الدنانير ,والعَيْن:مطر أيام لا يُقلع والعَيْن:ما عن يَمين القِبلة قِبلة العراق، يُقال :نَشأت السماءُ من قِبل العَيْن ويقال في الميزان :عَيْنٌ,إذا رجحت إحدى كفتيه على الأخرى والعَيْن:عَيْن الشمس والعَيْن:أَهْل الدار]مثلاً عین کا ایک معنی ہے آنکھ دوسرا معنی ہے کوئی چیز،تیسرا معنی ہے چشمہ، چوتھا معنی ہے دنانیر وغیرہ میں نے چار معنی پیش کیے ہیں اور قانون ہے[اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال]لہٰذا آپ کا استدلال باطل ہے تو یقیناً یہاں پر انصاف پسند لوگ ضرور کہیں گے کہ یہاں پر یہ قانون پیش کرنا بے محل ہے لہٰذا نجفی صاحب کا بھی نہج البلاغہ کی عبارت کے سلسلہ میں یہ قانون پیش کرنا بے محل ہے۔

Scanned with CamScanner

باب سادس

بنات رسول کا ثبوت شیعہ محدثین ومؤرخین سے

۱-محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۸) سے:

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة،فولدله منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم، ورقية، وزينب،وام كلثوم،وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام وروى أيضا أنه لم يولد بعد المبعث إلا فاطمة عليها السلام وأن الطيب والطاهر ولدا قبل مبعثه. ❶

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس یا اس سے کچھ زائد تھی تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قاسم رقیہ زینب ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے اور یہ بھی مروی ہے کہ بعثت کے بعد صرف فاطمہ پیدا ہوئیں اور طیب اور طاہر بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اصول کافی فن حدیث کی کتاب ہے اس میں احادیث ہی احادیث درج کیے گئے ہیں۔صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح اس میں تاریخ درج نہیں ہے۔مگر جس مقام پر بنات رسول کا ذکر ہے اس سے قبل جلی سرخی سے باب تاریخ لکھا گیا ہے۔❷

جواب: یوسف حسین کا یہ کہنا کہ (اصول کافی فن حدیث کی کتاب ہے اس میں

---

❶ اصول من الكافي لمحمد بن يعقوب كليني (المتوفى ٢٢٨)ج ١ ص:٤٣٩ ناشر دار الكتب الاسلامية تهران

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۰ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

احادیث ہی احادیث درج کیے گئے ہیں)غلط ہے اصول کافی میں ان کے ائمہ کی احادیث کے علاوہ، ان کے مولویوں کے اقوال بھی موجود ہیں جیسے کہ کلینی ایک مقام پر نقل کرتا ہے:

علی بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرار وغيره، عن يونس قال: كل زنا سفاح وليس كل سفاح زنا. ❶

عبارت کا حاصل: کلینی نے یہاں کافی میں یونس نامی ایک شخص کا قول نقل کیا ہے۔

نیز کافی کلینی میں بنی اسرائیل کے واقعات کا بھی ذکر ہے۔ کیا گذشتہ قوموں کے واقعات تاریخ کا حصہ نہیں ہیں؟ مثلاً: [**كان رجل من بني إسرائيل ولم يكن له ولد فولد له غلام الخ**] بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی کوئی اولاد نہیں تھی اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ (فروع کافی ج۴ص:۷) حیرت کی بات ہے کہ یوسف صاحب اصول کافی میں اسرائیلی کی ولادت تو برداشت کرتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو تاریخی بات کہہ کر رد کرتا ہے۔ نیز لکھا ہے [**إن رجلا من بني إسرائيل كان يعبد الله في جزيرة من جزائر البحر**] بنی اسرائیل میں سے ایک شخص جزیروں میں سے ایک جزیرے پر عبادت کرتا تھا (اصول کافی ج۱ص:۱۲) جب قرآن کریم میں تاریخی باتیں آئی ہیں [**كما لا يخفى على العاقل**] تو کتب حدیث میں تاریخ کی باتیں کیوں نہیں آسکتیں؟ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کافی میں تاریخ وغیرہ بھی آجاتی ہے۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح اس میں تاریخ درج نہیں ہے) یہ بھی غلط ہے کیونکہ صحیح بخاری میں تاریخ تو کیا بلکہ تاریخ کا باب بھی درج ہے چنانچہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ ایک مقام پر باب قائم کرتے ہیں: [**بَابُ التَّارِيخِ، مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ**] ❷

❶ فروع من الكافي لمحمد بن يعقوب كليني (المتوفى ٣٢٨) ج ٥ ص: ٥٧٠ ناشر دار الكتب الاسلامية مرتضى آخوندى تهران -بازار سلطانى

❷ صحيح بخارى لمحمد بن اسماعيل (متوفى ٢٥٦) ج ٥: ٦٨ ناشر دار طوق النجاة

Scanned with CamScanner

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اس کے ذیل میں بنات رسول کے ذکر سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اوروفات بھی درج ہےاورولادت اوروفات کی ربیع الاول کی وہی تاریخیں درج ہیں جواہل سنت کے عقیدے کے مطابق ہیں ورنہ ملت شیعہ کی نظر میں آپ کی تاریخ ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول اورتاریخ وفات ۲۸ صفر ہےاس باب تاریخ میں جو کچھ درج ہے سب اہل سنت کےعقیدے کےمطابق ہے جسےکوئی شیعہ تسلیم نہیں کرتا

جواب: دراصل کلینی کے زمانے تک تاریخ ولادت رسول اورتاریخ وفات رسول میں اہل تشیع کا اہل سنت کے ساتھ اتفاق تھا اگر شروع ہی سے اختلاف ہوتا تو کلینی کبھی بھی تاریخ ولادت اورتاریخ وفات اہل سنت کے مطابق نہ لکھتا کیونکہ اس نے اس کتاب میں کہیں بھی تقیہ سے کام نہیں لیا اگر اس کو تقیہ کرنا ہوتا تو کافی میں یوں ہرگز نہیں لکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے تین کے تمام صحابہ مرتد ہوگئے۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی جعفرعلیه السلام قال :کان الناس أهل ردة بعد النبی صلی الله علیه وسلم إلاثلاثة فقلت:ومن الثلاثة؟ فقال :المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی. (1)

پتہ چل گیا کہ جس طرح تاریخ ولادت اورتاریخ وفات میں تقیہ نہیں کیا ہے اسی طرح بنات اربعہ لکھنے میں بھی تقیہ نہیں کیا ہے کیونکہ تقیہ کا مقام صحابہ کرام کومرتد لکھنے کا تھا کیونکہ ایسی بات لکھنے میں اس کوخطرہ بھی تھا نبی علیہ السلام کی تاریخ ولادت اورتاریخ وفات شیعہ مذہب کے مطابق لکھنے میں کونسا خطرہ تھا کہ اس میں تقیہ سے کام لیا؟

(1) الروضة من الکافی لمحمد بن یعقوب کلینی (المتوفی ۲۲۸)ج ۱ص :۴۳۹ ناشر دار الکتب الاسلامیة مرتضی آخوندی تهران -بازار سلطانی

Scanned with CamScanner

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

لہٰذا عین ممکن ہے کہ حکومت کے زور سے اس میں باب التاریخ کا اضافہ کر کے ان کے مسلمات درج کر دیے گئے ہوں یا خود مؤلف نے حکومت کی تسکین کے لیے اہل سنت کے عقائد الگ باب کے ذیل میں درج کر دیے ہوں کہ حکومت بھی مخالفت نہ کرے اور آنے والی نسلیں بھی یہ سمجھ لیں کہ یہ اہل سنت کے عقائد ہیں جنہیں الگ باب میں درج کر دیا گیا ہے اس لیے اس کی الگ سرخی دے کر حدیث سے الگ کر کے اس پر باب التاریخ لکھ دیا گیا ہے۔ ❶

جواب: حکومت کے زور کی بات سفید جھوٹ ہے اگر سچ ہے تو یوسف صاحب کو چاہیے تھا کہ اس بات پر کوئی حوالہ پیش کرتا کہ اس دور کا فلاں شخص بادشاہ تھا اور اس نے کلینی پر زور چلایا۔ نیز مصنف نے ابواب التاریخ کے تحت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نہیں بلکہ اپنے بارہ اماموں کی ولادت کا بھی ذکر کیا تو کیا وقت کی حکومت نے بارہ اماموں کی ولادت کے باب قائم کرنے پر بھی کلینی پر زور چلایا؟

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں ...... آنکھیں اگر بند ہیں تو دن بھی رات ہیں

نیز یہ کہنا کہ (یا خود مؤلف نے حکومت کی تسکین کے لیے اہل سنت کے عقائد الگ باب کے ذیل میں درج کر دیے ہوں الخ) یہ بھی غلط ہے کیونکہ کلینی نے اس باب کے تحت اپنے بارہ اماموں کے بارے میں بھی عجیب خرافات نقل کیے ہیں تو یہ خرافات کس کی تسکین کے لیے لکھے ہیں؟ کیا کلینی نے ان تاریخ کے ابواب کے تحت اپنے بارہ اماموں کے متعلق جو کچھ نقل کیا وہ اہل سنت کے عقائد کے مطابق ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے بہانے دنیا میں تو شاید کچھ کام آجائیں لیکن آخرت میں ایسے بے کار بہانے نہیں چلیں گے۔

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۰ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

۲-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

وإنما ولد له منها ابنان وأربع بنات: زينب،ورقية،وام كلثوم وفاطمة. ❶

صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۳-مولیٰ محمد صالح (متوفی ۱۰۸۱) سے:

(قال القرطبی)...... واجتمع أهل النقل أنها ولدت له أربع بنات وكلهن أدركن الإسلام وهاجرن :زينب وفاطمة ورقية وأم كلثوم. ❷

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اور ان سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

۴-ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

در قرب الاسنادبه سند معتبر از حضرت صادق روايت كرده است كه از براى رسول خدا صلى الله عليه وسلم از خديجه متولد شدند طاهر وقاسم وفاطمه وام كلثوم ورقيه وزينب. ❸

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم رقیہ، زینب ہیں۔ ❹

---

❶اعلام الوری لفضل بن حسن الطبرسی (متوفی ۷٤۸)ص:۱۵۳ ناشر مؤسسة الاعمی للمطبوعات ❷شرح اصول الكافی لمحمد صالح المازندانی(المتوفی ۱۰۸۱)ج ۷ص: ۱٤۳ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت ❸حیاة القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج٤ ص:۱۵۰۳ ناشر انتشارات سرور—قم

❹ حیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج ۲ص:۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

Scanned with CamScanner

اشکال اور اس کا جواب

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

حیاۃ القلوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس ترتیب سے درج کی گئی ہے۔ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ۔ ام کلثوم رقیہ۔ زینب۔ اس ترتیب ہی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت ہے اس لیے کہ اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب۔ بلکہ بعض مؤرخین نے زینب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ابو ہالہ کی دختر بیان کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ہالہ بھی تھا جس کی وجہ سے باپ کی کنیت ابو ہالہ ہوگئی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کنیت فرزند اکبر کے نام سے ہوتی ہے۔ مگر اس روایت میں قاسم سے پہلے بلکہ سب سے پہلے طاہر کا نام ہے۔ حالانکہ متعدد راویوں نے ان کی ولادت بعثت کے بعد بتلائی ہے۔ ❶

جواب: جہاں تک تعلق ہے ترتیب کا تو درحقیقت باقر مجلسی نے اپنی اس عبارت میں قرب الاسناد کی روایت کا ترجمہ کیا ہے جو اس طرح ہے: [القاسم والطاہر وأم کلثوم، ورقیۃ، وفاطمۃ، وزینب] تو اس عبارت میں سب سے پہلے قاسم ہی کا ذکر ہے لہٰذا یوسف صاحب کا یہ کہنا کہ [اس پر سب مؤمنین کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب۔][اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کنیت فرزند اکبر کے نام سے ہوتی ہے۔ مگر اس روایت میں قاسم سے پہلے بلکہ سب سے پہلے طاہر کا نام ہے۔ حالانکہ متعدد راویوں نے ان کی ولادت بعثت کے بعد بتلائی ہے] یہ سب کچھ فضول ہے کیونکہ یہاں پر بھی اصلی روایت میں سب سے پہلے قاسم کا ہی ذکر ہے۔

---

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۳۰ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

نیز اس روایت بیان کرنے سے راوی کا غرض صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا عدد اور نام بتانا ہے نہ کہ ان کے پیدائش کی ترتیب لہٰذا ایسی بات صرف دل بہلانے کے لیے تو کافی ہوسکتی ہے لیکن کسی حق کے متلاشی کے نزدیک یہ بات محض ہذیان سمجھی جائے گی۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اور اسی کتاب کے اسی باب میں یہ بھی درج ہے کہ طیب وطاہر عبد اللہ کا لقب ہے کیونکہ وہ بعثت کے بعد متولد ہوئے تھے۔ ❶

جواب: معلوم نہیں کہ یوسف صاحب کو اس سے کیا حاصل ہورہا ہے؟ کیونکہ ہماری حیاۃ القلوب سے پیش کی ہوئی عبارت میں پیدائش کا وقت مذکور نہیں ہے اور اس روایت میں ان کے پیدائش کا وقت مذکور ہے تو یہ دوسری روایت پہلی روایت کے لیے زیادہ سے زیادہ تشریح کرنے والی ہوگی ان دونوں میں کوئی تعارض تو نہیں ہوگا کہ یوسف صاحب کا الو سیدھا ہو؟

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اور اسی کتاب میں ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ قاسم عبد اللہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی ہے کہ عبد اللہ قاسم سے پہلے پیدا ہوئے اور یہ بھی ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دونوں کمسنی میں مکہ معظمہ میں انتقال کر گئے اور اسی باب میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ قاسم۔ عبد اللہ۔ طیب۔ طاہر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔ ❷

جواب: محل نزاع یعنی محل اختلاف قاسم اور عبد اللہ کا پہلے پیدا ہونا وغیرہ نہیں بلکہ محل اختلاف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحب زادیاں ہیں اور اس سلسلے میں یہ تمام

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۳ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۳ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

روایات متفق ہیں اگر نہیں تو جس طرح ہم نے آپ کے امام سے صحیح سند کے ساتھ چار صاحبزادیوں کی روایت پیش کی ہے آپ بھی اپنے کسی امام سے صحیح تو کیا بلکہ کسی ضعیف روایت سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ثابت کریں یعنی ایسی روایت پیش کریں جس میں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سید خدیجہ سے صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی پھر دیدہ باید محض شیطان کی طرح وسوسہ ڈالنے سے مسئلہ ثابت نہیں ہوگا۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

پہلی روایت میں یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس ترتیب سے درج کی گئی ہے۔ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ زہرا۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب۔ حالانکہ اس پر تمام مؤرخین کا تقریبا اتفاق ہے کہ زینب اکبر بنات تھیں جنہیں آخر میں درج کیا گیا ہے اور اکثر راویوں نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو اصغر بنات لکھا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بعثت کے بعد پیدا ہوئیں مگر راوی نے ان کا نام سب لڑکیوں سے پہلے لکھا ہے۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ راوی کو خود حقیقت کی خبر نہیں ہے اس نے صرف سرکاری دختران کی فہرست پوری کردی ظاہر ہے کہ مشہور اس روایت کو کہا جاتا ہے جو اس جماعت میں مشہور ہو جو اکثریت میں ہے اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ روایت اہل سنت سے مأخوذ ہے۔ [1]

جواب: ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اس روایت بیان کرنے سے راوی کا غرض صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا عدد اور نام بتانا ہے نہ کہ ان کے پیدائش کی ترتیب۔ لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ راوی کو خود حقیقت کی خبر نہیں فاسد در فاسد ہے۔ اس لیے کہ راوی کا غرض یہاں ترتیب ہے ہی نہیں تو ترتیب سے کیوں بیان کرے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آپ کے مجتہد ملا باقر مجلسی نے بھی قرب الاسناد کی اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت ترتیب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ روایت میں سب سے پہلے قاسم کا ذکر ہے لیکن مجلسی نے طاہر کا ذکر کیا۔ نیز روایت

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۳-۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

میں پہلے رقیہ وام کلثوم کا ذکر ہے حضرت فاطمہ کا ذکر بعد میں ہے لیکن مجلسی نے ترجمہ کرتے وقت پہلے حضرت فاطمہ کا ذکر کیا اور رقیہ و زینب کا ذکر بعد میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب نہ راوی کا مقصود ہے اور نہ ہی آپ کے مجتہد مجلسی کا مقصود ہے۔

مزید آپ سے سوال ہے کہ کیا کسی بھی شخص کی اولاد کا تذکرہ کرنے کے لیے اس کی اولاد کو ترتیب کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو اس پر اپنے اصول کے مطابق حدیث پیش کریں ورنہ اللہ سے ڈریں۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

افسوس یہ ہے کہ کسی روایت میں راویوں کے نام درج نہیں ہیں ورنہ ہم فن رجال کی کسوٹی پر کس کر بتلا دیتے کہ کن کن راویوں کا کیا کیا مذہب تھا اور وہ کس گھر سے آئی ہیں۔ ❶

جواب: مجلسی نے یہ روایت قرب الاسناد سے نقل کی ہے اور قرب الاسناد میں اس روایت کی سند یوں موجود ہے: [حدثني مسعدة بن صدقة قال: حدثني جعفر بن محمد، عن أبيه] اگر آپ میں ہمت ہوتی تو سند پر کلام کرتے یقیناً آپ کو معلوم تھا کہ روایت کی سند صحیح ہے اس لیے آپ نے سند پر کلام نہیں کیا باقی یہ عذر پیش کرنا کہ [افسوس یہ ہے کہ کسی روایت میں راویوں کے نام درج نہیں ہیں ورنہ ہم فن رجال کی کسوٹی پر کس کر بتلا دیتے کہ کن کن راویوں کا کیا کیا مذہب تھا اور وہ کس گھر سے آئی ہیں۔] محض جان چھڑانے والی بات ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اسی باب میں عامہ وخاصہ یعنی سنی اور شیعہ علماء کا یہ اعتقاد بھی درج ہے کہ رقیہ وام کلثوم دونوں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نہ تھیں البتہ آپ نے ان کی تربیت کی تھی۔ اور یہ قول بھی درج ہے کہ یہ ہالہ خواہر حضرت

❶ الجنول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لڑکیاں تھیں وہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد انہیں لے کر خدیجہ کے پاس آگئیں اور وہیں پرورش پائی۔

جواب: ملا باقر مجلسی نے یہ دونوں قول نقل کر کے ان دونوں قولوں کو رد کر دیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

وجمعی از علمای خاصه وعامه را اعتقاد آن است که رقیه وام کلثوم دختران خدیجه بودند از شوهر دیگر که پیش از رسول خدا داشته وحضرت ایشیاں را تربیت کرده بود ودختر حقیقی آن جناب نبودند و بعضی گفتند که دختران هاله خواهر خدیجه بوده اند وبر نفی این دو قول روایت معتبره دلالت می کند۔ ❶

عبارت کا خلاصہ: لیکن (ائمہ کی) معتبر روایات ان دونوں قولوں کی نفی کرتی ہیں (یعنی یہ بتاتی ہیں کہ یہ دونوں قول غلط ہیں۔) لہٰذا غلط قول یوسف صاحب کو مبارک ہو۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

مؤرخین کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان عقد کے بعد اپنی زوجہ کو ہجرت حبشہ کے موقع پر ہمراہ لے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے انتقال کیا اس کے بعد دوسری دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ مگر مندرجہ بالا باب میں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی اگر یہ درست ہے تو تیرہ چودہ سال بعد دوسری دختر سے عقد ہونا اور اتنے عرصہ تک اس گھر میں بیٹھا رہنا کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ ❷

جواب: حیاۃ القلوب میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ (حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی) بلکہ حیاۃ القلوب میں تو لکھا ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی بیوی رقیہ

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۴ص:۱۵۰۶ ناشر انتشارات سرور۔قم

❷ الجعول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

سے عبداللہ کے نام سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جو بچپن میں انتقال کر گیا تھا۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ورقیہ وگویند......وعبداللہ از او بوجود آمد و در کودکی مرد۔ ❶

رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور اس سے عبداللہ وجود میں آئے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ (مگر مندرجہ بالا باب میں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی اگر یہ درست ہے تو تیرہ چودہ سال بعد دوسری دختر سے عقد ہونا اور اتنے عرصہ تک اس گھر میں بیٹھا رہنا کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔) محض جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حیاۃ القلوب کے اس باب میں غور وفکر اور تحقیق کے بغیر سنی سنائی روایات درج کر دی گئی ہیں۔ ❷

جواب: اولاً عرض ہے کہ ملا باقر مجلسی شیعہ کا وہ مجتہد ہے جس کے بارے میں خمینی نے لکھا ہے: ملا باقر مجلسی مرحوم نے وہ کتابیں جو فارسی زبان میں لکھی ہیں ان کو پڑھو تا کہ تم گمراہ اور رسوا نہ ہوں۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

کتابهای فارسی را که مرحوم مجلسی برای مردم پارسی زبان نوشته بخوانیدتاخود را مبتلا بیک همچو رسوائی بیخردانه نکنید. ❸

وہ کتابیں جو مرحوم مجلسی نے فارسی لوگوں کے لئے فارسی زبان میں لکھی ہیں پڑھو تا کہ

---

❶ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص:۱۵۰۵ ناشر انتشارات سرور۔قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۱۱۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❸ کشف اسرار للخمینی ص: ۱۲۱ ناشر

Scanned with CamScanner

اپنے آپ کو بے عقل لوگوں کی رُسوائی میں مبتلا نہ کرو۔

اور اس کے متعلق اس کا شاگرد المولی الاردبیلی اپنی کتاب " جامع الرواۃ" کے جلد نمبر۲، صفحہ نمبر ۷۸ پر لکھتا ہے:

استاذنا و شیخنا شیخ الاسلام و المسلمین خاتم المجتهدین الامام العلامة المحقق المدقق جلیل القدر عظیم الشان رفیع المنزلة وحید عصره فرید دهره ثقة ثبت عین کثیر العلم جید التصانیف. ❶

جامع الرواۃ کے عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اُستاذ و شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین تھے خاتم المجتہدین تھے امام تھے علامہ محقق مدقق بڑی عزّت والا، بڑے شان والا، بڑے مرتبے والا اپنے زمانے کا یکتا موتی تھا، بڑے علم والا معتمد عمدہ تصانیف والا تھا۔

اور اس کے متعلق محمد بن حسن الحر العاملی ''امل الامل'' کے صفحہ نمبر ۶۰ پر لکھتا ہے:

عالم فاضل ماهر محقق مدقق علامة فهامة فقیه متکلم محدث ثقة ثقة جامع للمحاسن و الفضائل جلیل القدر عظیم الشان اطال الله بقائه له مؤلفات کثیرة مفیدة. ❷

عالم، فاضل ماہر محقق باریک بین بڑے علم والا بڑا سمجھدار فقیہ متکلم محدث قابل اعتماد ہے تمام خوبیوں اور فضیلتوں کو جمع کرنے والا ہے بڑی عزت بڑے شان والا ہے اور اس کی بہت ساری فائدہ مند تالیفات ہیں۔

اور اس کے متعلق علامہ الطباطبائی بحر العلوم الفیض القدسی صفحہ نمبر ۵ پر لکھتا ہے:

خاتم المحدثین الجلة. ❸

---

❶ مدخل بحار الانوار: ص ۳۷ ناشر دار احیاء التراث العربی

❷ مدخل بحار الانوار: ص ۳۷–۳۸ ناشر دار احیاء التراث العربی

❸ مدخل بحار الانوار: ص ۳۸ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

تو جب شیعہ کا اتنا بڑا محدث ہر سنی سنائی روایت نقل کر دیتا ہے پھر تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جھوٹا اور کذاب ہوا جیسے کہ ارشاد ہے:

يا أبا ذر، كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمعه. ❶

نیز جب باقر مجلسی ایسی بے دلیل باتیں لکھ دیتا ہے تو آپ اس سے بڑھ کر محقق ہو؟ آپ تو اس سے بڑھ کر غلط باتیں کہہ دیتے ہو اس لیے آپ کی باتیں بھی محض ہوائی فائرنگ ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

اگر اس کتاب کے ص: ۱۸۷ تا ص: ۲۲۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو یہ سب تفصیلات نظر آ جائیں گی اور یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ مؤلف کو جو روایات جس گھر سے ملتی رہیں وہ جمع کرتے رہے اس میں ان کی رائے یا عقیدہ کا تعلق نہیں ہے ان کا عقیدہ تو خصوصاً حضرت عثمان کے متعلق وہ ہے جسے ہم نقل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ ان روایات کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا فیصلہ ناقد وبصیر کا کام ہے۔ ❷

جواب: ملا باقر مجلسی کا حیاۃ القلوب سے یہ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر چہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان سے انکار کرتا ہے لیکن حضرت عثمان کے داماد رسول ہونے کو حق مانتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

جواب سوم كه جواب حق است...... پس اگر دختر به عثمان داده باشد بنا بر آنكه در ظاهر مسلمان بوده است دلالت نمى كند بر آنكه در باطن كافر نبوده است. ❸

عبارت کا حاصل:

تیسرا جواب جو برحق ہے وہ یہ ہے کہ اگر چہ اللہ کے رسول نے حضرت عثمان کو اپنی بیٹی

---

❶ امالی شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰) ص: ۵۳۵ ناشر دار الثقافۃ۔ قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۵ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❸ حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۴ ص: ۱۵۰۶-۱۵۰۷ ناشر انتشارات سرور۔ قم

Scanned with CamScanner

سے شادی کرا وادی لیکن اپنی بیٹی سے شادی کروانا یہ حضرت عثمان کے ایمان کی دلیل نہیں ہے۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

رہا یہ کہ اس مسئلہ میں علامہ مجلسی کا فیصلہ اور عقیدہ کیا تھا۔ وہ ہم سابق میں ان کی معتبر ترین کتاب مرأة العقول سے بیان کر چکے ہیں۔ جو لوگ دور از عقل روایات مندرجہ کے باوجود آنکھیں بند کر کے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جلاء العیون میں چار بیٹیاں ہیں علامہ مجلسی کا یہ عقیدہ ہے انہیں چاہیے کہ مرأة العقول میں علامہ مجلسی کا عقیدہ اور آخری فیصلہ پڑھ کر اپنی عقلوں کا علاج کر لیں۔ ❶

جواب: باقر مجلسی کا بنات رسول کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ابھی ابھی ہم نے اس کی کتاب حیاۃ القلوب سے نقل کیا البتہ جہاں تک تعلق ہے مرأة العقول کا تو مرأة العقول میں بنات رسول کا انکار نہیں بلکہ اقرار ہے: چنانچہ باقر مجلسی لکھتا ہے:

فقال القرطبي: اجتمع أهل النقل على أنها ولدت له أربع بنات كلهن أدركن الإسلام و هاجرن، زينب و رقية و أم كلثوم و فاطمة. ❷

قرطبی کہتے ہیں اہل نقل کا اجماع ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چار بیٹیاں پیدا کیں اور ان سب نے اسلام کو پایا اور ہجرت کی وہ چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے مرأة العقول کی اس عبارت کا جو یوسف صاحب نے اپنی اسی کتاب البتول ص: ۹۸ میں پیش کی ہے کہ: [**يؤكد ذلك ما ذكر في كتابي الانوار والبدع ان رقيةوزينب كانتا ابنتي هالة اخت خديجة**] اس کی تاکید کرتا ہے وہ جس کا ذکر کتاب الانوار والبدع میں ہے کہ رقیہ وام کلثوم دونوں ہالہ خواہر خدیجہ کی

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۱۵-۱۱۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

❷ مرأة العقول لباقر مجلسي (متوفى ۱۱۱۱) ج۵ ص: ۱۸۰ ناشر دار الكتب الاسلامية طهران

Scanned with CamScanner

لڑکیاں تھیں۔) تو اس عبارت میں ملا باقر مجلسی نے اپنا عقیدہ نہیں بلکہ ابن شہر آشوب کا عقیدہ نقل کیا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن شهر آشوب رحمه الله في المناقب :تزوج أولا بمكة خديجة بنت خويلد قالوا :و كانت عند عتيق بن عائذ المخزومي ثم عند أبي هالة، وروى أحمد البلاذري وأبو القاسم الكوفي في كتابيهما و المرتضى في الشافي أن النبي صلى الله عليه و آله و سلم تزوج بها و كانت عذراء ،و يؤكد ذلک ما ذكر في كتابي الأنوار و البدع أن رقية و زينب كانتا ابنتي هالة أخت خديجة، انتهى (1)

باقر مجلسی کا اپنا عقیدہ جس پر اس نے حیاۃ القلوب میں حق اور صحیح ہونے کی مہر لگائی ہے وہ وہی ہے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں (یعنی تیسرا جواب جو برحق ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ اللہ کے رسول نے حضرت عثمان کو اپنی بیٹی سے شادی کراوادی لیکن اپنی بیٹی سے شادی کروانا یہ حضرت عثمان کے ایمان کی دلیل نہیں ہے۔)

۵۔ نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے:

اما ازواجه صلى الله عليه وسلم فاول امرأة تزوجها خديجة بنت خويلد وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومي فولدت له جارية ثم تزوجها ابو هالة الاسدى فولدت له هند بن ابى هالة ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم وربى ابنها هندا فاول ما حملت وولدت عبد الله بن محمد وهو الطيب والطاهر وولدت له القاسم وقيل ان القاسم اكبر ولده وكان يكنى به والناس يغلطون فيقولون ولد له منها اربع بنين القاسم وعبد الله

---

(1) مرأة العقول لباقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۵ ص:۱۷۹ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

Scanned with CamScanner

والطیب الطاهر وانما ولدت له ابنین واربع بنات زینب ورقیة وام کلثوم وفاطمة❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ خدیجہ بنت خویلد تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ عتیق بن عائذ المخزومی کے پاس تھیں اور ان کے پاس اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اس کے ساتھ ابو ھالۃ الاسدی نے شادی کی ان کے پاس اس سے ھند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اس کے بیٹے ھند بن ابی ھالہ کی بھی پرورش کی۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس بچے کے ساتھ حاملہ ہوئیں وہ عبداللہ بن محمد تھے اور وہی طیب اور طاہر ہے اور دوسرا بیٹا قاسم پیدا کیا۔بعض علماء نے کہا کہ یہ قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنیہ ابوالقاسم تھا۔اور لوگ یہ غلطی کرتے ہیں وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے قاسم،عبداللہ،طیب،طاہر۔جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو بیٹے اور چار بیٹیاں زینب،رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

جزائری کی اس عبارت پر تبصرہ:

جزائری نے اپنی اس عبارت میں اس بات کو تو غلط قرار دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے لیکن سیدہ خدیجہ سے چار بیٹیاں پیدا ہونے کو غلط نہیں کہا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کا ثبوت مسلمہ امور میں سے ہے۔

❶الانوار النعمانیة لنعمة الله الجزائری (متوفی ۱۱۱۲)ج۱ ص:۳۴۰ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

Scanned with CamScanner

۶-عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) سے:

وللسيد ابى القاسم العلوى الكوفى فى الاستغاثة فى بدع الثلاثة كلام طويل اصر فيه على ان زينب التى كانت تحت ابى العاص بن ربيع و رقية التى كانت تحت عثمان ليستا بنتيه بل ربيبتيه ولم يأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل كون رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل البعثة على دين الجاهلية بل كان فى زمن الجاهلية على دين يرتضيه الله تعالىٰ من غير دين الجاهلية وحينئذ فيكون محالا ان يزوج ابنته من كافر من غير ضرورة دعت الىٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم يأت بما يغنى عن تكلف النظر والثبوت وانه كبيت العنكبوت اما اولاً فلانه يشبه الاجتهاد فى قبال النصوص من الفريقين عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن ائمتنا عليهم السلام واما ثانياً ولانا وان كنا نسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن فى زمن الجاهلية على دين الجاهلية بل على دين يرتضيه الله تعالىٰ ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس مشرعا بل كل حكم كان ينزل عليه كان يلتزم به تمام الالتزام ولم يكن يخترع من قبل نفسه حكما والاحكام كانت تنزل تدريجا وعند تزويج زينب ورقية لم يكن الكفائة فى الايمان شرطا شرعا فزوج بنتيه من الرجلين تزويجا صحيحا شرعاً فى ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالىٰ قوله :وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا فرق بين ابى العاص وبين زينب ولو كانت الكفائة فى الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآية فما ذكره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة فى كون زينب ورقية اللتين تحت ابى العاص و عثمان مسلمتين كما لا شبهة فى كون تزويجهما من رسول الله صلى الله

Scanned with CamScanner

علیه وسلم وباذنه و اجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکار فما ذکره ساقط بلا شبهة ...... وانما الجأنا ...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ ھٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه❶

سید ابو القاسم علوی کوفی کی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ میں بنات رسول کے بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔ اس نے اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاھلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو تھکا یا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکا جو تسلی بخش ہو۔ اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگر چہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔ اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت

❶ تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

ایمان میں کفائت کا شرط شرعاً نہیں لگایا گیا تھا اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں]تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابو القاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

ثالثاً: اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ زینب اور رقیہ جو ابو العاص اور عثمان کے پاس تھیں وہ مسلمان تھیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا تو اب کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہوں یا ربیبہ ہوں یا خدیجہ کی ماں شریک بہن کی بیٹیاں ہوں ہوں اس لیے کہ جس علت کی بنیاد پر اس نے انکار کیا اس علت میں یہ سب شریک ہیں (مامقانی کہنا یہ چاہتا ہے کہ اگر کافروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیوں کا نکاح نہیں ہوسکتا تو پھر ربیبہ بیٹیوں کا بھی نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بھی تو مسلمان تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نکاح کو کافروں کے ساتھ کیسے برداشت کرتے) لہٰذا یہ جو ابو القاسم نے ذکر کیا وہ سب کچھ ساقط الاعتبار ہے اور ہم نے اس کے کلام کو یہاں مجبوراً نقل کیا تا کہ آپ کو اس کلام سے دھوکہ نہ ہو۔

۷- ابن شہر آشوب (متوفی ۵۸۸) سے:

أولاده: ولد من خديجة القاسم و عبد الله وهما: الطاهر و الطيب وأربع بنات: زينب، ورقية، وام كلثوم وهي آمنة، وفاطمة وهي ام أبيها[1]

سیدہ خدیجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد قاسم، عبد اللہ وہی طیب اور طاہر

[1] مناقب آل ابی طالب لابن شهر آشوب (متوفی ۵۸۸) ج ۱ ص: ص: ۱۳۷ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

Scanned with CamScanner

ہیں اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم جس کو آمنہ کہا جاتا ہے اور فاطمہ جو کہ آپ کے والد کی ماں تھی۔

۸-شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) سے:

درقرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایتشدہ است کہ از برای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب۔ (1)

قرب الاسناد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے طاہر، قاسم فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

۹-محمد ہاشم خراسانی (۱۳۵۲) سے:

از اصول کافی مستفاد میشود که آن بزرگوار از کہ خدیجه کبری سه پسر داشت وچهار دختر جناب قاسم وزینب ورقیه وام کلثوم که قبل از بعثت متولد شدند وجناب الطیب والطاهو وفاطمه زهراء که بعد از بعثت متولد شدند۔ (2)

اصول کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں جناب قاسم، زین، رقیہ ام کلثوم یہ لوگ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور جناب طیب، طاہر اور فاطمہ بعثت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

۱۰-علی خان شیرازی سے:

واولاده ستة ذكران وهما القاسم وابراهيم واربع بنات وهن فاطمة

(1) منتہی الامال للشیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۹) ص: ۱۴۸ ناشر انتشاررات علویون

(2) منتخب التواریخ لمحمد هاشم خراسانی (متوفی ۱۳۵۲) ص: ۲۷ ناشر کتابفروشی محمد حسن علمی تهران

Scanned with CamScanner

علیها السلام وزینب ورقیة وام کلهم من خدیجة علیها السلام الا ابراهیم❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد چھ عدد تھیں۔ دو بیٹے قاسم اور ابراہیم اور چار بیٹیاں فاطمہ، زینب رقیہ اور ام کلثوم اور یہ ساری کی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے تھیں سوائے ابراہیم کے۔

۱۱- روافض کے شہیدِ محراب عبدالحسین سے:

چوبیس سال اور ایک ماہ آپ نے حضور کے ساتھ زندگی گزاری اور حضور سے آپ کی نرینہ اولاد قاسم وعبداللہ تھے جو طیب وطاہر سے ملقب تھے اور ام کلثوم اور زینب اور رقیہ اور فاطمہ آپ کی بیٹیاں تھیں۔❷

۱۲- جعفر الهادی سے:

تزوج محمدخدیجة بنت خویلد...... ولقد رزق منها محمد بولدین توفیا فی الصغر واربع بنات باسم زینب ورقیة وام کلثوم و فاطمة❸

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ شادی کی اور اس سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں دیے گئے۔ ان دونوں بیٹوں کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ تھیں۔

۱۳- مرتضی عسکری سے:

عثمان از آن دسته مردانی است که در قبول اسلام سبقت جسته اند. رقیه دختر رسول خدا را بزنی گرفت...... وچون رقیه بدرود حیات گفت ام کلثوم دختر دیگر پیغبران را به عقد خود در آورد.❹

---

❶ ریاض السالکین لعلی خان الشیرازی (متوفی ۱۱۲۰) ج۱ ص: ۲۳۲ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ زندگانی صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا مترجم لاحمد علی ص: ۴۴۲ ناشر ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جھنگ پاکستان

❸ دروس من الثقافة الاسلامیة لجعفر الهادی ج۲ ص: ۱۴۶ ناشر مؤسسة انصاریان۔قم

❹ نقش عائشه در تاریخ اسلام لمرتضی عسکری فارسی مترجم ناشر مجمع علمی اسلامی

Scanned with CamScanner

عثمان ان مردوں کی جماعت میں سے ہے جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ سے شادی کی اس کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثوم کے ساتھ شادی کی۔

۱۴-جعفر کاشف الغطا سے:

وكان له من الاولاد ثمانية ولد :له من الخديجة قبل البعث القاسم،ورقية وزينب،وام كلثوم ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ سے نبوت سے پہلے قاسم، رقیہ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

۱۵-ڈاکٹر علی شریعتی سے:

سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی زینب......دوسری اولاد بھی لڑکی ہے رقیہ......تیسری پھر لڑکی پیدا ہوئی ام کلثوم......اس کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ......ماں (یعنی خدیجہ ضعیف ہو چکی ہے......کیا خدیجہ جو اپنی آخری عمر کی منزلوں سے نزدیک ہیں کسی اور بچے کی ماں بن سکے گی؟......مگر اس بار پھر بیٹی پیدا ہوتی ہے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے۔ ❷

۱۶-مولوی نقی علی سے:

جس وقت جناب رسول خدا نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا اس وقت اس جناب کا سن شریف درمیان بیس اور تیس کے تھا اور حضرت خدیجہ کا سن چالیس برس کا تھا پس پیدا ہوئے قبل نبوت کے قاسم ورقیہ وام کلثوم اور بعد نبوت کے طیب اور طاہر و جناب فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ❸

---

❶ العقائد الجعفرية لجعفر كاشف الغطا ص: ۲۵ ناشر مؤسسة انصاريان

❷ فاطمہ فاطمہ ہے لعلی شریعتی ص:۱۶۱-۱۶۲

❸ تذکرۃ المعصومین لمولوی علی نقی ص:۴۰ ناشر ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

Scanned with CamScanner

باب سابع

حضرت عثمان اور داماد رسول

حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائي وقد استسفروني بينك وبينهم ووالله ما أدري ما أقول لك؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلك على أمر لا تعرفه .إنك لتعلم ما نعلم .ما سبقناك إلى شء فنخبرك عنه، ولا خلونا بشئ فنبلغكه.وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا، وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا .وما ابن أبي قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منك، وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا. [1]

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اوران کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے

[1] نہج البلاغة لشریف رضا (المتوفی ٤٠٤)ص:٢٣٥ ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزیع القاهره

Scanned with CamScanner

دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابوبکر وعمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ قریب ہو...... اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل ہوئی ہے جو ابوبکر وعمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

۲-محمد باقر (متوفی ۱۰۰ اوبضع عشر سے:

فتزوج علی علیه السلام فاطمة علیهاالسلام،وتزوج أبو العاص بن ربیعة وهو من بنی امیة زینب وتزوج عثمان بن عفان أم کلثوم ولم یدخل بها حتی هلکت،وزوجه رسول الله صلی الله علیه و آله مکانها رقیة .ثم ولد لرسول الله صلی الله علیه و آله من أم إبراهیم إبراهیم وهی ماریة القبطیة، أهداها إلیه صاحب الاسکندریة مع البغلة الشهباء و أشیاء معها ❶

[محمد باقر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المؤمنین سے کیا اور زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی اُمیہ سے تھا اور اُم کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحمت الٰہی سے واصل ہوگئیں ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا اور حضرت کے دوسرے بیٹے ابرہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا اور دوسرے ہدیے بھی تھے۔ ❷

تنبیہ: روایت پر وارد ہونے والے اعتراضات وجوابات باب اول میں گذر چکے ہیں۔

---

❶ قرب الاسنادللشیخ أبی العباس عبد الله الحمیری من اعلام القرن الثالث ص:۹ ناشرمؤسسة آل البیت (علیهم السلام) لاحیاء التراث قم

❷ حیاۃ القلوب اردو ترجمہ بشارت حسین ج۲ص:۸۶۹ ناشرمجلس علمی اسلامی پاکستان

Scanned with CamScanner

۳۔جعفر صادق سے:

وتزوج علی ابن أبی طالب علیه السلام فاطمة علیها السلام، وتزوج أبو العاص بن الربیع وهو رجل من بنی امیة زینب،وتزوج عثمان بن عفان ام کلثوم فماتت ولم یدخل بها، فلما ساروا إلی بدر زوجه رسول الله صلی الله علیه و آله رقیة❶.

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی حضرت (یعنی جعفر صادق) سے روایت کی ہے کہ...... جناب فاطمہ کو آنحضرت نے امیر المؤمنین سے تزویج فرمایا زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے وہ بنی اُمیہ میں سے تھا اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان سے تزویج کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحلت کر گئیں پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے گئے تو رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا۔❷

تنبیہ: روایت پر وارد ہونے والے اعتراضات وجوابات باب اول میں گذر چکے ہیں۔

۴۔ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) سے:

.فاطمه را به حضرت امیر المؤمنین تزویج نمود وتزویج کردبه ابو العاص بن ربیعه که از بنی امیه بود زینب را ،وبه عثمان بن عفان ام کلثوم را وپیش ازآنکه به خانه او برود به رحمت الٰهی واصل شد وبعد از او حضرت رقیه را به او تزویج نمود.❸

([محمد باقر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) جناب فاطمہ کا

---

❶الخصال لشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ ج۲ ص: ٤٠٤ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة

❷ترجمہ از حیاۃ القلوب اردو بترجمۃ بشارت حسین ج ۲ ص: ۸٦۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❸حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج٤ ص:۱٥۰۳ ناشر انتشارات سرور—قم

Scanned with CamScanner

نکاح حضرت امیر المؤمنین سے کیا اور زینب کو ابوالعاص بن ربیعہ سے تزویج کیا جو بنی امیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جائیں رحمت الٰہی سے واصل ہوگئیں ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا اور حضرت کے دوسرے بیٹے ابراہیم مدینہ میں ماریہ قبطیہ سے متولد ہوئے جن کو بادشاہ اسکندریہ نے مع ایک اشہب ٹٹو کے حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا اور دوسرے ہدیے بھی تھے۔ ❶

۵- فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

وأما رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم...... وتزوجها...... بالمدينة عثمان بن عفان،فولدت له عبد الله...... واما ام كلثوم فتزوجها أيضا عثمان بعد أختها رقية وتوفيت عنده❷

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان نے شادی کی اور ام کلثوم کے ساتھ بھی رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان نے شادی کی۔

۶- شیخ عباس قمی (متوفی ۱۳۵۱) سے:

وتزويج نمود فاطمه را بحضرت امير المؤمنين عليه السلام وزينب را بابى العاص بن ربيع كه از بنى اميه بود وام كلثوم را بعثمان بن عفان وپيش ازآنكه بخانه عثمان برود برحمت الٰهى واصل شد وبعد از او رقيه باو تزويج نمود.❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اور زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا جو کہ بنو امیہ میں سے تھے۔ اور ام کلثوم کا نکاح حضرت

❶ حیاۃ القلوب اردو بترجمہ بشارت حسین ج ۲ ص: ۸۶۹ ناشر مجلس علمی اسلامی پاکستان

❷ اعلام الورى لفضل بن حسن الطبرسي (متوفى ٧٤٨) ص: ١٥٣ ناشر مؤسسة الاعلمي للمطبوعات

❸ منتهى الامال للشيخ عباس قمي (متوفى ١٣٥٩) ص: ١٤٠ ناشر انتشارات علويون

Scanned with CamScanner

عثمان سے کیا لیکن وہ حضرت عثمان کے گھر جانے سے پہلے ہی انتقال کر گئیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کا نکاح رقیہ کے ساتھ کیا۔

۷-محمد بن حسن طوسی (متوفی ۴۶۰) سے:

روی أن أمیر المؤمنین (علیه السلام) دخل بفاطمة بعد وفات اختهارقیة زوجة عثمان بستة عشر یوما❶

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ اس کی بہن رقیہ زوجہ عثمان کی وفات کے سولہ ۱۶ دن بعد رخصتی فرمائی۔

۸-محمد بن حسن الحر العاملی (متوفی ۱۱۰۴) سے:

روی أن أمیر المؤمنین (علیه السلام) دخل بفاطمة بعد وفات اختهارقیة زوجة عثمان بسبعة عشر یوما❷

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ اس کی بھن رقیہ زوجہ عثمان کی وفات کے سترہ دن بعد رخصتی فرمائی۔

۹-نعمۃ اللہ جزائری (متوفی ۱۱۱۲) سے:

ومنها المصاهرة ولم یکن لاحد من الخلق مصاهرة مثل ما کانت له واما عثمان وان شارکه فی کونه ختنا لرسول الله صلی الله علیه وسلم الا ان اشرف اولاد رسول الله صلی الله علیه وسلم هی فاطمة❸

---

❶امالی للشیخ محمد بن حسن طوسی (متوفی ٤٦٠)ص:٤٢ناشر مکتبة داوری قم ایران

❷وسائل الشیعة لمحمد بن الحسن الحر العاملی (متوفی ١١٠٤)ج٧ ص١٧٨؛ ناشر دار احیاء التراث العربی ❸الانوار النعمانیة لنعمة الله الجزائری (متوفی ١١١٢)ج١ ص:٥٢ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

Scanned with CamScanner

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ایک فضیلت ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دامادی کا شرف حاصل ہوا ہے جو مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں حاصل ہوا اور حضرت عثمان اگر چہ حضرت علی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی میں شریک ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے افضل فاطمہ ہے۔

جزائری کی عبارت پر تبصرہ:

اس عبارت میں جزائری نے اگر چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دامادی کو افضل قرار دیا یہ وجہ پیش کر کے، کہ سیدہ فاطمہ دیگر بنات رسول سے افضل ہیں لیکن باوجود اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو داماد رسول تسلیم کر لیا۔

۱۰- قاضی نور اللہ شوشتری (متوفی ۱۰۱۹) سے:

اگر نبی دختر به عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد❶

(نور اللہ شوستری کہتا ہے کہ جو جو حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے وہ وہ حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آئے یہاں تک کہ) اگر نبی نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تو حضرت علی نے بھی اپنی بیٹی عمر کو دے دی۔

۱۱- میرزا محمد تقی سپہر سے:

عثمان را درروزگار جاهلیت واسلام هشت زن بحباله نكاح در آمد ازیں جمله دو تن دختران رسول خدا صلی الله علیه وسلم بودند یکی رقیه وآن دیگر ام کلثوم❷

❶ مجالس المؤمنين لنور الله شوشترى (متوفى ١٠١٩) ج١ ص:٢٠٤ ناشر كتابفروشى اسلاميه تهران

❷ ناسخ التواريخ لميرزا محمد تقى سپهر ج٣ ص:٢٦٨ ناشر كتابفروشى اسلاميه تهران

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان کے نکاح میں زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کل آٹھ عورتیں آئیں جن میں سے دو بیویاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم تھیں۔

۱۲-محمد نقی المدرسی سے:

رقیة...... تـزوجهـا عثـمـان بـن عـفـان...... ام كلثوم...... وتزوجها بعد فراق عتيبةعثمان بن عفان[1]

رقیہ کے ساتھ عثمان نے شادی کی اور ام کلثوم کے ساتھ بھی عتیبہ کے بعد عثمان نے شادی کی۔

[1] فاطمة الزهرا قدوة واسوة لمهد نقی المدرسی ص:۱۶ ناشر رابطة الاخوة الاسلامية

Scanned with CamScanner

باب ثامن

منکرین کے کچھ شبہات اوران کے جوابات

شبہ:۱-

انٹرنیٹ پر ایک شیعہ بنات رسول کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے:

جب نبی کی شادی ہوئی تو اس وقت نبی کی عمر مبارک کتنی تھی.....شیعہ سنی تمام نے لکھا ،۲۵ سال کی عمر میں نبی کی شادی ہوئی......اب جنہوں نے چار بیٹیاں لکھی انہوں نے کہا نبی نبی بنے تھے ۴۰ سال کے بعد...... ۲۹ سال کی عمر تک نبی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ شیعوں نے بھی لکھا اور سنی سیرت نگاروں نے بھی لکھا۔ پہلا بیٹا پیدا ہوا چار سال کے بعد عمر مبارک تھی ۲۹ سال، بیٹے کا نام تھا قاسم جس کی وجہ سے مشہور ہوئے ابوالقاسم ۔اب جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا، ابن خلدون سے شبلی نعمانی شبلی نعمانی سے لیکر ڈاکٹر طاہر القادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ ،ابو العاص ۔اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال سے پہلے ہی شادی کر دی تھی۔اب ۲۵ سال کی عمر میں شادی اور چالیس سال کی عمر میں نبی۔ انہوں نے کہا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے شادیاں کر دی تھیں ۲۵ اور ۴۰ سال کے درمیان بچتے ہیں ۱۵ سال چار سال تک کوئی اولاد نہیں ۱۵ میں سے چار نکالو ۱۱ سال بچ گئے ۵ سال پہلے شادیاں کر دی تھیں ۱۱ میں سے ۵ نکال دو ۶ سال بچ گئے، کس بے غیرت مذہب میں ہے ۶ سال میں ۳ بیٹیاں پیدا بھی ہوگئیں جوان بھی ہوگئیں اور عقد بھی ہو گیا؟

جواب: قارئین کرام رافضی کا یہ کہنا (ابن خلدون سے شبلی نعمانی شبلی نعمانی سے لیکر

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر طاہر القادری تک سب نے لکھا اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد ۳ مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ، ابوالعاص) سرتاپا جھوٹ ہے۔ میں نے [تاریخ ابن خلدون] میں بسیار جستجو کے باوجود یہ بات کہیں نہیں پائی کہ ان لڑکیوں کا نکاح اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے ہوا بلکہ پوری کتاب میں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح کا ذکر تک نہیں البتہ ایک جگہ عتبہ کا صرف اتنا ذکر آتا ہے:

ومن عقب أبي لهب ابنه عتبة صحابي ❶

کہ ابولہب کے نسل میں سے اس کا بیٹا عتبہ صحابی ہے۔ لیکن ان دونوں بھائیوں کے شادی کا تذکرہ [تاریخ ابن خلدون] میں بسیار تلاش کے باوجود کہیں نہیں ملا لہذا یہ رافضی کا جھوٹ نمبر ایک ہے۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ شبلی نعمانی نے بھی یہی بات لکھی ہے یہ جھوٹ نمبر دو ہے۔ میں نے شبلی نعمانی کی کتاب [سیرۃ النبی] میں جب اس حوالے کی تحقیق کی تو مجھے اس کے خلاف بات نظر آئی وہ یہ کہ شبلی نعمانی صرف اتنا بتا رہے ہیں کہ کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ابوجہل کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے نبوت سے پہلے ہوا لہذا اس میں پانچ سال کا لفظ شیعہ نے اپنی فیکٹری سے بنایا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

(حضرت رقیہ) مشہور روایت یہ ہے کہ حضرت زینب کے بعد ۳۳ سنہ قبل از نبوت پیدا ہوئیں۔ پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے شادی ہوئی۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ شادی قبل نبوت ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا اظہار کیا تو ابولہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا" اگر تم محمد کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا سونا بیٹھنا حرام

❶ تاریخ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸) ج۲ ص:۳۹۳ ناشر دار الفکر بیروت

Scanned with CamScanner

ہے''۔دونوں فرزندوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ❶

رافضی اپنی اس تقریر (کس بے غیرت مذہب میں ہے ٦ سال میں ۳ بیٹیاں پیدا بھی ہوگئیں جوان بھی ہوگئیں اور عقد بھی ہوگیا؟) سے یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ سنیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان چھ سالہ عرصہ کے دوران یہ لڑکیاں جوان بھی ہوگئیں اور ان کی شادی بھی ہوگئی حالانکہ ان مذکورہ کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ وہ لڑکیاں جوان ہوگئیں اور ان کی جوانی کی حالت میں شادی ہوگئی اور رخصتی بھی ہوگئی یہ سراسر دھوکہ ہے۔

اگر بالفرض ان لڑکیوں کا نکاح نبوت سے پانچ سال پہلے بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں کیونکہ مطلب یہ ہوگا کہ ان ٦ سال کے دوران صغر کی حالت میں ان کی شادی یعنی نکاح ہوگیا تھا نہ کہ رخصتی۔ رخصتی نہ ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ:تَزَوَّجَهَا عُتْبَةُ بنُ أَبِي لَهَبٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ كَذَا قَالَ،وَصَوَابُهُ:قَبْلَ الهِجْرَةِ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ[تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ]قَالَ أَبُوْهُ:رَأْسِي مِنْ رَأْسِكَ حَرَامٌ،إِن لَمْ تُطَلِّقْ بِنْتَهُ .فَفَارَقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ ❷.

ابن سعد کہتے ہیں کہ رقیہ کے ساتھ عتبہ بن ابی لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے شادی کی تھی۔ ذہبی فرماتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد اور ہجرت سے پہلے شادی کی تھی۔ جب[تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ] نازل ہوئی تو اس کو ان کے والد نے کہا اگر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق نہیں دے گا تو میرا رہنا آپ کے ساتھ نہیں ہوگا تو اس نے رقیہ کو رخصتی سے پہلے طلاق دے دی تھی۔

❶ سیرت النبی لشبلی نعمانی ص:٦ ۴۴۳ ناشر ادارہ اسلامیات پبلشرز

❷ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ٧٤٨) ج٣ ص:٤٩٧ ناشر دار الحدیث القاهرہ

Scanned with CamScanner

وتزوج أم كلثوم ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم عتيبة بن عبد العزى أبي لهب فلم يبن بها حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم وكانت رقية ابنة النبي صلى الله عليه وسلم عند أخيه عتبة بن عبد العزى أبي لهب فلما أنزل الله تعالى تبت يدا أبي لهب قال أبو لهب لإبنيه عتيبة وعتبة رأسي من رأسيكما حرام إن لم تطلقا ابنتي محمد وسأل النبي صلى الله عليه وسلم عتبة طلاق رقية وسألته رقية ذلك فقال له أمه وهي حمالة الحطب طلقها يا بني فإنها قد صبت فطلقها وطلق عتيبة أم كلثوم❶

عبارت کا خلاصہ: ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عتیبہ بن ابی لہب نے شادی کی تھی اور رخصتی نہیں ہوئی تھی اپنے باپ کے مطالبے پر اس نے ام کلثوم کو طلاق دے دی۔

از کتب اہل تشیع

وام كلثوم تزوجها عتيبة بن أبي لهب وفارقها قبل الدخول، وتزوجها عثمان بعد رقية سنة ثلاث❷

ام کلثوم کے ساتھ عتیبہ بن ابی لہب نے شادی کی تھی اور اس کو قبل الدخول طلاق دے دی تھی اس کے بعد اس کے ساتھ سن ۳ ہجری میں عثمان نے شادی کی۔

رقیہ و گویند کہ او را عتبہ پسر ابولھب تزویج نمود در مکہ و پیش از دخول او را طلاق گفت۔❸

رقیہ کے ساتھ مکہ میں ابولہب کے بیٹے عتبہ نے شادی کی تھی اور دخول سے پہلے طلاق دی تھی۔

---

❶تاريخ دمشق لابن عساكر (متوفى ٥٧١) ج٣٨ ص: ٣٠٣ ناشر دار الفكر

❷بحار الانوار لملا باقر مجلسي (متوفى ١١١١) ج٢٢ ص: ١٦٧ ناشر دار احياء التراث العربي

❸حیاۃ القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴ ص: ۱۵۰۵ ناشر انتشارات سرور۔قم

Scanned with CamScanner

اب سوال یہ ہے کہ کیا ٦ سال کے دوران تین بچیوں کا پیدا ہونا محال ہے؟ ہر عاقل کہے گا ہرگز نہیں۔ کیا بچپن یعنی صغیرہ ہونے کی حالت میں صرف نکاح کا ہونا محال ہے؟ تو شیعہ سنی مذہب کو جاننے والا ہر شخص کہے گا کہ ہرگز محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ کیونکہ شیعہ سنی مذہب میں وضاحت موجود ہے کہ صغیرہ کا نکاح جائز ہے اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہے وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کے ساتھ ٦ سال کی عمر میں نکاح کیا جیسے کہ سنی وشیعہ کتب سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ا -عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ :تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا۔

فی هذه السنة تزوج رسول الله بعائشة وسوده، وكانت عائشةبنت ست سنين حينئذ ❷

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ اور سودہ کے ساتھ نکاح فرمایا اور عائشہ کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔

وعائشة بنت أبي بكر وهي ابنة سبع قبل الهجرة بسنتين،ويقال كانت ابنة ست ودخل بها بالمدينة في شوال وهي ابنة تسع ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ایک زوجہ عائشہ بنت ابی بکر تھیں نکاح

❶ صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ٢٥٦) ج٥ ص:٥٥ ناشر دار طوق النجاۃ ❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ١١١١) ج١٩ ص:٢٣ ناشر دار احیاء التراث العربی ❸ مناقب آل ابی طالب لابن شهر آشوب (متوفی ٥٨٨) ج١ ص:١٣٥ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

Scanned with CamScanner

کے وقت ان کی عمر ۷ سال بعضوں نے کہا ٦ سال تھی اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

۲—عن عبد الله بن الصلت قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الجارية الصغيرة يزوجها أبوها ألها أمر إذا بلغت؟ قال: لا ❶

عبداللہ بن صلت کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن یعنی موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ کیا اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کا نکاح صغیرہ ہونے کی حالت میں کردے تو کیا جب یہ بالغ ہوگی تو اس کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار رہوگا؟ تو موسیٰ کاظم نے کہا نہیں۔

۳—عن ابی عبيدة الحذاء قال: سألت ابا جعفر عليه السلام عن غلام وجارية زوجهما وليان لهما وهما غير مدركين فقال: النكاح جائز وأيهما ادرك كان له الخيار ❷

ابوعبیدہ الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے محمد باقر سے پوچھا کہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو ان کے ولیوں نے نکاح کرادیا جب کہ وہ نابالغ تھے تو محمد باقر نے کہا یہ نکاح جائز ہے البتہ ان دونوں میں سے جو بھی بالغ ہوگا تو اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار رہوگا۔

ان حوالجات سے معلوم ہوگیا کہ صغیرہ بچی کے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اگر اپنی بچیوں کا نکاح صغر کی حالت میں کرایا تو اس میں نہ کوئی اشکال کی بات ہے اور نہ کوئی بے غیرتی کی بات ہے۔ مزید آپ سے سوال ہے کہ کیا آپ کے ائمہ نے بھی صغیرہ کے نکاح کو جائز قرار دے کر بے غیرتی کی تعلیم دی ہے؟

رہی یہ بات کہ (اب بچے پوچھتے ہیں کہ نبی کی بیٹیاں اور مشرک کے گھر؟ تو مولوی کہتا ہے کیونکہ وہ اس وقت نبی نہیں بنے تھے نبی بنے چالیس سال بعد اس لیے چالیس سال

---

❶ الاستبصار لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج۳ ص: ۳۳٦ ناشر دار الکتب الاسلامیہ تہران بازار سلطانی ❷ تھذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج۷ ص: ۳۳۸ ناشر دار الکتب الاسلامیہ تہران بازار سلطانی

Scanned with CamScanner

سے پہلے ہی شادی کر دی تھی) تو شیعہ کا مولوی کی طرف سے یہ کمزور جواب نقل کرنا محض اپنا الو سیدھا کرنا ہے ورنہ مولوی کو ایسے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں مولوی کا جواب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی بیٹیاں کافروں کے نکاح میں دی تھیں یہ اس لیے کہ اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل نہیں ہوا تھا[وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا] جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین سے نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں] ہاں اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے ہی ابولہب کے بیٹوں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی (اس کا ثبوت آگے آئے گا) لیکن جب یہ حکم[وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا] آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیاں تفریق کر دی تھی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ یہی بات تسلیم کرتے ہوئے شیعہ رجال کا امام عبداللہ ماقانی لکھتا ہے:

ولانا وان كنا نسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن في زمن الجاهلية على دين الجاهلية بل على دين يرتضيه الله تعالىٰ ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس مشرعا بل كل حكم كان ينزل عليه كان يلتزم به تمام الالتزام ولم يكن يخترع من قبل نفسه حكما والاحكام كانت تنزل تدريجا وعند تزويج زينب ورقية لم يكن الكفائة في الايمان شرطا شرعا فزوج بنتيه من الرجلين تزويجا صحيحا شرعاً في ذالك الزمان ثم لما انزل الله تعالىٰ قوله :وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا فرق بين ابي العاص وبين زينب ولو كانت الكفائة في الاسلام شرطا قبل ذالك لما انزل الله سبحانه الآية فما ذكره لا وجه له واما ثالثاً فلانه لاشبهة في كون زينب ورقية اللتين تحت ابي العاص و عثمان مسلمتين كما لا شبهة في كون تزويجهما من رسول الله صلى الله عليه

Scanned with CamScanner

وسلم وباذنه واجازته فلا یفرق الحال بین ان تکونا بنتیه او ربیبتیه او بنتی اخت خدیجة من امها او غیر ذالک کاشتراک الجمیع فیما جعله علة للانکار فما ذکره ساقط بلا شبهة...... وانما الجأنا...... بنقل کلمات صاحب الاستغاثة وغیره الیٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت علیه❶

اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کی شرط شرعاً نہیں لگائی گئی تھی اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)[مشرکین سے نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں]تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابوالقاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا (جس نے لکھی چار بیٹیاں اب اس نے لکھا...... معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا اب یہ سنی تاریخ ہے عتبہ، عتیبہ، ابوالعاص) تو یہ غلط بیانی ہے کیونکہ جس طرح سینوں نے یہ بات (نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا) لکھی ہے تو اسی طرح شیعہ نے

❶ تنقیح المقال شیخ عبد اللہ ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

بھی یہی بات لکھی جیسے کہ ابھی ابھی مامقانی کے حوالے سے گذرا۔ اب اگر یہ بات کفر ہے تو سب سے پہلے آپ کو اپنے رجال کے امام عبداللہ مامقانی کو کافر کہنا پڑے گا۔ اگر اس کو کافر نہیں کہہ سکتے ہو تو اہل سنت پر یہ الزام (نقل کفر کفر نہ باشد نبی نے اپنی تین بیٹیوں کا عقد تین مشرکوں سے کیا تھا) کیوں لگاتے ہو۔

شبہ:۲-

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

رحمان نے پہلے قرآن پڑھایا پھر انسان کو خلق فرمایا اسے بیان سکھلایا تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حکم قرآن کے خلاف اپنی دختروں کا عقد کافروں سے کر دیں جیسے کہ قرآن مجید کے دوسرے پارے میں ہے [وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ] تم اپنی بیٹیوں کا نکاح مشرکوں سے نہ کرنا اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو بعثت سے قبل آپ کا کوئی ایسا عمل دکھا دے جو آنے والے قرآن کے خلاف ہو؟ اگر آپ قبل سے عالم قرآن نہ تھے تو خداوند عالم کیوں فرماتا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ] قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک وحی پوری نہ ہو جایا کرے اس لیے کہ ابھی جبرائیل پوری وحی نہ کر پاتے تھے اس سے قبل آپ قرآن پڑھ جایا کرتے تھے؟ (1)

جواب: اولاً: تو مرزا نے اپنے جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کے ترجمہ کو بدل ڈالا وہ اس طرح کہ ترجمہ کیا (رحمان نے پہلے قرآن پڑھایا پھر انسان کو خلق فرمایا) یہ ترجمہ یہ تأثر دینے کے لیے کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بعد میں ہوئی ہے اور اللہ نے قرآن پہلے سکھایا ہے۔ حالانکہ پہلے قرآن پڑھانے اور پھر انسان کو پیدا کرنے کا ترجمہ سنی تو کیا بلکہ کسی شیعہ مترجم نے بھی نہیں کیا۔ شیعہ تراجم ملاحظہ فرمائیں:

(1) الجول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۶۰-۶۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

۱-ترجمہ: بڑا مہربان (خدا) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی، اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ ❶

۲-ترجمہ: خدائے رحمٰن نے قرآن سکھایا اس نے انسان کو پیدا کیا ❷

۳-ترجمہ: (خدائے) رحمٰن نے قرآن (مجید) تعلیم فرمایا اسی لیے انسان کو پیدا کیا ❸

ان تراجم میں سے کسی بھی ترجمہ میں علم کا پہلے سکھانا اور پیدائش کا بعد میں ہونا معلوم نہیں ہو رہا صرف مرزا نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے ترجمہ بدل ڈالا۔

نیز اس ترجمہ سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اس آیت کریمہ میں انسان سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتا ہے جبکہ ان کے امام علی رضا کہتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

حدثنی ابی عن الحسین بن خالد عن ابی الحسن الرضا علیه السلام فی قوله :الرحمن علم القرآن قال علیه السلام :الله علم محمدا القرآن،قلت خلق الانسان ؟ قال ذلک امیر المؤمنین علیه السلام ❹

علی رضا نے فرمایا کہ [**خلق الانسان**] سے مراد امیر المؤمنین ہے۔

لہٰذا مرزا نے انسان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لے کر اپنے امام کی مخالفت کی ہے۔ اور امام کی مخالفت رافضی مذہب میں کفر ہے۔

بحرحال مرزا کی اس تقریر سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے پہلے ہی احکام قرآنیہ سے واقف تھے اور جب قرآن میں مؤمنہ کے نکاح کو مشرک کے ساتھ ناجائز قرار دیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں ابولہب

---

❶ ترجمہ فرمان علی ص:۸۴۷ ناشر عمران کمپنی لاہور ❷ القرآن المبین لامداد حسین کاظمی ص:۶۹۰ ناشر حمایت اہل بیت لاہور ❸ ترجمہ مقبول لمقبول احمد دہلوی ص:۶۳۶ ناشر نظامی پریس بک ڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ❹ تفسیر القمی لعلی بن ابراهیم القمی (متوفی ۳۰۹) ج ۲ ص:۳۴۳ ناشر مؤسسة دار الکتاب للطباعة والنشر قم

کے لڑکوں کے نکاح میں کیسے دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی مخالف کیسے کی؟ جبکہ یہ بات (یعنی نزول قرآن سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام قرآنیہ جانتے تھے) قرآن کریم اور شیعہ کے ائمہ معصومین اور شیعہ مفسرین کی تشریح کے خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

[مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ] (سورہ شوری آیت نمبر ۵۲)

۱- اسی طرح ہم نے اپنے حکم روح (قرآن) تمہاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی تم تو نہ کتاب ہی کو جانتے تھے کہ کیا ہے اور نہ ایمان کو۔ ❶

۲- اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے روح (الامین) کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا (جس کے پہلے) تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ (تعلیم) ایمان کیا چیز ہے۔ ❷

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے نزول سے پہلے تمام احکام قرآنیہ سے واقف نہ تھے لہٰذا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے پہلے ہی قرآن کے تمام احکام جانتے تھے یہ بات خود قرآنی ارشاد کے خلاف ہے۔

نیز یہ بات امام جعفر صادق کی بات کے بھی خلاف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن أبی حمزة قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن العلم، أهو علم یتعلمه العالم من أفواه الرجال أم فی الکتاب عندکم تقرؤنه فتعلمون منه؟ قال: الامر أعظم من ذلک وأوجب، أما سمعت قول الله عزوجل ": وکذلک أوحینا إلیک روحا من أمرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا

❶ ترجمہ فرمان علی ص: ۷۷۹ ناشر عمران کمپنی لاہور

❷ ترجمہ مقبول المقبول احمد دہلوی ص: ۵۸۵ ناشر نظامی پریس بک ڈپو وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

Scanned with CamScanner

الایمان ثم قال:أی شئ یقول أصحابکم فی هذہ الآیة أیقرون أنه کان فی حال لا یدری ما الکتاب و لا الایمان؟ فقلت :لا أدری جعلت فداک ما یقولون، فقال (لی):بلی قد کان فی حال لا یدری ماالکتاب و لا الایمان حتی بعث الله تعالی الروح التی ذکر فی الکتاب،فلما أوحاها إلیه علم بها العلم و الفهم وهی الروح التی یعطیهاالله تعالی من شاء فإذا أعطاها عبدا علمه الفهم❶

عبارت کا خلاصہ:ابوحمزہ سے جعفر صادق نے کہا کہ لوگ اس آیت کریمہ [ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان] سے کیا مراد لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زمانہ گذرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان اور قرآن نہیں جانتے تھے؟ تو ابوحمزہ نے کہا حضرت مجھے معلوم نہیں کہ لوگ کیا مراد لیتے ہیں؟ تو جعفر صادق نے فرمایا جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زمانہ گذرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اور ایمان نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روح نازل فرمائی جس کا ذکر قرآن میں ہے تو جب اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی تو آپ نے قرآن کا علم وفہم جان لیا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے سے پہلے احکام قرآنی نہیں جانتے تھے۔

نیز یہ بات شیعہ مفسرین کی تشریح کے بھی خلاف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

۱۔محمد حسین طباطبائی سے:

وقوله :(ما کنت تدری ما الکتاب و لاالایمان)قد تقدم أن الآیة

---

❶اصول من الکافی لابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی (متوفی ۳۲۹)ج۱ ص:۲۷٤
ناشر دار الکتب الاسلامیه طهران

مسوقة لبيان ان ما عنده صلى الله عليه و آله و سلم الذی يدعو إليه إنما هو من عند الله سبحانه لا من قبله نفسه و إنما أوتی ما أوتی من ذلک بالوحی بعد النبوة فالمراد بعدم درايته بالكتاب عدم علمه بما فيه من تفاصيل المعارف الاعتقاديةو الشرائع العملية فإن ذلک هو الذی اوتی العلم به بعد النبوةو الوحی❶

اللہ پاک کے اس فرمان[ما کنت تدری ما الکتاب و لاالایمان]کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس بات کو بیان کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ دین اللہ پاک کی طرف سے نازل ہوا ہے اس نے یہ دین اپنی طرف سے نہیں بنایا ہے۔جو بھی دینی احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے ہیں تو وہ وحی کے ذریعے نبوت کے بعد دیے گئے ہیں لہٰذا کتاب کو نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں بیان کئے ہوئے اعتقادِ تفصیلیہ اور احکام شرعیہ نہیں جانتے تھے ان کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے بعد عطا کیا گیا۔

طباطبائی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا علم نبوت کے بعد عطا کیا گیا لہٰذا پیدائش سے پہلے احکام قرآنیہ سے واقف نہیں تھے۔

۲-فضل بن حسن طبرسی (متوفی ۵۴۸) سے:

(ما كنت تدری)يا محمد قبل الوحی (ماالكتاب و لا الإيمان)أی :ما القرآن و لاالشرائع،ومعالم الإيمان وقيل معناه و لا أهل الإيمان أی: من الذی يؤمن، و من الذی لا يؤمن.وهذا من باب حذف المضاف❷

---

❶تفسير الميزان لمحمد حسين الطباطبائی ج ۱۸ ص:۷۵ ناشر جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية فی قم المقدسة ❷مجمع البيان لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ۵٤۸)ج۵ ص:٤۸ ناشر احياء الكتب الاسلاميه ايران قم

Scanned with CamScanner

عبارت کا خلاصہ: آیت کا مطلب یہ ہے اے محمد وحی سے پہلے آپ قرآن اوراحکام شرعیہ اور تفاصیل ایمان نہیں جانتے تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ ایمان نہیں جانتے تھے یعنی ایمان والوں کو نہیں جانتے تھے۔

طبرسی کی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے پہلے احکام قرآنیہ نہیں جانتے تھے۔

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ (اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو بعثت سے قبل آپ کا کوئی ایسا عمل دکھادے جو آنے والے قرآن کے خلاف ہو؟) تو جواباً عرض ہے کہ ایسا عمل موجود ہے ملاحظہ فرمائیں: جب غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹے عذر پیش کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد میں نہ جانے کی اجازت دے دی تو اس موقع پر اللہ پاک نے قرآن نازل فرمایا[عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَکَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْکَاذِبِينَ]اے نبی آپ نے ان کو کیوں اجازت دے دی؟ اگر آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو آپ کے لیے سچے اور جھوٹے ظاہر ہو جاتے (لیکن اب ظاہر نہیں ہوئے) بحرحال ہم نے ایک عمل کی مثال دے کر آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔

نیز نکاح کے جواز کے لیے جس طرح شوہر کا مؤمن ہونا ضروری ہے اسی طرح بیوی کا بھی مؤمن ہونا ضروری ہے اب آپ خود ہی غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اصل سے مؤمن ہیں لیکن سیدہ خدیجہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بعد مؤمنہ بنتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ساتھ اس کے اسلام لانے سے پہلے ہی نکاح کر دیا تھا اب اگر بقول آپ کے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹیوں کا کفار کے ساتھ نکاح کروانا مخالفت قرآن ہے تو خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ خدیجہ سے نکاح کرنا بھی قرآن کی مخالفت ہوگی اور پھر ایسے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کا بھی کیا حکم ہوگا؟

Scanned with CamScanner

اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا (اگر آپ قبل سے عالم قرآن نہ تھے تو خداوند عالم کیوں فرماتا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُه] "قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک وحی پوری نہ ہو جایا کرے اس لیے کہ ابھی جبرائیل پوری وحی نہ کر پاتے تھے اس سے قبل آپ قرآن پڑھ جایا کرتے تھے؟) تو یہ مرزا کی سینہ زوری ہے۔ یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کی وحی پوری کرنے سے پہلے یعنی جبرائیل کے پڑھنے سے پہلے ہی پڑھ لیتے تھے یہ غلط بیانی ہے کیونکہ بات دراصل اس طرح ہے کہ جب جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشے کے بنیاد پر کہ میں بعد میں بھول نہ جاؤں جبرائیل کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا [وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُه] آپ اس اندیشے کے بنیاد پر جلدی سے کام نہ لیں کیونکہ [إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ] اس قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ سے بیان کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

از کتب اہل سنت

سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: (لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ) :يَخْشَى أَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ، (إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ) وَقُرْآنَهُ، أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ، أَنْ تَقْرَأَهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ) يَقُولُ: أُنْزِلَ عَلَيْهِ: (فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ) أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ [1]

عبارت کا مفہوم: ابن عباس فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن

[1] صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵٦) جج٦ ص:۱٦۳ ناشر دار طوق النجاۃ

Scanned with CamScanner

نازل کیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ یہ قرآن کا حصہ نکل نہ جائے یعنی بھول نہ جائے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ اپنی زبان کو حرکت مت دیں اس قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ کی زبان سے بیان کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔

از کتب اہل تشیع

فصل :فأما قوله تعالى :(ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه)ففيه وجهان غير ما ذكره أبو جعفر وعول فيه على حديث شاذ:أحدهما :أن الله تعالى نهاه عن التسرع إلى تأويل القرآن قبل الوحي إليه به، وإن كان في الامكان من جهة اللغة ما قالوه على مذهب أهل اللسان والوجه الاخر أن جبرئيل على السلام كان يوحي إليه بالقرآن فيتلوه معه[1]

اللہ پاک کے اس فرمان [ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه] کے تفسیر میں دو قول ہیں ایک یہ کہ جب تک آپ کو قرآنی آیت کے معنی وحی نہ کی جائے تو آپ اس آیت کے تفسیر بیان کرنے میں جلدی نہ کریں۔دوسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جبرائیل علیہ السلام قرآن وحی کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پڑھتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا قرآن میں جلدی نہ کریں۔

[ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى إليک وحيه]فيه وجوه أحدها :إن معناه لا تعجل بتلاوته قبل أن يفرغ جبرائيل عليه السلام من إبلاغه فإنه صلى الله عليه وآله وسلم، كان يقرأ معه،ويعجل بتلاوته مخافة

[1] تصحيح اعتقادات الامامية للشيخ مفيد محمد بن محمد بن النعمان(متوفى ٤١٣)ص:١٢٥ ناشر

Scanned with CamScanner

نسیانه أی تفهم ما یوحی إلیک إلی أن یفرغ الملک من قراء ته،ولا تقرأ معه، ثم اقرأ بعد فراغه منه وهذاکقوله (لا تحرک به لسانک لتعجل به❶

[ولا تعجل بالقرآن من قبل أن یقضی إلیک وحیه] اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے جب جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ پڑھتے تھے اس اندیشے کی وجہ سے کہ آپ بھول نہ جائیں تو اللہ پاک نے فرمایا کہ آپ جبرائیل کے ساتھ نہ پڑھیں بلکہ اس کے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں۔

قارئین کرام بہر حال مرزا کا یہ اشکال (یعنی پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حکم قرآن کے خلاف اپنی دختروں کا عقد کافروں سے کردیں جیسے کہ قرآن مجید کے دوسرے پارے میں ہے[وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ]تم اپنی بیٹیوں کا نکاح مشرکوں سے نہ کرنا)بقول شیعہ محقق مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ شیعہ رجال کا امام عبداللہ مامقانی (متوفی ۱۳۵۱) کہتا ہے:

وللسید ابی القاسم العلوی الکوفی فی الاستغاثة فی بدع الثلاثة کلام طویل اصر فیه علی ان زینب التی کانت تحت ابی العاص بن ربیع و رقیة التی کانت تحت عثمان لیستا بنتیه بل ربیبتیه ولم یأت الا بما زعمه برهانا حاصله عدم تعقل کون رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل البعثة علی دین الجاهلیة بل کان فی زمن الجاهلیة علی دین یرتضیه الله تعالیٰ من غیر دین الجاهلیة وحینئذ فیکون محالا ان یزوج ابنته من کافر من غیر ضرورة دعت الیٰ ذالک...... وهو وان اتعب نفسه الا انه لم یأت بما یغنی

❶مجمع البیان لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفی ۵۴۸) ج۴ ص:۴۴ ناشر احیاء الکتب الاسلامیه ایران قم

Scanned with CamScanner

عن تكلف النظر و الثبوت و انه كبيت العنكبوت اما او لاً فلانه يشبه الاجتهاد في قبال النصوص من الفريقين عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن ائمتنا عليهم السلام و اما ثانياً و لانا و ان كنا نسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن في زمن الجاهلية على دين الجاهلية بل على دين يرتضيه الله تعالىٰ ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس مشرعا بل كل حكم كان ينزل عليه كان يلتزم به تمام الالتزام ولم يكن يخترع من قبل نفسه حكما و الاحكام كانت تنزل تدريجا وعند تزويج زينب ورقية لم يكن الكفائة في الايمان شرطا شرعا فزوج بنتيه من الرجلين تزويجا صحيحا شرعاً في ذالک الزمان ثم لما انزل الله تعالىٰ قوله [وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا]فرق بين ابى العاص وبين زينب ولو كانت الكفائة في الاسلام شرطا قبل ذالک لما انزل الله سبحانه الآية فما ذكره لا وجه له و اما ثالثاً فلانه لاشبهة في كون زينب ورقية اللتين تحت ابى العاص و عثمان مسلمتين كما لا شبهة في كون تزويجهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم و باذنه و اجازته فلا يفرق الحال بين ان تكونا بنتيه او ربيبتيه او بنتى اخت خديجة من امها او غير ذالک كاشتراک الجميع فيما جعله علة للانكار فما ذكره ساقط بلا شبهة ...... و انما الجأنا ...... بنقل كلمات صاحب الاستغاثة وغيره الىٰ هٰذا الاجمال لان لا تغتر بذالک المقال ان عثرت عليه❶

سید ابو القاسم علوی کوفی کی کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثۃ میں بنات رسول کے

---

❶تنقیح المقال شیخ عبد اللہ ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱)ج۳ ص: ۷۹ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

بارے میں طویل کلام ہے اس نے اپنی اس کتاب میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ زینب اور رقیہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹیاں تھیں۔ اس نے اس بات پر اپنے گمان میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ اللہ کے رسول زمانہ جاہلیت میں بغیر کسی عذر کے اپنی بیٹیوں کا نکاح کافروں کے ساتھ کریں؟ (مامقانی کہتا ہے) اس نے یہ دلیل پیش کر کے اپنے آپ کو تھکایا ضرور ہے لیکن کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکا جو تسلی بخش ہو۔ اس کی یہ دلیل مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔

اولاً: اس لیے کہ ایسی باتیں کرنا ان نصوص کے خلاف ہیں جو فریقین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ائمہ سے ثابت ہیں۔

ثانیاً: اگرچہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ پاک کے پسندیدہ دین پر تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ اکٹھے نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ اللہ کے رسول پر جب بھی کوئی حکم شرعی نازل ہوتا تو آپ اس پر عمل کرتے جاتے اپنی طرف سے کوئی حکم شرعی نہیں بناتے تھے۔ اور زینب و رقیہ کی شادی کے وقت ایمان میں کفائت کی شرط شرعاً نہیں لگائی گئی تھی اس لیے اللہ کے رسول نے ان دونوں کا نکاح دونوں آدمیوں سے شرعاً صحیح کیا۔ پھر جب اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) [مشرکین کو نکاح مت کراؤ یہاں تک کہ وہ لوگ ایمان لے آئیں] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص اور زینب کے درمیان تفریق کردی۔ اگر اسلام میں اس سے پہلے کفائت شرط ہوتی تو اللہ پاک یہ آیت نازل نہ کرتے لہٰذا ابوالقاسم نے جو وجہ بیان کی وہ وجہ، وجہ ہی نہیں ہے۔

نیز شیعہ مفسر محمد حسین طباطبائی بھی ابتدائے اسلام میں کفار کے ساتھ نکاح کو جائز بتاتے ہیں: ملاحظہ فرمائیں:

Scanned with CamScanner

وأما کونهم کفارا وبناته مسلمات ولا یجوز إنکاح المسلمة من الکافر فلیس من المعلوم أن ذلک من شریعة إبراهیم حتی یتبعه لوط علیهما السلام فمن الجائز أن یکون تزویج المؤمنة بالکافر جائزا فی شرعه کما أنه کان جائزا فی صدر الاسلام،وقد زوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم بنته من ابی العاص بن الربیع وهو کافر قبل الهجرة ثم نسخ ذلک❶.

رہا یہ سوال کہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مسلمان تھیں اور وہ لوگ کافر تھے اور مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتھ ناجائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں یہ نکاح جائز تھا یا نہیں کہ لوط علیہ السلام پر اس کی پیروی واجب ہو۔پس یہ ممکن ہے کہ یہ نکاح لوط علیہ لسلام کی شریعت میں جائز ہو جیسے کہ ابتداء اسلام میں بھی مؤمنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اس کی مثال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح ابوالعاص سے کرایا تھا حالانکہ وہ ہجرت سے پہلے کافر تھا بعد میں یہ منسوخ ہوگیا۔

شبہ:۳۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء اہل الجنۃ کا خطاب دیتے ہیں تو خاتون جنت کو،[بضعة منی]فرماتے ہیں تو خاتون جنت کوالخ (یوں سیدہ فاطمہ کے فضائل نقل کرتے کرتے لکھتا ہے) ہم نے خاتون جنت کی چند خصوصیات کی فہرست پیش کردی ہے......اگر واقعاً آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں زینب،رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ زہرا علیہا السلام تو پھر کیا

❶تفسیر المیزان لمحمد حسین الطباطبائی ج۱۰ ص:۳۳۹ ناشر منشورات جماعة المدرسین فی الحوزة العلمیة فی قم المقدسة

Scanned with CamScanner

وجہ ہے کہ سب سے چھوٹی شہزادی کے یہ خصوصیات یہ کمالات یہ کرامات یہ عظمت یہ عزت و احترام یہ انتہا یہ انجام کہ زنان عالم میں ان کی مثال نہیں ملتی حضرت مریم وآسیہ وحوا وخدیجہ بھی یہ منزلت حاصل نہ کرسکیں باقی تین بیٹیاں جوسن میں ان سے بزرگ بھی تھیں وہ یکسر ہر شرف اور فضیلت سے اس طرح محروم رہیں کہ نہ ان کی سیرت پر کسی نے قلم اٹھایا نہ ان کے مراتب ودرجات کسی کو معلوم نہ ان کے فضائل ومناقب کا کسی کتاب میں ذکر اور نہ قرآن مقدس میں ان کی عظمت وشان کا تذکرہ نہ رسول اسلام کی زبان پر ان کی مدح نہ کتب حدیث میں ان کے مدارج کا بیان......تو یہ فرق بلحاظ عمر یہ ترجیح مرجوح علی الراجح بلکہ ترجیح بلا مرجح کیوں روا رکھی گئی؟......تعجب ہے کہ وہ رسول جو اخلاق کا مجسمہ انصاف کا پیکر عدل کی جیتی جاگتی تصویر تھے وہ اپنی چھوٹی دختر کی شان میں تو احادیث کے اس طرح دریا بہا دیں کہ اگر آج کتب اہل اسلام سے منتخب کر کے جمع کرلیا جائے تو ان کا بار اونٹ نہ اٹھا سکے......کیا وہ رسول جو [وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیمٍ] کا مصداق ہو کیا اس سے یہ نا انصافی اپنی اولاد کے حق میں ہوسکتی ہے اور جو اپنے گھر میں انصاف نہ کر سکے وہ کائنات کو عدل وانصاف کا کیا درس دے گا۔؟ (1)

جواب: اولاً: فضیلت کا جہاں تک تعلق ہے تو فضیلت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے جس کے لیے جتنی فضیلت چاہے اسے عطا کردے [ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ] بہر حال اللہ پاک نے سیدہ فاطمہ کو دیگر بنات رسول کے بنسبت زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔اب یہ سوال اس سوال کی طرح ہوگا کہ کوئی کہے کہ اللہ پاک تو انصاف والے ہیں تمام کے تمام انبیاء اللہ پاک کے نبی ہیں تو اللہ نے انبیاء کے شان میں برابری کیوں نہیں فرمائی یہ تو اللہ پاک کے انصاف کے خلاف ہے؟ تو یقیناً یہ بے ہودہ سوال ہوگا جس کا جواب ہر عام وخاص

(1) الجتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص:۵۴-۵۶ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

یہی دیگا[ذَلِکَ فَضۡلُ اللَّهِ یُؤۡتِیهِ مَنۡ یَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ]

ثانیاً: فضیلت کا معدوم ہونا کسی کے عدم وجود کی دلیل نہیں جیسے کہ ابوطالب کے بیٹوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد فضیلت بیان فرمائی ہے جبکہ عقیل بن ابی طالب بھی ابو طالب کے بیٹے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مؤمن ہیں لیکن اس کی فضیلت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں فرمایا تو کیا اس سے یہ ثابت ہوگا کہ عقیل ابوطالب کا بیٹا نہیں؟ نیز یہاں بھی یہی اعتراض کرو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل ابی طالب میں انصاف نہیں کیا؟ تو یہاں پر بھی وہی جواب آئے گا[ذَلِکَ فَضۡلُ اللَّهِ یُؤۡتِیهِ مَنۡ یَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کی فضیلت کے بنسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے تو کیا کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل ابی طالب میں انصاف نہیں کیا؟ یا کیا کہو گے کہ جعفر بن ابی طالب ابو طالب کا بیٹا ہی نہیں تھا؟ ایسے بے ہودہ اعتراض کو ہمارا دور سے سلام۔

ثالثاً: سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

یا معشر الناس ألا أدلكم علی خیر الناس خالا و خالة؟قالوا:بلی یا رسول الله.قال:الحسن و الحسین،فإن خالهما القاسم بن رسول الله وخالتهما زینب بنت رسول الله[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو کیا میں آپ کو ایسا شخص نہ بتاؤں جس کا ماموں اور خالہ تمام لوگوں کے ماموں اور خالہ سے بہتر ہیں؟ لوگوں نے کہاں جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین یہ وہ لوگ ہیں جن کا ماموں تمام لوگوں کے

[1] امالی للشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱)ص:۵۲۳ ناشر۳۱۸ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات

ماموں سے بہتر ہے اوران کی خالہ تمام لوگوں کی خالاؤں سے بہتر ہے۔اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کی خالہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شیعہ مصنف عبداللہ مامقانی اقرار کرتا ہے:

ویکفی فی جلالتها قول رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معاشر الناس الا اخبرکم بخیر الناس خالا وخالة قالو بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین خالهما القاسم وخالتهما زینب بنت رسول الله❶

زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے جو آپ نے فرمایا: اے لوگو کیا میں آپ کو ایسا شخص نہ بتاؤں جس کا ماموں اور خالہ تمام لوگوں کے ماموں اور خالاؤں سے بہتر ہیں؟ لوگوں نے کہاں جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین یہ وہ لوگ ہیں جن کا ماموں تمام لوگوں کے ماموں سے بہتر ہے اوران کی خالہ تمام لوگوں کی خالاؤں سے بہتر ہے۔اس لیے کہ ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کی خالہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

نیز حضرت رقیہ اورام کلثوم کی فضیلت ائمہ کے زبان پر جاری ہوئی ہے: ملاحظہ فرمائیں:

(عن عبد صالح علیه السلام)...... اللهم صل علی فاطمة بنت نبیک محمد علیه وآله السلام والعن من آذی نبیک فیها...... اللهم صل علی رقیة بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها،اللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من آذی نبیک فیها❷

---

❶تنقیح المقال شیخ عبد الله ابن محمدحسن المامقانی (المتوفی ١٣٥١)ج٣ ص: ٧٩ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران ❷تهذیب الاحکام لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠)ج٣ ص: ١٢٠ ناشر دار الکتب الاسلامیة طهران

Scanned with CamScanner

امام نے کہا کہ رمضان کی دعا میں یوں بھی کہو اے اللہ فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور جو کوئی ان بنات رسول کے بارے میں آپ کے نبی کو ایذا ئے تو اس پر لعنت فرما۔

اور شیعہ مصنف عبداللہ مامقانی بھی اقرار کرتا ہے:

ویمکن استفادة منزلتها وفضلها وجلالتها ورود ذكرها في دعاء شهر رمضان بقوله عليه السلام اللهم صلى على ام كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها❶

رمضان کی دعا میں ذکر کی وجہ سے ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور جلیل القدر ہونے پر استدلال کرنا ممکن ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ ان کی کوئی فضیلت مروی نہیں یہ جہالت ہے۔

رہی یہ بات (نہ ان کی سیرت پر کسی نے قلم اٹھایا) تو یہ بھی غلط بات ہے کیونکہ حضرت مولانا محمد نافع جھنگوی رحمہ اللہ نے بنات اربعہ کی سیرت پر کتاب لکھی ہے [بنات اربعہ] نیز عبداللہ فارانی نامی مصنف نے کتاب لکھی ہے [امہات المؤمنین مع بنات اربعہ] تو یہ کہنا کہ کسی نے بھی ان کی سیرت پر قلم نہیں اٹھایا محض ناواقفیت ہے۔

رہی یہ بات (نہ ان کے مراتب و درجات کسی کو معلوم) تو یہ بھی غلط ہے ہمیں ان بنات رسول کے مراتب و درجات اور فضائل معلوم ہیں جو ہم نے اوپر نقل کیے ہیں۔

رہی یہ بات (نہ ان کے فضائل و مناقب کا کسی کتاب میں ذکر) تو جواباً عرض ہے کہ ابھی ابھی ہم کتب شیعہ سے ان کے فضائل لکھ چکے ہیں تو یہ کہنا کہ ان کے فضائل کا ذکر کسی کتاب میں نہیں یہ اندھا پن ہے۔

---

❶ تنقیح المقال للشیخ عبد الله بن محمدحسن المامقانی (المتوفی ۱۳۵۱) ج۳ ص: ۷٤ من فصل النساء ناشر دار المجتبی ایران

Scanned with CamScanner

رہی یہ بات (نہ قرآن مقدس میں ان کی عظمت وشان کا تذکرہ) تو جواباً آپ سے سوال ہے کہ کیا کسی بھی شخصیت کا وجود اس بات پر موقوف ہے کہ اس کی عظمت کا ذکر قرآن میں ہو؟ تو آپ بتائیے کہ جعفر بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب کی عظمت کا ذکر قرآن کی کس آیت میں ہے؟ جب ان حضرات کی عظمت کا بیان اگرچہ قرآن کی کسی آیت میں موجود نہیں ہے پھر بھی ان کا ابن ابی طالب ہونا برحق ہے اسی طرح اگرچہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم کی عظمت کا ذکر قرآن میں نہ ہو تو پھر بھی ان کا بنات رسول ہونا برحق ہے۔

شبہ: ۴۔

مرزا یوسف حسین لکھتا ہے:

[وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ] ڈراؤ اپنے زیادہ قریبوں کو نازل ہوئی تو رسول اسلام نے فرمایا اے بنی عبد مناف میں تم کو خدا سے غنی نہیں کر سکتا اے عباس میں تم کو خدا سے بے پرواہ نہیں کر سکتا اے میری پھوپھی صفیہ میں آپ کو خدا سے مستغنی نہیں کر سکتا جو مال چاہے مجھ سے طلب کر لو مگر میں تم کو خدا سے غنی نہیں کر سکتا (صحیح البخاری ص: ۲۰۷) ان آیات کا خصوصاً اقربین سے تعلق ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبوں سے اور بیٹیوں سے زیادہ قریبی کون ہو سکتا ہے؟ صفیہ پھوپھی اور عباس چچا ہیں ان کا نام بھی اقربین میں آ گیا مگر ان بنات کا کہیں ذکر نہیں جنہیں بنات رسول کہا جاتا ہے۔ [1]

جواب: اس موقع پر کسی رشتہ دار کو نہ بلانا اس کے رشتہ دار نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ حضرت حمزہ اور ابو طالب کے حقیقی چچا ہونے کا انکار لازم آئے گا۔ کیونکہ یہاں پر بھی آپ جیسا سائل سوال کر سکتا ہے کہ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو بلایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ اور ابو طالب کو نہیں بلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ اور ابو طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہی نہیں ہیں یا حقیقی

[1] البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۶۱-۶۲ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

چچا نہیں۔تو یقیناً ایسے استدلال کو تو آپ بھی غلط کہو گے تو اسی طرح میں بھی آپ کے اس استدلال کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور دیگر بنات کو نہیں بلایا اس سے معلوم ہوا کہ وہ بنات رسول نہیں ہیں) باطل کہتا ہوں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ کو بلایا جبکہ اس کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ پھوپھیاں اور تھیں مجموعی طور پر چھ ہوئیں۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

وكانت عماته(صلى الله عليه وآله) ستا من امهات شتى، وهن اميمة وام حكيمة،وبرة، وعاتكة، وصفية، وأروى [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔امیمۃ ،وام حکیمۃ ،وبرۃ، وعاتکۃ، وصفیۃ، واُروی۔

تو ان تما پھوپھیوں کا انکار لازم آئے گا کیونکہ یہاں پر بھی آپ جیسا سائل سوال کرسکتا ہے کہ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ کو بلایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاتکہ وغیرہ کو نہیں بلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عاتکہ وغیرہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھیاں نہیں تو یہاں جو جواب آپ کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔

مزید آپ سے سوال ہے کیا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی اقربین میں شامل تھے یا نہیں؟ اگر کہتے ہو کہ نہیں تو حضرت علی کی فضیلت کے منکر کہلاؤ گے اور اگر کہتے ہو جی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اقربین میں داخل تھے تو میں بھی یہی پوچھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام رشتہ داروں کو بلایا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہیں بلایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار نہیں تھے تو آپ اس اعتراض کے

[1] بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۴۳ ص:۲۶۱ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

بارے میں کیا کہو گے؟ یقیناً آپ بھی یہی کہو گے کہ اس موقع پر کسی کو نہ بلانا اس کے اقرب ہونے کو مانع نہیں ہے اسی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ بنات کو نہ بلانا ان کے بنات رسول ہونے کو مانع نہیں ہے۔

شبہ: ۵-

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: حضرت عثمان ربیبہ بیٹیوں سے معمولی تعلق دامادی کا رکھتا ہے یعنی بیٹیوں کی نسبت بھی مجازی ہے اور داماد بھی مجازی۔ ❶

کہنا یہ چاہتا ہے کہ یہ تین بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات تھیں جو سیدہ خدیجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شوہر ابو ھالہ تمیمی سے پیدا ہوئی تھیں لہذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں؟

جواب: شیعہ سنی اکثر کتب متفق ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو ابو ھالہ تمیمی سے کوئی لڑکی ہی پیدا نہیں ہوئی تھی صرف ایک لڑکا ھند کے نام سے پیدا ہوا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیب بنا تو جب رقیہ، زینب اور ام کلثوم ابو ھالہ سے پیدا ہی نہیں ہوئیں تو پھر بھی ان کو ربیبہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-وَتَزَوَّجَتْ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَبْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ، الأول منهم عتيق ابن عَائِدِ بْنِ مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ جَارِيَةً فَهِيَ أُمُّ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ بَعْدَ عَتِيقِ بْنِ عَائِدٍ، أَبُو هَالَةَ التَّمِيمِيُّ، وَهُوَ مِنْ بَنِي أُسَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ هِنْدَ بْنِ أَبِي هَالَةَ، وتُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ بِمَكَّةَ❷

سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۴ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❷ دلائل النبوة لاحمد بن الحسين البيهقي (متوفى ٤٥٨) ج٧ ص:٢٨٣ ناشر دار الكتب العلمية

اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ھالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ھالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ھند بن ابی ھالہ اور حضرت خدیجہ مکہ میں انتقال کر گئیں۔

۲–قَالَ الزُّهْرِيُّ:وَقَدْ كَانَتْ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ تَزَوَّجَتْ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلَيْنِ الْأَوَّلُ مِنْهُمَا عَتِيقُ بْنُ عَائِذِ بْنِ مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ مِنْهُ جَارِيَةً وَهِيَ أُمُّ .مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، وَالثَّانِي أَبُو هَالَةَ التَّمِيمِيُّ فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْد بن هِنْدٍ❶

زہری کہتے ہیں سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ھالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ھالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ھند

۳–وتزوجت خديجة صلوات الله عليها قبل رسول الله صلى الله عليه وآله رجلين يقال لاحدهما عتيق بن عائذ بن عبد الله بن عمر بن مخزوم، وولدت له بنتا يقال لها هند .ثم توفى عنها .فخلف عليها أبوهالة بن النباش بن زرارة بن وقدان بن حبيب بن سلامة بن عدى بن حرزة بن أسيد بن عمرو بن تميم، فولدت له ؟ ؟ يقال له هند❷

سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا

❶السيرة النبوية لابن كثير (متوفى ٧٧٤)ج٤ ص:٥٨٢)ناشر دار المعرفة

❷السقيفة وفدك لابى بكر أحمد بن عبد العزيز الجوهرى البصرى البغدادى(المتوفى ٣٢٣)ص:٣٠ناشر شركة الكتبى للطباعة والنشر بيروت -لبنان

Scanned with CamScanner

تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ہالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند۔

۴-أول امرأة تزوجها رسول الله(صلى الله عليه و آله)خديجة بنت خويلد بن أسد ابن عبد العزى بن قصي، تزوجها وهو ابن خمس وعشرين سنة، وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومي، فولدت له جارية، ثم تزوجهاأبو هالة الاسدى فولدت له هند بن ابى هالة،ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وربى ابنها هندا❶.

سب سے پہلے جس عورت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی وہ خدیجہ ہے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی ۔سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ہالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ابی ہالہ پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اس کے بیٹے ھند کو اپنا ربیب بنایا۔

۵-أول امرأة تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم خديجة بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصي، تزوجها وهو ابن خمس وعشرين سنة، وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومي فولدت له جارية، ثم تزوج أبو هالةالأسدى فولدت له هند بن أبى هالة،ثم تزوجها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم وربى ابنها هندا❷

---

❶بحار الانوار لملا باقر مجلسي (متوفي ١١١١)ج ٢٢ ص:٢٠٠ ناشر مؤسسة الوفاء بيروت -لبنان ❷اعلام الورى لفضل بن حسن طبرسي (متوفي ٥٤٨) ص:٢٧٤ ناشر مؤسسة ال البيت عليهم السلام لاحياء التراث

Scanned with CamScanner

سب سے پہلے جس عورت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی وہ خدیجہ ہے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی۔ سیدہ خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو آدمیوں سے نکاح کیا تھا پہلے اس نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جس سے اس کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کو ام محمد کہا جاتا تھا اس کے بعد سیدہ خدیجہ نے ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کیا اور ابو ہالہ تمیمی سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام تھا ھند بن ابی ہالہ پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اس کے بیٹے ھند کو اپنا ربیب بنایا۔

۶ —وکانت خديجة قبل النبی عند عتيق بن عامر المخزومی، وولدت لـه حـارثة، ومـات عـنهـا بـمـكة، وتـزوجهـا بـعده أبو هالةزرارة بن ساس الاسدی، ومات عنها بمكة وولدت له هند بن أبی هالة❶

سیدہ خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عتیق بن عامر المخزومی کے پاس تھی اور سیدہ خدیجہ کو اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا حارثہ پھر اس کا مکہ میں انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے ساتھ ابو ہالہ نے شادی کی اور سیدہ خدیجہ کو اس سے ھند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔

۷—كانت خديجة بنت خويلد قبل النبی صلی الله عليه و آله تحت أبی هـالة فـولـدت له هندا ثم تزوجهارسول الله صلی الله عليه و آله وهند بن أبی هالة غلام صغير فتبناه النبی صلی الله عليه و آله ، ثم ولدت خديجة من رسول الله صلی الله عليه و آله القاسم والطاهر وزينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة❷

سیدہ خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھی اس کو اس سے

❶ شرح الأخبار فی فضائل الأئمة الأطهار للقاضی أبی حنيفة النعمان بن محمد التميمی المغربی (المتوفی ٣٦٣) ج٢ ص: ١٥ مؤسسة النشر الاسلامی التابعه لجماعة المدرسين بقم المشرفة ❷ شرح نهج البلاغه لابن ابی الحديد (متوفی ٦٥٦) ج٢ ص: ١٣٢–١٣٣ ناشر دار احياء الكتب العربية

Scanned with CamScanner

ھند پیدا ہوا پھر اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اس حال میں کہ ھند چھوٹا بچہ تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ رخصتی فرمائی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قاسم، طاہر، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ کو پیدا کیا۔

شبہ:۶-

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے: (اسماعیل نے) تفسیر کبیر ج ۸ ص: ۴۲۷ مطبوعہ مصر سے یہ عبارت پڑھی: [وَرُوِیَ: أَنَّهَا نَزَلَتْ حِینَ صَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی وَلَدِ خَدِیجَةَ] کہ یہ آیت (یتیم کو نہ جھڑک) اس وقت نازل ہوئی جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب خدیجہ کے پچھلے بچوں کو سخت آواز سے ڈانٹا تو آواز آئی اے میرے حبیب: ان یتیموں کو نہ جھڑک۔ مبلغ اعظم (یعنی اسماعیل) نے فرمایا جناب تونسوی صاحب جناب خدیجہ کے وہ کونسے بچے اور بچیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یتیم فرمایا ہے۔ یتیم تو وہ بچہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہوا گر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ تھے تو یتیم کیسے؟ اگر یتیم تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ کیسے؟ ❶

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: [فَأَمَّا الْیَتِیمَ فَلا تَقْهَرْ] وَرُوِیَ :أَنَّهَا نَزَلَتْ حِینَ صَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی وَلَدِ خَدِیجَةَ

ترجمہ یتیم پر قہر نہ کرو۔ روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی کریم نے اولاد خدیجہ کو جھڑک دی اور بلند آواز سے بلایا۔...... زینب ورقیہ اور ام کلثوم ہی مذکورہ روایت میں مراد ہیں ورنہ ان کے علاوہ اور کوئی اولاد خدیجہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اور مذکورہ لڑکیوں کو حضور نے جب جھڑک دی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یتیم پر قہر مت کریں۔ اگر یہ لڑکیاں حضور کی صلبی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ ان کو حضور کی زندگی میں یتیم نہ کہتا کیونکہ یتیم وہ ہے جس کا باپ مرجائے اور ان لڑکیوں کے باپ اگر خود رسول اللہ تھے تو وہ تو زندہ تھے پس یہ

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۳۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

لڑکیاں یتیم کیسے بن گئیں؟ ❶

جواب: اولاً یہ قول نقلا وعقلا ضعیف و کمزور ہے نقلا اس لیے کہ یہ قول بے سند ہے اور دین میں بے سند قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ دوسری بات یہ کہ روی صیغہ تمریض ہے یہ صیغہ خود اس قول کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے۔ جیسے کہ اسماعیل شیعہ ایک روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: شافی کی روایت میں لفظ روی صیغہ ماضی مجہول ہے جو اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ❷

اور عقلا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ سے یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی یتیم کو جھڑک دیں۔ وہ ذات جو لوگوں کو یتیم پر شفقت کا درس دیں اور اپنے پاس پرورش پانے والی یتیم بچیوں کو جھڑک دیں یہ عقلا محال ہے۔

نیز ہم ماقبل میں شیعہ سنی کتب سے ثابت کر چکے ہیں کہ سیدہ خدیجہ کو پہلے شوہر سے ایک لڑکی اور دوسرے شوہر سے ایک لڑکا ھند پیدا ہوا تھا اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیب بنا۔ ملاحظہ فرمائیں:

هـنـد بن أبي هالة ربيب رسول الله صلى الله عليه و آله و امه خديجة رضى الله عنه زوج النبي و اخته لامه فاطمةصلوات الله عليها ❸

ھند بن ابی ہالہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے اور سیدہ خدیجہ کے بیٹے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی ماں شریک بہن تھیں۔

تو اگر یہ روایت بالفرض صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اس روایت میں خدیجہ کی اولاد سے مراد یہی ھند بن ابی ہالہ ہو سکتا ہے۔ بنات اربعہ ہرگز نہیں۔ لہٰذا نجفی صاحب کا یہ قول

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص: ۲۰۸-۲۰۹ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۶۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❸ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج ۱۹ ص: ۵۸ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

(زینب ورقیہ اورام کلثوم ہی مذکورہ روایت میں مراد ہیں) باطل ہے۔

شبہ:۷-

ناصر حسین نجفی لکھتا ہے:

اس کے بعد مبلغ اعظم (مولوی اسماعیل) نے اہل سنت والجماعت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری سے ان بیٹیوں کا ربیبہ ہونا بھی دکھلایا چنانچہ اہل سنت کی مستند کتاب تفسیر نیشاپوری علی حاشیہ تفسیر ابن جریر ص:۹ جلد پنجم [وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي] کے تحت [كما تقول :بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة] پڑھا کہ قرآن مجید میں ربیبہ بیٹیوں کا جو ذکر آیا ہے وہ ایسی ہوتی ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں جناب خدیجۃ الکبری سے تھیں۔ ❶

(یہی بات تفسیر کبیر میں بھی لکھی ہے)

اصلی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

أما اشتراط الدخول بأمها فلقوله :مِنْ نِسائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ وهو متعلق بربائبكم كما تقول :بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم من خديجة❷

ثُمَّ يَقُولُ :وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ بكلمة من هاهنا ابْتِدَاءَ الْغَايَةِ كَمَا يَقُولُ :بَنَاتُ الرَّسُولِ مِنْ خَدِيجَةَ❸

---

❶ فتوحات الشیعہ لمولوی اسماعیل ص:۳۵ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❷ غرائب القرآن لحسن بن محمد النيسابوري (متوفى ۸۵۰)ج۲ ص:۳۸۷ ناشر دار الكتب العلمية❸التفسير الكبير لفخر الدين الرازي (متوفى ٦٠٦)ج١٠ ص:٢٨ ناشر دار احياء التراث العربي

Scanned with CamScanner

جواب: اسماعیل کا ان مفسرین کی اس عبارت کا یہ مطلب بیان کرنا[توجیہ القول بما لا یرضی به القائل] کے قبیل میں سے ہے۔(یعنی مصنف کی عبارت کا ایسا مطلب بیان کرنا ہے جس پر خود مصنف ہی راضی نہیں ہے) کا مصداق ہے۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اپنی اپنی صریح عبارات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں بتاتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

وعن ابن عباس أن الآية نزلت في الأنبياء وهب لشعيب ولوط أناثا ولإبراهيم عليه السلام ذكورا، ولمحمد صلى الله عليه وسلم ذكورا وهم القاسم والطاهر وعبد الله وإبراهيم، وإناثا هن فاطمة وزينب ورقية وأم كلثوم❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ [لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ] کے بارے میں مروی ہے کہ یہ آیت انبیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے شعیب اور لوط علیہما السلام کو بیٹیاں عطا کی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے عطا کیے گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹے اور بیٹے قاسم و طاہر و عبد اللہ اور ابراہیم اور بیٹیاں فاطمہ و زینب و رقیہ اور ام کلثوم عطا کی گئیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ إِناثاً يُرِيدُ لُوطًا وَشُعَيْبًا عَلَيْهِمَا السلام لم يكن لهما إلا النبات وَيَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ الذُّكُورَ يُرِيدُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا الذُّكُورُ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْراناً وَإِناثاً يُرِيدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنِينَ أَرْبَعَةٌ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَإِبْرَاهِيمُ، وَمِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعَةٌ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ❷

---

❶غرائب القرآن لحسن بن محمد النيسابوری (متوفی ۸۵۰)ج٦ ص:۸۱ ناشر دار الکتب العمیة ❷التفسیر الکبیر لفخر الدین الرازی (متوفی ٦۰٦)ج۲۷ ص:٦۱۰ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

ابن عباس کہتے ہیں [يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا] سے اللہ پاک کی مراد لوط اور شعیب علیہ السلام ہیں کیونکہ ان حضرات کی صرف بیٹیاں تھیں۔ اور [وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ] سے اللہ پاک کی مراد ابراہیم علیہ السلام ہے کیونکہ اس کے صرف بیٹے تھے۔ اور [أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا] سے اللہ پاک کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے قاسم و طاہر و عبداللہ اور ابراہیم تھے اور چار بیٹیاں تھیں زینب و رقیہ و ام کلثوم اور فاطمہ۔

اور جہاں تک تعلق ہے ان عبارات کا تو ان دونوں مفسرین نے ربیبہ کی وضاحت کے لیے یہ مثال علی الفرض والتقدیر پیش کی ہے یہ مقصود نہیں ہے کہ واقعۃً حضرت خدیجہ کی بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبات تھیں۔ کیونکہ مثال کا واقع کے مطابق ہونا ضروری نہیں جیسے کہ مثلاً زید کی حقیقیت میں ایک ہی بیوی ہے لیکن کوئی شخص یہ مسئلہ سمجھانے کے لیے کہ اگر ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اس کی پہلی بیوی سے ایک بیٹا ہے اور دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے کیا یہ لڑکا اس کی دوسری بیوی کی اس لڑکی سے جو اس کو پہلے شوہر سے ہے ان کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ کر سکتا ہے۔ جیسے کہ زید کی دو بیویاں ہیں پہلی بیوی سے اس کا ایک لڑکا ہے اور دوسری بیوی کی پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے تو زید کا یہ بیٹا اس کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

اب اس مثال سے کوئی اسماعیل جیسا مناظر استدلال کر کے کہے کہ معلوم ہو گیا کہ زید کی دو بیویاں ہیں تو یقیناً ایسے استدلال کو ہر عاقل شخص باطل ہی کہے گا چنانچہ یہ استدلال بھی ایسا ہی ہے۔

شبہ: ۸-

مرزا یوسف لکھتا ہے:

Scanned with CamScanner

وہ ہالہ خواہر خدیجہ کی لڑکیاں تھیں اور چونکہ اس گھر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر) میں پرورش پائی اس لیے وہ دختران رسول کہی گئیں؟

کہنا یہ چاہتا ہے کہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم یہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کی بیٹیاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔

جواب: شیعہ وسنی کتب متفق ہیں کہ سیدہ زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا تھا اور شیعہ وسنی کتب اس پر بھی متفق ہیں کہ ابوالعاص ہالہ بنت خویلد یعنی سیدہ خدیجہ کی بہن کا لڑکا تھا تو کیا ابوالعاص نے اپنی بہن سے نکاح کیا؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب ..... شرم تم کو مگر نہیں آتی

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ اس کا ثبوت حاضر ہے:

۱ -أم أبی العاص هالة بِنتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ❶

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

كَانَتْ أُمُّ أَبِي الْعَاصِ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتَ خَدِيجَةَ❷

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جو سیدہ خدیجہ کی بہن تھی۔

وأم أبی العاص هالة بنت خويلد بن أسد أخت خديجة بينت خويلد لأبيها وأمها❸

ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جو سیدہ خدیجہ کی بہن تھی۔

۱ -وأم أبی العاص هالة بنت خويلد، فخديجة خالته❹

---

❶الطبقات الكبرى لمحمد بن سعد (متوفى ۲۳۰) ج۸ ص: ۲۵ ناشر دار الكتب العلميه

❷معرفة الصحابة لابی نعيم الاصبهانی (متوفى ۴۳۰) ج٦ ص: ۳۱۹۴ ناشر دار الوطن الرياض

❸مختصر تاريخ دمشق لابن المنظور (متوفى ۷۱۱) ج۱۸ ص: ۱۰۱ ناشر دار الفكر

❹ اعلام الورى باعلام الهدى لفضل بن الحسن الطبرسی (متوفى ۵۴۸) ص: ۲۷٦ ناشر مؤسسة ال البيت عليهم السلام لاحياء التراث

Scanned with CamScanner

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی جو حضرت خدیجہ ان کی خالہ تھیں۔

۲-(أبو العاص)ابن الربیع القرشی اسمه لقیط أو مهشم أوهشیم زوج زینب بنت النبی صلی الله علیه و آله امه هالة بنت خویلد اخت خدیجة رضی الله عنها ❶

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی جو حضرت خدیجہ کی بہن تھی۔

۳-وام أبی العاص هالة بنت خویلد، فخدیجة خالته ❷

ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھی پس خدیجہ اس کی خالہ ہوئی۔

شبہ:۹-

اسماعیل کہتا ہے: لیجیے حضور تونسوی صاحب: مباہلہ میں صرف فاطمہ آئی باقی کوئی بیٹی نہ داخل ہوئی وجہ بتلایئے؟ ❸

کہنا یہ چاہتا ہے کہ: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو ان کو نصاری کے ساتھ مباھلہ کے موقع پر بلاتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر سیدہ فاطمہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں بلایا تو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔

جواب: مباھلہ کا واقعہ سن ۹ ہجری میں پیش آیا ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

وفی الیوم الرابع و العشرین من ذی الحجة من سنة (تسع من الهجرة

❶ الکنی والالقاب لعباس قمی (متوفی ۱۳۵۹)ج۲ ص:۱۵۶ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم

❷ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج ۲۲ ص:۲۰۱ ناشر دار احیاء التراث العربی

❸ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۸ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

Scanned with CamScanner

باهل رسول الله صلی الله علیه و آله بعلی و الحسن و الحسین و فاطمة علیهم السلام نصاری نجران ❶

سن ۹ ہجری ۲۴ ذی الحجۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن وحسین کو لے کر نصاری کے ساتھ مباہلہ فرمایا۔

جبکہ ان بنات رسول کا سن ۹ ہجری سے پہلے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وتزوج رُقَيَّةُ بِنتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قبل المبعث فولدت له عبد الله، وبه كان يكنى، وبابنه عمرو فتوفيت بعد بدر بليال ❷

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال غزوہ بدر کے دوراتیں بعد یعنی سن ۲ ہجری ہوا۔

زَيْنَبُ هَذِهِ كَانَتْ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَكْبَرَ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ الهِجْرَةِ ❸

سیدہ زینب کا انتقال سن ۸ ہجری میں ہوا۔

أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت تحت عتبة بن أبى لهب، فمات قبل أن يدخل بها، وتزوجها عثمان بن عفان بعد رقية، وتوفيت لثمان سنين وشهر وعشرة أيام، بعد مقدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة ❹

سیدہ ام کلثوم کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ۸ سال ایک مہینہ دس دن بعد ہوا۔

---

❶ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ۹۵ ص: ۱۹۷ ناشر مؤسسة الوفاء بیروت - لبنان ❷ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۲ ص: ۴۴۹ ناشر دار الحدیث القاهره ❸ سیر اعلام النبلاء للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج ۳ ص: ۲۰۳ ناشر دار الحدیث القاهره ❹ معرفة الصحابة لابن منده (المتوفی ۳۹۵) ص: ۹۳۰ ناشر مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة

Scanned with CamScanner

جہاں تک تعلق ہے شیعہ کتب کا تو اختصاراً دو حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

۱-ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

زینب در مدینه در سال هفتم هجرت وبه روایتی سال هشتم به رحمت ایزدی واصل شد...... رقیه در مدینه به رحمت ایزدی واصل شد در هنگامی که جنگ بدر رو داد...... ام کلثوم واورا نیز عثمان بعد از رقیه تزویج نمود وگویند که در سال هفتم هجرت برحمت ایزدی واصل شد. ❶

عبارت کا خلاصہ: حضرت زینب کا انتقال سن ۷ ہجری میں ہوا اور ایک روایت کے مطابق ۸ ہجری میں ہوا۔ اور رقیہ کا انتقال غزوہ بدر کے موقع پر (یعنی سن ۲ ہجری) میں ہوا اور ام کلثوم کا انتقال سن ۷ ہجری میں ہوا ہے۔

۲-مرزا یوسف حسین ایک مقام پر اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے لکھتا ہے:

اور رقیہ نے سن ۲ ہجری میں انتقال کیا اور زینب نے سن ۷ ہجری میں وفات پائی اور ام کلثوم نے سن ۸ ہجری میں انتقال کیا۔ ❷

لیکن بالفرض اگر وہ زندہ بھی ہوتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں بلایا تو زیادہ سے زیادہ اس میں سیدہ فاطمہ کی فضیلت معلوم ہوگی بقیہ بیٹیوں کا عدم وجود ثابت نہیں ہوگا۔ اگر عدم موجودگی سے مطلقاً عدم وجود پر استدلال کیا جائے تو ام کلثوم بنت علی وفاطمہ اور زینب بنت علی وفاطمہ کے وجود کا بھی انکار کرنا پڑے گا یعنی یہی اعتراض ہوگا کہ علی وفاطمہ کی اولاد میں سے حسن وحسین کو بلایا اور ام کلثوم بنت علی وفاطمہ اور زینب بنت علی وفاطمہ کو نہیں بلایا تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ام کلثوم اور زینب، علی وفاطمہ کی بیٹیاں نہیں

❶حیاة القلوب لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج ٤ ص: ١٥٠٥ ناشر کتابخانه ملی ایران قم

❷ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف حسین ص: ۱۲۱ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

ہیں۔تو جس طرح ام کلثوم بنت علی اور زینب بنت علی کے وجود کا انکار باطل ہے اسی طرح زینب رقیہ اورام کلثوم کے وجود کا انکار بھی باطل ہے۔

شبہ:۱۰-

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: چھ ماہ آیت تطہیر کی تلاوت بر دروازہ سیدہ فاطمۃ الزھرا

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ :حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ :أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الفَجْرِ يَقُولُ :الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ البَيْتِ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترمذی شریف ص: ۱۷۵ جلد۲ تسیر ابن کثیر ۴۸۵ جلد۳ میں ۱۶ حدیثیں ہیں کہ ان کی اولاد اور ان کے شوہر اور اس کے سوا کوئی داخل نہ تھا۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پورے چھ مہینے جب نماز فجر کے لیے نکلتے تو دروازہ فاطمۃ الزھرا پر گذرتے ہوئے فرماتے:[الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ البَيْتِ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ]تو پورے چھ ماہ دروازہ سیدہ پر یہ آیت تلاوت ہوئی اور کسی بیٹی کے دروازہ پر نہ ہوئی؟ ❶

کہنا یہ چاہتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو ان کو آیت تطہیر کے موقع پر اپنی چادر میں داخل کرتے۔اور ان کے دروازہ پر یہ آیت پڑھتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں داخل نہیں کیا اور ان کے دروازہ پر یہ آیت نہیں پڑھی تو اس سے معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہیں تھی؟

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۳۷ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

Scanned with CamScanner

جواب: چھ ماہ دروازہ پر پڑھنے والی روایت ضعیف ہے۔کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی علی بن زید ہے اور یہ ضعیف وشیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ، وَأَبُو حَاتِمٍ :لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ، وَغَيْرُهُ :لاَ يُحْتَجُّ بِهِ .وَقَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ :لاَ أَحْتَجُّ بِهِ؛ لِسُوْءِ حِفْظِهِ .وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ : صَدُوْقٌ، وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يُلَيِّنُهُ...... وَقَالَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ :أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بنُ زَيْدٍ وَكَانَ يَقْلِبُ الأَحَادِيْثَ .وَقَالَ الفَلاَّسُ :كَانَ يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ يَتَّقِيْهِ .وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ :ضَعِيْفٌ.وَرَوَى: عَبَّاسٌ،عَنْ يَحْيَى :لَيْسَ بِشَيْءٍ ...... وَقَالَ العِجْلِيُّ :كَانَ يَتَشَيَّعُ، لَيْسَ بِالقَوِيِّ.وَقَالَ الفَسَوِيُّ :اخْتُلِطَ فِي كِبَرِهِ .وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ :لاَ يَزَالُ عِنْدِي فِيْهِ لِيْنٌ.قُلْتُ :قَدِ اسْتَوْفَيْتُ أَخْبَارَهُ فِي (المِيْزَانِ)وَغَيْرِهِ، وَلَهُ عَجَائِبُ وَمَنَاكِيْرُ. (1)

ابوزرعہ اور ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے، امام بخاری اور دیگر حضرات کہتے ہیں اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، ابن خزیمہ کہتے ہیں میں اس سے اس کے حافظہ کے برے ہونے کی وجہ سے احتجاج نہیں کرتا، ترمذی نے کہا یہ سچا ہے، سفیان بن عیینہ اس کو لین الحدیث قرار دیتے تھے، حماد بن زید کہتے ہیں کہ یہ اسناد کو الٹا کرتے تھے اور یحیی بن سعید اس سے بچنے کی کوشش کرتے تھے، امام احمد بن حنبل نے کہا یہ ضعیف ہے اور ایک موقع پر فرمایا یہ کچھ بھی نہیں، اور امام عجلی نے کہا یہ شیعہ تھا اور قوی نہیں تھا اور فسوی نے کہا کہ یہ آخری عمر میں مختلط ہوگیا تھا اور دارقطنی نے کہا یہ ہمیشہ میرے نزدیک لین الحدیث رہا، ذہبی فرماتے ہیں میں نے میزان الاعتدال میں اس کی تمام روایات نقل کردی ہیں اس کی روایات عجیب اور منکر ہیں۔ نیز حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

علی ابن زید ابن عبد الله ابن زهير ابن عبد الله ابن جدعان التيمي

(1) سير أعلام النبلاء لىذهبي (المتوفى ٧٤٨هـ) ج٥ ص ٥١٠، ناشر دار الحديث القاهرة

Scanned with CamScanner

البصری أصله حجازی وهو المعروف بعلی ابن زید ابن جدعان ینسب أبوہ إلی جد جدہ ضعیف من الرابعة❶

رہا آیت تطہیر کے موقع پر چادر میں داخل ہونا تو یہ ایک خاص فضیلت تھی اور یہ فضیلت فی علم اللہ بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سیدہ فاطمہ کو حاصل ہونی تھی اس لیے داخل نہیں فرمایا لہذا ان کا چادر میں داخل نہ ہونا ان کے عدم وجود کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چادر میں عدم وجود سے مطلقاً عدم وجود پر استدلال کیا جائے پھر تو زینب بنت علی اور ام کلثوم بنت علی کے وجود کا انکار کرنا پڑے گا کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد صرف حسن اور حسین تھی کیونکہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور اولاد موجود ہوتی تو اللہ کے رسول ان کو بھی چادر میں داخل کرتے تو یقیناً ایسے استدلال کو شیعہ بھی باطل کہیں گے اسی طرح ہم بھی شیعہ کے اس استدلال کو باطل کہتے ہیں۔

رہا یہ سوال: کیا ام کلثوم بنت علی اور زینب بنت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھیں تو اس کا جواب ہے جی ہاں۔ اس کا ثبوت کتب شیعہ سے حاضر ہے:

والذی یترجح عندنا هو ان ولادة زینب کانت فی الخامسة من الهجرة❷

ہمارے ہاں راجح یہی ہے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت سن ۵ ہجری میں ہوئی ہے۔

(ام کلثوم بنت علی رضی اللہ) آپ کی ولادت ۵ ہجری میں ہوئی۔❸

شبہ: ۱۱-

اسماعیل شیعہ لکھتا ہے:

❶ تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ص: ۴۰۱ ناشر دار الرشید سوریا

❷ حیاة السیدة زینب لشیخ جعفر النقدی ص: ۲۲ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت

❸ افسانہ عقد ام کلثوم لعبد الکریم مشتاق ص: ۷۵ ناشر رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

Scanned with CamScanner

[قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ] اے میرے حبیب ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اجر مزدوری نہیں مانگتا مگر محبت ہے قریبوں میں۔

أخرج أَحْمد وَالطَّبَرَانِيّ وَابْن أبي حَاتِم وَالْحَاكِم عَن ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُمَا أَن هَذِه الْآيَة لما نزلت قَالُوا يَا رَسُول الله من قرابتک هَؤُلَاءِ الَّذين وَجَبت علينا مَوَدَّتهمْ قَالَ عَليّ وَفَاطِمَة وابناهما (صواعق محرقہ ص:١٠٠)

امام احمد اور طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضور آپ کے وہ قریبی کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دو بیٹے۔ ❶

کہنا یہ چاہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں میں سے صرف سیدہ فاطمہ کا ذکر فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ کے علاوہ کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بھی تذکرہ کرتے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر بیٹیوں کا تذکرہ نہیں فرمایا تو اس سے پتہ چل گیا کہ سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بیٹی نہیں تھی؟

جواب: یہ روایت ساقط الاعتبار ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا باطل ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے حسین الاشقر یہ غالی شیعہ اور کذاب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال البخاری :فیه نظر وقال أبو زرعة :منكر الحديث وقال أبو حاتم: ليس بقوی. وقال الجوزجانی :غال شتام للخيرة. وقال ابن عدی...... وذكر له مناكير، قال في أحدها :البلاء عندی من الاشقر وقال أبو معمر الهذلی :

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:٤٦ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

كذاب. وقال النسائي والدارقطني :ليس بالقوى .وأما ابن حبان فذكره في في الثقات❶

١-امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ روای محل نظر ہے (امام بخاری کے ہاں یہ جرح سخت شمار کی جاتی ہے۔) ٢-ابوزرعہ نے کہا یہ منکر الحدیث ہے ٣-ابوحاتم نے کہا یہ مضبوط نہیں۔ ٤-جوزجانی نے کہا یہ غالی (شیعہ) ہے اور معزز لوگوں (یعنی صحابہ) کو گالیاں دینے والا ہے ٥-ابن عدی نے ان کی منکر روایات نقل کی ہیں اور ایک روایت کے بارے میں کہا کہ یہ مصیبت اشقر کی وجہ سے آئی ہے۔ ٦-ابومعمر الحزلی نے کہا یہ جھوٹا اور کذاب ہے ۔٧-امام نسائی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے ٨-امام دارقطنی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے۔ نیز صرف ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (یہ قول جمہور محدثین کے خلاف ہے اس لیے قابل قبول نہیں)

نیز اس روایت کے متعلق علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَـذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ فِيهِ مُبْهَمٌ لَا يُعْرَفُ عن شيخ شيعي مخترق وَهُوَ حُسَيْنٌ الْأَشْـقَـرُ وَلَا يُقْبَلُ خَبَرُهُ فِي هذا المحل، وذكر نزول الْآيَةِ فِي الْمَدِينَةِ بَعِيدٌ فَإِنَّهَا مَكِّيَّةٌ وَلَمْ يكن إذ ذاك لفاطمة رضى الله عنها أولاد بالكلية فإنها لم تتزوج بعلي رضى الله عنه إِلَّا بَعْدَ بَدْرٍ مِنَ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الهجرة❷

عبارت کا مفہوم: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں حسین الاشقر شیعہ اور روایات گھڑنے والا ہے۔ اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ مکرمہ میں سیدہ فاطمہ کی اولاد تو در کنار بلکہ شادی بھی نہیں ہوئی تھی تو اس سے اللہ کے رسول حسن اور حسین کیسے مراد لے سکتے ہیں۔

❶میزان الاعتدال للذهبي (متوفى ٧٤٨)ج١ ص:٥٣١ ناشر دار المعرفة بيروت ❷تفسير القرآن العظيم لابن كثير الدمشقي (متوفى ٧٧٤)ج٧ ص:١٨٤ ناشر دار الكتب العلمية

Scanned with CamScanner

اور حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ سَاقِطٌ لِمُخَالَفَتِهِ هَذَا الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ...... وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ فِيهِ ضَعِيفٌ وَرَافِضِيٌّ. [1]

یہ سند ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے کیونکہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اور اس کی سند واہی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف اور رافضی ہے۔

شیخ البانی اس روایت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لما نزلت: (قل لا أسألكم عليه أجراً إلا المودة في القربى)قالوا:يا رسول الله! ومن قرابتک هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم؟ قال: علي، وفاطمة، وابناهما)باطل أخرجه الطبراني والقطيعي في زياداته على "الفضائل عن حرب بن حسن الطحان:أخبرنا حسين الأشقر عن قيس بن الربيع عن الأعمش عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال فذكره.قلت:وهذا إسناد مظلم، مسلسل بالعلل: الأولى :قيس بن الربيع ضعيف؛ لسوء حفظه الثانية :حسين الأشقر قال الحافظ :صدوق يهم؛ ويلغو في التشيع .الثالثة:حرب بن حسن الطحان؛ قال في "الميزان:"ليس حديثه بذاک .قاله الأزدي."وأما ابن حبان؛ فذكره في "الثقات"؛ كما في "اللسان!"قلت:فأحد هؤلاء الثلاثة هو العلة؛ فإن الحديث منكر ظاهر النكارة؛بل هو باطل وذلک من وجهين:الأول:أن الثابت عن ابن عباس في تفسير الآية خلاف هذا، بل صح عنه إنكاره على سعيد بن جبير ذلک؛ فقد روى شعبة:أنبأني عبد الملک قال:سمعت طاوساً يقول:سأل رجل ابن عباس المعنى عن قوله عز وجل:(قل لا أسألكم عليه أجراً إلا

[1] فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) ج۸ ص۵٦٤، ناشر دار المعرفة بيروت

Scanned with CamScanner

المودة فی القربی)فقال سعید بن جبیر:قرابة محمد صلی الله علیه وسلم قال ابن عباس :عجلت؛إن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن بطن من قریش إلا لرسول الله صلی الله علیه وسلم فیهم قرابة فنزلت:(قل لا أسألکم علیه أجراً إلا المودة فی القربی):إلا أن تصلوا قرابة ما بینی وبینکم...... والآخر:أن الآیة مکیة؛ کما جزم بذلک غیر واحد من الحفاظ، کابن کثیر وابن حجر وغیرهما. فکیف یأمر الله بمودة أبناء علی وفاطمة وهما لم یتزوجا بعد؟!ولهذا قال الحافظ فی "الفتح"بعد أن ساق حدیث الترجمة :-وإسناده واه، فیه ضعیف ورافضی.وهو ساقط لمخالفته هذا الحدیث الصحیح [1]

یہ روایت باطل ہےاور یہ سند تاریک ہے جس میں کئی ساری علتیں ہیں۔۱-اس میں قیس بن ربیع حافظہ کے خراب ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۲-حسین الاشقر غالی شیعہ ہے۳-ازدی فرماتے ہیں:حرب بن حسین کی روایت اتنی مضبوط نہیں ہوتی ہے۔ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے نیز ان تین علتوں کے علاوہ اس روایت کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری میں اس تفسیر کے خلاف ثابت ہے وہ روایت اس طرح ہے کہ: طاؤس کہتے ہیں ایک شخص نے ابن عباس سے اس آیت کریمہ [قل لا أسألکم علیه أجراً إلا المودة فی القربی] کے معنی کے بارے میں پوچھا تو سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس کے سامنے کہا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں تو ابن عباس نے فرمایا اے سعید تو نے جلدی سے کام لیا قریش کے تمام کے تمام قبیلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں لہٰذا یہ آیت کریمہ ان سب کی

[1] سلسلة الاحادیث الضعیفة لناصر الدین البانی (متوفی ۱٤۲۰)ج۱۰ ص:۷۲۳ ناشر دار المعارف– الریاض

Scanned with CamScanner

رشتہ داری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ بہت سارے حفاظ مثلاً ابن کثیر، ابن حجر وغیرہما نے اس بات پر یقین کا اظہار کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ (یعنی سورہ شوری) مکی ہے تو جب مکہ میں حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی تھی تو اللہ پاک ان کی اولاد کی محبت کا حکم کیسے فرما رہے ہیں؟ اسی وجہ سے حافظ نے فتح الباری میں کہا: یہ سند ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے کیونکہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اور اس کی سند واہی ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف اور رافضی ہے۔

نیز حیرت کی بات یہ ہے کہ اسماعیل نے جس کتاب یعنی صواعق محرقہ سے یہ روایت پیش کی ہے تو مصنف ابن حجر ہیثمی نے اس روایت کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی غالی رافضی ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وَفِی سَنَده شیعی غال لکنه صَدُوق ❶

اور محدثین کے ہاں اصح قول کے مطابق رافضی اور غالی شیعہ کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱-الصَّوَابُ أَنَّهُ لَا يَقْبَلُ رِوَايَةَ الرَّافِضَةِ وَسَابِّ السَّلَفِ ❷

صحیح قول یہ ہے کہ رافضی اور سلف کو گالی دینے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

فائدہ: شیعہ، شیعہ غالی، رافضی، رافضی غالی کسے کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

والتشيع محبَّة علي وتقديمه على الصحابة فَمن قدمه على أبي بكر وَعمر فَهُوَ غال فِي تشيعه وَيُطلق عَلَيْهِ رَافِضِي وَإِلَّا فشيعي فَإِن انضاف إِلَى ذَلِك السب أَو التَّصْرِيح بالبغض فغال فِي الرَّفْض ❸

---

❶الصواعق المحرقة لابن حجر الهيثمي (متوفى ٩٧٤)ج٢ ص:٤٨٧ ناشر مؤسسة الرسالة

❷تدریب الراوی لجلال الدین السیوطی (متوفی ٩١١)ج١ ص:٣٨٦ ناشر دار طیبه

❸فتح الباری لابن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢)ج١ ص:٤٥٩ ناشر دار المعرفة بیروت

Scanned with CamScanner

علی کے ساتھ محبت کرنا اور اس کو دیگر صحابہ (یعنی عثمان) پر مقدم سمجھنا یہ تشیع ہے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مقدم کرے وہ غالی شیعہ ہے اور اس کو رافضی بھی کہا جاتا ہے اور جو صحابہ کرام کو برا بھلا بولے یا ان کے ساتھ بغض رکھے وہ غالی رافضی ہے۔

شبہ:۱۲-

اسماعیل شیعہ کہتا ہے: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی خمس میں سے روز بدر عطا فرمائی جب میں فاطمہ بنت رسول کو اپنے گھر لانے کی تیاری کر رہا تھا پس فاطمہ آیت خمس میں شامل...... دیکھو حضرات اس آیت میں صرف فاطمہ ہے تو نسوی کوئی دوسری بیٹی دکھلائے؟❶

شیعہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ و علی رضی اللہ عنہما کو سہم ذوی القربی یعنی مال غنیمت کے خمس میں سے دیا جاتا تھا لیکن دیگر بنات رسول کو خمس دیے جانے کا کوئی ذکر نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟

جواب: اولاً تو آپ سے سوال ہے کہ کیا خمس لینا فرض یا واجب تھا کہ لینا ضروری ہو؟ اور نہ لینا جرم ہو؟ جب لینا ضروری نہیں تھا تو اس لیے نہیں لیا اس میں اشکال کی کیا بات ہے؟

نیز خمس کا ملنا ضرورت پر موقوف تھا جیسے کہ مروی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے لیے خمس میں حصہ نکال کر دینا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سال ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہمیں نہ دیا جائے بلکہ ہمارا وہ حصہ دیگر ضرورتمند لوگوں پر تقسیم کیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ اوروں پر تقسیم کر دیا۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام، يَقُولُ:

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۳۹ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالْعَبَّاسُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هَذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَأَقْسِمْهُ حَيَاتَكَ كَيْ لَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ فَافْعَلْ؟ قَالَ :فَفَعَلَ ذَلِكَ، قَالَ:فَقَسَمْتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ:بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ(1)

تو جب ثابت ہوگیا کہ خمس کا ملنا ضرورت پر موقوف تھا تو بہت ممکن ہے کہ دیگر بنات رسول ضرورتمند نہ ہونے کی وجہ سے نہ لیتی ہوں جیسے کہ حضرت علی نے بھی بالآخر نہیں لیا۔لہٰذا خمس نہ لینے سے اعتراض کرنا بے جا ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بنات بھی لیتی ہوں لیکن اس کا ذکر ہم تک منقول نہ ہوسکا تو عدم ذکر عدم وجود کی دلیل نہیں۔

شبہ:۱۳-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی گواہی کے آخری نبی کی ایک ہی بیٹی پیدا ہوگی۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ج۴ص:۵۹پ۱۳سورہ رعد آیت۲۹[الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ]وَأخرج ابْن أبي حَاتِم عَن فرقد السبخي - رَضِي الله عَنهُ -قَالَ :أوحى الله إِلَى عِيسَى ابْن مَرْيَم عَلَيْهِ السَّلَام فِي الإِنجيل......خذ الْكتاب بِقُوَّة قَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام :أَي رب أَي كتاب آخذ بقوّةقَالَ:خُذ كتاب الإِنجيل بقوّة ففسره لأهل السريانية

(1) سنن ابی داؤد لسلیمان بن الاشعث (متوفی ۲۷۵)ج۳ ص:۱٤۷ ناشر المکتبة العصرية

Scanned with CamScanner

وَأَخْبِرهُمْ إِنِّی أَنَا الله لَا إِلَه إِلَّا أَنا الْحَیّ القیوم البدیع الدَّائِم الَّذِی لَا زَوَال لَهُ فآمنوا بِاللَّه وَرَسُوله النَّبِی الْأُمِّی الَّذِی یکون فِی آخر الزَّمَان فصدقوه واتبعوه...... الَّذِی إِنَّمَا نَسْله من الْمُبَارَکَة یَعْنِی خَدِیجَة یَا عِیسَی لَهَا بَیت من لُؤْلُؤ من قصب موصل بِالذَّهَب لَا یسمع فِیهِ أَذَی وَلَا نصب لَهَا ابْنَة یَعْنِی فَاطِمَة وَلها ابْنَانِ فیستشهدان یَعْنِی الْحسن وَالْحُسَیْن

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی......(اپنی امت سے کہہ دے) ایمان لائیں اللہ اوراس کے رسول پر وہ رسول جو نبی امی ہے جو آخری زمانے میں آئے گا اس کی تصدیق کرو اوراس کی پیروی کرو......اس کی نسل خدیجہ خاتون سے ہوگی جو برکت والی ہے۔اے عیسیٰ خدیجہ کے لیے جنت میں گھر ہے جو ایسے موتیوں سے بنا ہوا ہے جن میں سوراخ نہیں ہوگا اوراس میں سونے کی ملاوٹ ہوگی اس گھر میں تکلیف اورتھکاوٹ نہیں ہوگی اس خدیجہ کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہےاوراس فاطمہ کے دو بیٹے ہونگے ایک حسن اور دوسرا حسین اور وہ دونوں شہید ہوں گے۔...... مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اس بات کی تو گذرے ہوئے زمانہ کے نبیوں کو اللہ پاک خبر دے چکا تھا کہ آخری نبی کی جناب خدیجہ سے صرف ایک لڑکی ہوگی جس کا نام فاطمہ ہے اس فاطمہ کے دو بیٹے ہوں گے ایک حسن اور ایک حسین اور وہ دونوں شہید ہونگے۔ ❶

جواب: اولاً تو نجفی صاحب نے [لها ابنة] کا ترجمہ غلط کیا کہ (اس خدیجہ کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہے) جبکہ ترجمہ صرف اتنا ہے کہ اس کی بیٹی ہوگی جس کا نام فاطمہ ہوگا۔ البتہ (ہی) کا لفظ اپنی فیکٹری سے بنایا۔اسی طرح آگے نتیجہ نکالا [آخری نبی کی جناب خدیجہ سے صرف ایک لڑکی ہوگی] تو عبارت میں (صرف) کا لفظ بھی نہیں ہے نجفی صاحب نے اپنی فیکٹری سے بنایا۔ کیونکہ اگر [لها ابنة] کا ترجمہ صرف ایک بیٹی ہو جائے تا کہ بنات

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۱۳-۲۱۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

ثلاثہ کی نفی ہوجائے پھرتو[ولها ابنان] کاترجمہ ہوجائے گا کہ سیدہ فاطمہ کے صرف دو بیٹے ہونگے بقیہ اولاد یعنی محسن، زینب اورام کلثوم کی بھی نفی ہوجائے گی اور اس بقیہ اولاد کی نفی شیعہ مذہب کے مطابق باطل ہے تو بنات ثلاثہ کی نفی بھی باطل ہوگی۔

ثانیاً: یہ روایت غیر معتبر ہے کیونکہ ابن ابی حاتم اس روایت کونقل کرتے ہیں فرقد السبخی سے، فرقد السبخی کا ۱۳۱ ہجری میں انتقال ہوا ہے جبکہ ابن ابی حاتم کی ولادت سن ۲۴۰ ہجری میں ہوئی ہے (سیر اعلام النبلاء) اس سے معلوم ہوا کہ ابن ابی حاتم کی فرقد السبخی سے ملاقات ہی ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت اس حیثیت سے منقطع ہوئی۔ نیز فرقد السبخی صغار تابعین میں سے ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی الخ تو ظاہر ہے کہ فرقد السبخی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیاں کم از کم چھ سو سال کا فاصلہ ہے تو اس نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیسی سنی؟

نیز فرقد السبخی غیر معتبر راوی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

فرقد السبخي...... قال أبو حاتم :ليس بقوى .وقال ابن معين :ثقة. وقال البخاري:في حديثه مناكيروقال النسائي:ليس بثقة.وقال أيضا :هو والدارقطني ضعيف...... وقال حماد بن يزيد:ذكر فرقد عند أيوب فقال:لم يكن بصاحب حديث.وقال يحيى القطان:ما يعجبني الرواية عن فرقد❶

ابن ابی حاتم کے والد ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے اور امام بخاری کہتے ہیں اس کی منکر احادیث ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ نہیں اور دارقطنی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور ایوب نے کہا یہ اصحاب حدیث میں سے نہیں تھا۔ یحیٰ القطان کہتے ہیں مجھے فرقد سے روایت لینا اچھا نہیں لگتا۔

لہٰذا جب جمہور محدثین کے نزدیک یہ راوی ضعیف وغیر معتبر ہے تو اس کی روایت کا

❶میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸) ج۳ ص:۳۴۵ ناشر دار المعرفة بیروت

Scanned with CamScanner

حکم بھی یہی ہوا کہ اس کی روایت غیر معتبر ہے۔لہٰذا اس روایت سے شیعہ کا استدلال باطل ہوا۔ نیز جمہور محدثین کے مقابلے میں ابن معین کا قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

نیز اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی زیادہ سے زیادہ سیدہ فاطمہ کی فضیلت تو ثابت ہوگی لیکن بنات ثلاثہ کی نفی نہیں ہوگی کیونکہ اگر اس سے بنات ثلاثہ کی نفی پر استدلال کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ کے علاوہ تمام اولاد کی نفی ہوجائے گی جبکہ شیعہ سنی متفق ہیں کہ طیب طاہر قاسم ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے۔ اگر سیدہ فاطمہ کے ذکر سے بیٹوں کی نفی نہیں ہوتی ہے تو بنات ثلاثہ کی نفی بھی نہیں ہوگی۔

نیز آپ سے سوال ہے: چونکہ اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف ایک زوجہ خدیجہ کا ذکر ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زوجات کی نفی ہوگئی؟ اگر سیدہ خدیجہ کے ذکر سے دیگر ازواج مطہرات کی نفی نہیں ہوتی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذکر سے دیگر بنات کی نفی کیوں؟

شبہ: ۱۴-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

الریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

روی أبو سعید فی شرف النبوة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی: أوتیتَ ثلاثا لم یؤتهن أحد ولا أنا :أوتیت صهرًا مثلی ولم أؤت أنا مثلک وأوتیت زوجة صدیقة مثل ابنتی ولم أؤت مثلها زوجة,وأوتیت الحسن والحسین من صلبک، ولم أؤت من صلبی مثلهما، ولکنکم منی وأنا منکم.

نبی کریم نے جناب امیر سے فرمایا تھا کہ آپ کو تین فضیلتیں ایسی دی گئیں ہیں جو کسی

Scanned with CamScanner

ایک کونصیب نہیں ہوئیں اور نہ ہی مجھے۔آپ کو میرے جیسا سسر ملا اور مجھے ایسا شرف نہ ملا آپ کو میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی لیکن مجھے اس کی مثل (صدیقہ) زوجہ نہیں ملی آپ کو حسن حسین جیسے اپنی صلب سے ملے اور مجھ کو اپنی صلب سے ان کی مثل بیٹے نہ ملے لیکن آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ داماد رسول ہونا یہ فضیلت صرف حضرت علی کی ہے کیونکہ [لم یؤتهن أحد] ایسا جملہ ہے جس میں احد نکرہ ہے اور سیاق نفی میں عموم کا فائدہ دے رہا ہے ہمارے نبی نے ایسا کلام فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے جیسا سسر کسی کا ہو یہ فضیلت صرف علی بن ابی طالب میں ہے؟ ❶

جواب: صاحب الریاض النضرہ محبّ الدین طبری (متوفی ٦٩٤) نے یہ روایت ابو سعید کی کتاب شرف النبوۃ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

روى أبو سعيد في شرف النبوة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي :أوتيتَ ثلاثا لم يؤتهن أحد ولا أنا :أوتيت صهرًا مثلي ولم أؤت أنا مثلك وأوتيت زوجة صديقة مثل ابنتي ولم أؤت مثلها زوجة ,وأوتيت الحسن والحسين من صلبك، ولم أؤت من صلبي مثلهما، ولكنكم مني وأنا منكم ❷

ابوسعید سے مراد ابوسعید عبدالملک بن محمد النیسابوری، الخرکوشی. (المتوفی ٤٠٦) ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے شرف المصطفی جس کا دوسرا نام ہے شرف النبوۃ جیسے کہ شرف المصطفی پر تحقیق کرنے والے محقق نے وضاحت کردی ہے ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص:۲۰۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

❷ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الدین الطبری (متوفی ٦٩٤) ج۳ ص:۱۷۲ ناشر دار الکتب العلمیہ

Scanned with CamScanner

أن لـه مـن الـمصنفات: شرف المصطفي، وهو هذا الكتاب الذی بين أيدينا، والذی ربما عبر عنه من ترجم له بدلائل النبوة أو شرف النبوة❶

بلا شک ان کی تصنیفات میں سے ایک کتاب شرف المصطفیٰ ہے یہ وہی کتاب جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کو بسا اوقات اس مصنف کی حالات نقل کرنے والے دلائل النبوۃ یا شرف النبوۃ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور اس سے پہلے لکھتے ہیں:

بقي أن نشير إلي بعض من تعرض لذكر الكتاب أو أشار إليه بغير اسمه: فمنهم الحافظ السمعانی عند ترجمته للمؤلف فی الأنساب قال: صنف في علوم الشريعة ودلائل النبوة كذا وفي سير العباد والزهاد. وقال الحافظ الذهبي في تاريخه، وفي سيره أيضا: له تفسير كبير وكتاب دلائل النبوة، وكتاب الزهد والذی يظهر لی والله أعلم أنهما عنيا بالدلائل هذا الكتاب الذی نحن بصدده، ذلك أني لم أر أحدا جمع بينهما بأن قال مثلا: له شرف المصطفي ودلائل النبوة اللهم إلا ما كان من صاحب هدية العارفين الذی حكي أن له شرف المصطفي وشرف النبوة، ولا يخفي ما في قوله من البعد إن أريد حقيقة الاسمين وأنهما له لا الإشارة بالثاني لمعنى ما تضمنه الأول❷

عبارت کا خلاصہ: اب ہم ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کا تذکرہ کیا یا اس کی طرف بغیر نام لیے اشارہ کیا۔ ان حضرات میں سے ایک حافظ سمعانی

❶ شرف المصطفي لابی سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشي (متوفی ٤٠٦) ج١ ص: ٢٦ ناشر دار البشائر الاسلاميه ❷ شرف المصطفي لابی سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشي (متوفی ٤٠٦) ج١ ص: ٢٥ ناشر دار البشائر الاسلاميه

Scanned with CamScanner

رحمہ اللہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس مؤلف خرکوشی نے دلائل النبوۃ لکھی اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے دلائل النبوۃ لکھی۔ مجھے جو بات سمجھ میں آرہی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں حضرات کی اس کتاب سے مراد یہی کتاب ہے جس کے ہم درپے ہیں یعنی شرف المصطفیٰ کیونکہ میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ اس کی تصنیفات لکھتے وقت اس کی دو کتابوں کا اس طرح تذکرہ کرے کہ اس کی ایک کتاب شرف المصطفیٰ ہے اور دوسری کتاب شرف النبوۃ ہے۔ ہاں صرف صاحب ہدیۃ العارفین نے ایسی بات کی ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اگر حقیقت میں ان کتابوں کو دو کتابیں مانا جائے تو یہ بات کوسوں دور ہے۔

بحر حال ثابت ہو گیا کہ شرف النبوۃ کتاب سے مراد شرف المصطفیٰ ہے۔

اب جان لو کہ اس کتاب میں اکثر روایات بلا سند ذکر کی گئی ہیں اور یہ روایت بھی ان ہی روایات میں سے ہے یعنی بے سند ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وعنه صلى الله عليه وسلم أنه قال لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه: أوتيت ثلاثا لم يؤتهن أحد ولا أنا—أوتيت صهرا مثلي ولم أوت أنا مثلي، وأوتيت صدّيقة مثل ابنتي ولم أوت مثلها زوجة، وأوتيت الحسن والحسين من صلبك ولم أوت من صلبي مثلهما، ولكنكم مني وأنا منكم (1)

قارئین کرام آپ نے پڑھ لیا کہ یہ روایت بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی جارہی ہے جبکہ علامہ خرکوشی سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سند کا کوئی ذکر نہیں ہے اور بے سند روایت کی دینی امور کے اثبات میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جیسے کہ اہل سنت کے ایک عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ لکھتے ہیں:

قال عبد الفتاح واذا كان الحديث لا اسناد له فلا قيمة له ولا يلتفت

(1) شرف المصطفى لابي سعيد عبد الملك بن محمد الخركوشي (متوفى ٤٠٦) ج١ ص:٢٥ ناشر دار البشائر الاسلاميه

Scanned with CamScanner

الیــه اذا الاعتماد فی نقل کلام سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الینا انـمـا هـو علی الاسناد الصحیح الثابت او ما یقع موقعه وما لیس کذالک فلا قیمة له ❶

اور جب حدیث کی سند ہی نہ ہوتو وہ بے قیمت اور غیر قابل التفات ہے، کیونکہ ہماری طرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کونقل کرنے میں اعتماد صرف اسی سند پر ہوسکتا ہے جوصحیح سند سے ثابت ہو یا جو اس کے قائم مقام ہو اور جو حدیث ایسی نہ ہوتو وہ بے قیمت ہے۔

اسی طرح غلام حسین نجفی خود بھی ایک روایت کو رد کرتے ہوئے لکھتا ہے: مذکورہ روایت بلا سند ہے کیوں کہ ان راویوں کا نام مذکورنہیں جنہوں نے اس کو بیان کیا ہے۔ ❷

اور وکیل اہل تشیع عبد الکریم مشتاق ایک روایت کو رد کرنے کے لیے لکھتا ہے: پانچویں روایت کی سند معلوم نہیں ہے۔

لہٰذا جب روایت بے سند ہوئی تو اس سے بنات اربعہ کے انکار پر استدلال باطل ہوا۔

اور اسماعیل صاحب ایک روایت کو رد کرتے ہوئے کہتا ہے:

یہ روایات مجہول السند ہیں، مبلغ اعظم نے فرمایا کہ مولوی صاحب کوئی صحیح روایت پیش کرو مجہول روایات پیش نہ کرو۔ ❸

مجہول السند تاریخی روایات پیش نہ کرو۔ ❹

شبہ: ۱۵-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

❶ المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع بتحقیق الشیخ ابی غده (المتوفی ۱۴۱۷) ص: ۱۸ ناشر مؤسسة الرسالة

❷ سہم مسموم ص: ۳۶۸ ❸ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۰۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

❹ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۲۰۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

Scanned with CamScanner

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ص:۲۹۴ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۳۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ ج ا ص:۶۷ ذکر التزویج:

[لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ.] عن ابْن مرْدَوَيْه عَن أنس قَالَ: قَرأَ رَسُول الله (لقد جَاءكُم رَسُول من أَنفسكُم) فَقَالَ عَليّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ: يَا رَسُول الله مَا معنى (أَنفسكُم) فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنا أَنفسكُم نسبا وصهراً وحسباً لَيْسَ فيَّ وَلَا فِي آبَائِي من لدن آدم سفاح كلهَا نِكَاح

راوی کہتا ہے کہ حضور نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: کہ تحقیق تمہارے پاس آیا رسول [مِنْ أَنْفُسِكُم] حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کی یا رسول اللہ [أَنْفُسِكُم] کا کیا معنی ہے؟ تو حضور پاک نے فرمایا کہ میں تم میں زیادہ نفیس ہوں از روئے نسب کے اور داماد کے اور حسب کے۔ مجھ میں اور میرے آباؤ واجداد میں آدم سے لے کر مجھ تک سب نکاح سے پیدا ہوئے ہیں کوئی غلط نکاح نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ میرے داماد جیسا کسی کا داماد نہیں ہے اور فخر تب درست ہے جب وہ تین لڑکیاں جو کفار سے بیاہی گئی تھیں حضور پاک کی حقیقی لڑکیاں نہ ہوں اگر ان کو حقیقی مان لیا جائے تو ان کے نکاح تو کفار کے ساتھ بھی ہوئے ہیں اور کافر داماد ملنے پر تو ایک عام آدمی بھی فخر نہیں کرتا۔ (1)

جواب: اولاً تو یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح بے سند ہے لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی روایت کا تھا یعنی غیر مقبول ہے۔

ثانیاً: مذکورہ روایت میں کافر دامادوں پر فخر نہیں کیا جا رہا کیونکہ کافر دامادوں عتبہ اور

(1) قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۲۱۵-۲۱۶ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

عتیبہ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچیوں کو نبوت ملنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی یہاں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دامادوں پر فخر فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب ابو العاص بھی مؤمن بن چکا تھا اور ظاہر ہے ایمان کے بعد وہ بھی قابل فخر بن گئے جیسے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص کی اس طرح تعریف فرمائی:

لقد صاهرنا أبو العاص فأحمدنا صهره ❶

ابو العاص نے ہماری دامادی اختیار کی اور اس کی یہ دامادی قابل تعریف ہے۔

شبہ:۱۶-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جناب فاطمہ کی بچپن کی خدمات: بخاری چہارم کی عبارت ملاحظہ ہو: **عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ، فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ...... قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى**

راوی کہتا ہے کہ نبی پاک کعبے کے سائے میں نماز پڑھتے تھے اور مکہ میں کسی جگہ کچھ اونٹ نحر کیے گئے تھے ابو جہل اور کچھ اور لوگوں نے کچھ آدمی بھیجے اور وہاں سے کچھ گندگی اور غلاظت منگوائی اور اس گندگی کو حضور پر ڈال دیا پس جناب فاطمہ آئیں اور اس گندگی کو حضور پاک سے ہٹایا حضور پاک نے بددعا فرمائی کہ خدایا قریش کو اپنی گرفت میں لے خصوصاً ابو جہل، عتبہ اور شیبہ نیز اور چند لوگوں کے نام لیے راوی کہتا ہے کہ میں نے ان تمام لوگوکو

❶ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۱۹ ص:۳ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

جنہیں حضور نے بد دعا کی تھی دیکھا کہ ان کے مردے بدر کے کوئیں میں پڑے تھے۔......
اولاد کو اپنے باپ سے فطری ہمدردی ہے اگر اولاد کمسن بھی ہو تو بھی وقت مصیبت ان کی خدمت کرتی ہے۔ نبی کریم نے جب اعلان نبوت فرمایا کفار قریش نے حضور کو بہت اذیت پہنچائی اور جناب فاطمہ زہرا کا اپنے باپ کی مصیبت میں خدمت کرنا بخاری شریف سے ثابت ہے۔ اگر نبی کریم کی کوئی اور بھی لڑکی تھی تو وہ بھی نبی کریم کی خدمت کرتی۔ اس باب میں تاریخ اسلام کی خاموشی سے تعجب ہوتا ہے کہ ایک کا کمسنی کے باوجود اپنے باپ کی مصیبت میں شریک ہونا اور دوسروں کا باوجود بالغ ہونے کے باپ کی خبر نہ لینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ❶

جواب: اولاً تو غلام حسین نجفی سے سوال ہے کہ یہ اصول آپ کہاں سے لائے کہ اگر کسی مشکل وقت میں کسی باپ کو کوئی بچہ کام آئے اور دوسرا وہاں نہ پہنچ سکے تو وہ اس کا حقیقی بچہ نہیں اگر یہ اصول آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تو ہم آپ کی بات تسلیم کرتے یا کم از کم شیعہ اصول کے مطابق آپ کسی اپنے امام سے ثابت کرتے تو کم از کم آپ کی بات شیعہ مذہب میں تو وقعت رکھتی۔ اب تو یہ بات [ھباء منثورا] کا مصداق بن گئی۔

نیز اس موقع پر بنات ثلاثہ کی غیر حاضری سے ان کے عدم اولاد ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں بہت ممکن ہے کہ اس وقت کعبہ میں سیدہ فاطمہ رسول اللہ کے ساتھ ہوں اور دیگر بنات گھر میں ہوں نیز [جائت] سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گھر سے آئی بہت ممکن ہے کہ وہاں کسی قریبی جگہ میں ہی کھڑی تھیں اس جگہ سے آئیں۔ نیز اگر غیر حاضری سے عدم وجود پر استدلال کیا جائے پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کے وجود کا بھی انکار کرنا پڑے گا کہ وہ کیوں نہیں آئی؟ لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہی نہیں تھی۔ تو

❶ قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول لغلام حسین نجفی ص: ۲۳۳ تا ۲۳۵ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

یقیناً ایسے معترض کو شیعہ بھی ضدی اور ہٹ دھرم کہے گا اسی طرح نجفی صاحب کو بھی ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہٹ درھم اور ضدی ہے۔

شبہ: ۱۷-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: جناب فاطمہ زہرا کی جنگ احد میں نبی کریم سے ہمدردیاں صحیح بخاری چہارم کی عبارت ملاحظہ ہو: قال یَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَهُشِمَتِ البَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لاَ يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ

راوی کہتا ہے کہ جنگ احد میں نبی کریم کا چہرہ زخمی ہوگیا اور ایک دانت ٹوٹ گیا اور حضور کے سر پر خود ٹوٹ گیا۔ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ حضور کے خون کو دھوتی اور حضرت علی ڈھال میں پانی بھر کر (ان کے زخم پر) ڈالتے تھے۔ جب بی بی نے دیکھا کہ خون نہیں رک رہا تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا جب وہ راکھ ہوگئی تو اس کو زخم پر لگایا پس خون رک گیا۔...... نبی کریم کے زخمی ہونے کی خبر جب مدینہ پاک میں حضور کی بیٹی فاطمہ زہرا نے سنی تو فوراً میدان احد میں پہنچی اور اپنے باپ کے غم میں شریک ہوئی اور مرہم پٹی کی۔ بقول وہابیوں کے عثمان کے گھر نبی کریم کی بیٹی ام کلثوم تھی اور اس وقت زندہ تھیں۔ ہم کہتے ہیں اگر بیٹی تھیں تو اس کو حضور کے زخمی ہونے کا صدمہ کیوں نہ ہوا اور وہ بھی جناب فاطمہ کے ساتھ نبی کریم کی احوال پرسی اور مرہم پٹی کی خاطر میدان احد میں کیوں نہ پہنچی؟ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ ام کلثوم زوجہ عثمان نبی پاک کی حقیقی بیٹی نہ تھی؟ [1]

---

[1] قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول لغلام حسین نجفی ص: ۲۳۶ تا ۲۳۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

جواب: چونکہ شبہ نمبر ۱۶ اور ۱۷ دونوں کی نوعیت ایک ہے تو شبہ نمبر ۱۷ کے جواب کو بھی شبہ نمبر ۱۶ کے جواب پر قیاس کریں۔

شبہ: ۱۸-

مرزا یوسف لکھتا ہے: محققین اہل سنت کا بنات رسول سے انکار.....مولوی محمد حیات خلیلی سنبھلی حاشیہ ابو داؤد: ص: ۱۵....۱۷ کتاب الجہاد سے اس باب میں جہاں جنگ بدر میں ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف کے گرفتار ہونے پر ان کی زوجہ زینب نے گردن بند فدیہ کے واسطے روانہ کیا تھا اس کے حاشیہ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں: [**قوله فی فداء ابی العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف زوج زینب امها هاله بنت خویلد اخت خدیجه من الاب**] ان کا قول العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف کے فدیہ میں جو زینب کے شوہر تھے ان کی ماں ھالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن یعنی صرف باپ کی جانب سے تھیں۔ [1]

سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص: ۲۹۳ جلد ۴ طبع مصر [**وَكَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ أَبِي هَالَةَ بْنِ مَالِكٍ، أَحَدِ بَنِي أُسَيِّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ، حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَزَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي هَالَةَ**] وہ اس سے قبل ابو ہالہ کے عقد میں تھیں۔ جو مالک بن احمد بن السید کا فرزند تھا۔ ابو ہالہ سے ہند اور زینب پیدا ہوئے۔ تاریخ خمیس جلد اول دیار بکری ص: ۳۹۷ طبع مصر [**ثم خلف علیها بعده أبو هالةفولدت له ولدا یقال له هند وبنتا یقال لها هاله وزینب وکانت تکنی ام هند وتدعی الطاهره**] ان کے بعد ان کا ابو ہالہ سے عقد ہوا ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسے ہند کہتے تھے اور لڑکی پیدا ہوئی جسے ہالہ اور زینب کہتے تھے اور ان کی کنیت ہند تھی اور طاہرہ کہہ کر بلائی جاتی

[1] [سیرۃ ابن ہشام حاشیہ زاد المعاد ابن قیم ص: ۴۳۴ طبع میمنہ مصر] آنحضرت سے قبل خدیجہ ابو ہالہ کے عقد میں تھیں جن سے ہند اور زینب پیدا ہوئے۔

Scanned with CamScanner

تھی۔تاریخ خمیس دیاربکری ص:۲۹۸ جلد اول طبع مصر و أمّا الجاريتان المذكورتان في أولاد خديجة قبل رسول الله فلم اجد من أخبارهما بشيء

لیکن وہ دولڑکیاں جن کا آنحضرت سے قبل اولاد خدیجہ سے ذکر کیا جاتا ہے پس مجھے ان کی خبروں کے متعلق کچھ نہیں ملا۔ ❶

جواب: قارئین کرام ان تمام کتب کے حوالے آپ بار بار پڑھیں عربی عبارات بھی پڑھیں اوران کا ترجمہ بھی پڑھیں اور دیکھیں کہ ان محولہ کتابوں میں سے کس کتاب میں کسی سنی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں نہیں ہیں؟ یا کس نے لکھا ہے کہ یہ چارلڑکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی بیٹیاں نہیں ہیں؟ غلط بیانی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے مرزا صاحب کے غلط بیانی کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔

جہاں تک تعلق ہے شرح سنن ابی داؤد کی عبارت کا وہ یہ [قوله في فداء ابي العاص بن الربيع بن عبد العزى بن عبد الشمس بن عبد مناف زوج زينب امها هاله بنت خويلد اخت خديجه من الاب] ان کا قول العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمّس بن عبد مناف کے فدیہ میں جو زینب کے شوہر تھے ان کی ماں ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن یعنی صرف باپ کی جانب سے تھیں۔) تو یہاں مرزا صاحب نے جو عربی عبارت کا ترجمہ کیا ہے کہ ان کی ماں ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی پدری بہن تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ کس کی ماں ہالہ ہے حضرت زینب کی یا ابوالعاص کی اگر مرزا صاحب کی مراد ابوالعاص کی ماں ہے پھر تو کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ عبارت کا مطلب یہ ہو گیا کہ زینب کے شوہر ابوالعاص کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا جو حضرت خدیجہ کی بہن تھی تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے؟ یہی تو اہل سنت بھی کہتے ہیں کہ حضرت زینب کا شوہر ابوالعاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ کا بیٹا ہے۔اور اگر مرزا

❶ البتول فی وحدۃ بنت الرسول لمرزا یوسف ص:۱۰۲ تا ۱۰۴ ناشر اسلامیہ مشن پاکستان

Scanned with CamScanner

صاحب کی (ان کی ماں) سے مراد حضرت زینب کی ماں ہے تو پھر اشکال کی بات ہے کیونکہ اب عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت زینب حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹی تھی اور میں باب ثامن شبہ نمبر ۸ کے تحت کتب شیعہ اور کتب اہل سنت سے متعدد حوالے نقل کر چکا ہوں کہ ابوالعاص کی والدہ کا نام بھی ہالہ بنت خویلد خواہر خدیجہ ہے پھر تو العیاذ باللہ مطلب یہ ہوگا کہ ہالہ کی بیٹی زینب کا نکاح ہالہ کے بیٹے ابوالعاص سے ہوا العیاذ باللہ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ (ان کی ماں) سے ابوالعاص کی ماں مراد لی جائے تو عبارت کا مطلب صحیح بنتا ہے اور اگر (ان کی ماں) سے حضرت زینب کی ماں مراد لیا جائے تو عبارت کا مطلب غلط ہو جاتا ہے اس لیے (ان کی ماں) سے ابوالعاص کی ماں مراد لینا واجب ہوا۔

نیز جہاں تک تعلق ہے کتاب کی عبارت کا تو حق بات یہی ہے کہ یہاں کتابت کی غلطی ہوگئی ہے اصل میں عبارت تھی [زوج زینب امه هاله] لیکن کتابت کی غلطی کی وجہ سے ضمیر مؤنث بن گیا یعنی [زوج زینب امها هاله] لہٰذا اس عبارت میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے گڑبڑ آ گئی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے سیرۃ ابن ہشام کی روایت کا تو یہ روایت بے سند ہے اور بے سند روایت کی دین میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔ جیسے کہ یہ بات تفصیل سے باب سادس شبہ نمبر ۱۴ میں شیعہ سنی کتب کے حوالے سے گذر چکی ہے۔ نیز اس روایت میں صرف زینب کا ذکر ہے رقیہ اور ام کلثوم کو پہلے شوہر سے کیسے ثابت کرو گے؟ اسے منطقی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ یہاں تقریب تام نہیں ہے۔ نیز سیرۃ ابن ہشام میں اس کے خلاف بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

أَوْلَادُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ): قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَوَلَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَهُ كُلَّهُمْ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ الْقَاسِمَ، وَبِهِ كَانَ يُكَنَّى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالطَّاهِرَ وَالطَّيِّبَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ وَأُمَّ

Scanned with CamScanner

كُلْثُومٍ،وَفَاطِمَةَ،عَلَيْهِمُ السَّلَامُ[1]

عبارت کا خلاصہ: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ ہے: قاسم، طاہر اور طیب اور زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

اور جہاں تک تعلق ہے تاریخ خمیس کی روایت کا تو اولاً: میرے سامنے جو تاریخ خمیس کا نسخہ ہے اس میں اس لڑکی کا نام زینب نہیں بلکہ ہالہ بتایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ثم خلف عليها بعده أبو هالة النباش التميمي وهو من بني أسد بن عمرو فولدت له رجلا يقال له هند وامرأة يقال لها هالة من النباش بن زرارة ويكنى أبا هالة ويقال له هند[2]

ثانیاً: یہ روایت بے سند بھی ہے۔

ثالثاً: تاریخ خمیس میں اس کے خلاف بھی ثابت ہے: ملاحظہ فرمائی:

والاصح انهم ثلاثة ذكور وأربع بنات متفق عليهنّ وكلهم من خديجة بنت خويلد الا ابراهيم[3]

صحیح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے اور چار بیٹیاں تھیں جن پر اتفاق ہے۔ اور یہ ساری کی ساری اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی۔

اور جہاں تک تعلق ہے تاریخ خمیس کی دوسری عبارت کا وہ یہ کہ **(وأمّا الجاريتان المذكورتان في أولاد خديجة قبل رسول الله فلم اجد من أخبارهما بشيء]** لیکن وہ دو لڑکیاں جن کا آنحضرت سے قبل اولاد خدیجہ سے ذکر کیا جاتا ہے پس

[1] سيرة ابن هشام لعبد الملك بن هشام (متوفى ٢١٣) ج١ ص: ١٩٠ ناشر شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي [2] تاريخ الخميس لحسين بن محمد الديار البكري (متوفى ٩٦٦) ج١ ص: ٢٦٣ ناشر دار صادر بيروت [3] تاريخ الخميس لحسين بن محمد الديار البكري (متوفى ٩٦٦) ج١ ص: ٢٧٣ ناشر دار صادر بيروت

Scanned with CamScanner

مجھے ان کی خبروں کے متعلق کچھ نہیں ملا۔) تو یہ بھی وہی بات ہے کہ حضرت خدیجہ کو پہلے شوہر یعنی عائذ بن عتیق سے بھی ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اور دوسرے شوہر ابو ہالہ سے بھی ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کو ہالہ کہا جاتا تھا ان کے حالات مجھے نہ مل سکے تو اس عبارت میں حضرت خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا ہونے والی زینب، رقیہ اور ام کلثوم کا انکار کہاں ہے؟

شبہ:۱۹-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبی حَقَّه–پ ۱۵ بنی اسرائیل :عَنْ أَبِی سعید قال:لما نزلت وَآتِ ذَا الْقُرْبی حَقَّهُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَدَكَ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص:۳۶)

کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کو بلا کر باغ فدک عطا فرمایا۔ کیوں تو نسوی صاحب کسی اور لڑکی کو کیوں نہ دیا ثابت کرو؟ ❶

کہنا یہ چاہتا ہے: کہ اگر سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی فدک میں سے دیتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک سیدہ فاطمہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیا تو معلوم ہو گیا کہ سیدہ فاطمہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہیں تھی؟

جواب: مولوی اسماعیل صاحب نے یہ روایت تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے نقل کی ہے اور تفسیر ابن کثیر میں اس روایت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روایت منکر وموضوع ہے۔ لیکن اسماعیل صاحب نے اپنی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کو چھپایا۔ ابن کثیر کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص:۴۰ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَزَّارُ :حَـدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يعقوب،حدثنا أبو يحيى التـميـمـي،حَدَّثَنَا فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سعيد قال:لما نزلت وَآتِ ذَا الْـقُـرْبى حَقَّهُ دَعَا رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فَأَعْطَاهَا فَـدَكَ، ثُـمَّ قَـالَ:لا نَـعْـلَـمُ حَـدَّثَ بِـهِ عَـنْ فضيل بن مرزوق إلا أبو يحيى التـمـيـمي وَحُمَيْدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، وَهَذَا الْحَدِيثُ مُشْكَلٌ لَوْ صَحَّ إِسْنَـادُهُ، لَأَنَّ الْـآيَةَ مـكية، وفـدك إِنَّـمَـا فُتِـحَتْ مَعَ خَيْبَرَ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الهـجـرة، فـكيف يلتئم هذا مع هذا؟ فهو إذا حديث منكر و الأشبه أنه من وضع الرافضة

عبارت کا خلاصہ:اس روایت کوامام بزار نے (مسند ابی یعلی) میں نقل کیا ہے۔اگر اس حدیث کی سند صحیح ہوتی تو مشکل پیش آتی اس لیے کہ یہ آیت مکی ہے جبکہ خیبر سن ۷ ہجری میں فتح ہوا(آیت کے نزول کے وقت فدک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ہی نہیں تو دیا کیسے؟)لہٰذا یہ حدیث منکر ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس روایت کوروافض نے اپنی طرف سے بنایا ہے۔(ثبوت ملاحظہ فرمائیں:ازعلی اکبر)

قارئین کرام اولاً: تو اس روایت کی سند میں عطیہ عوفی ہے اور وہ دھوکہ باز شیعہ اور ضعیف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

عَطِيَّةُ بنُ سَعْدِ بنِ جُنَادَةَ العَوْفِيُّ ...... الكُوْفِيُّ...... ضَعِيْفُ الحَدِيْثِ...... وَكَانَ شِيْعِيّاً. ❶

حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور شیعہ ہے۔

وكان يعد مع شيعة أهل الكوفة❷

❶سیر اعلام النبلاء للذہبی (متوفی ۷۴۸)ج۵ ص:۳۲۵ ناشر مؤسسة الرسالة❷تهذيب التهذيب لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲)ج۷ ص:۲۲۵ ناشر دائرة المعارف النظامية

Scanned with CamScanner

یہ کوفہ کے شیعوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

نیز امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور یہ کلبی سے جا کر تفسیر لیتا تھا اور اس کا کنیہ ابوسعید رکھا تھا۔ اور خود کلبی کہتا ہے کہ اس نے میرا کنیہ ابوسعید رکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا ابن حماد،حَدَّثني عَبد اللَّه بن أحمد،عن أبيه،قَال: كَانَ سفيان الثَّوْرِيّ يضعف حديثه عطية قَالَ وسمعتُ أَبِي وذكر عطية العوفي قَالَ هُوَ ضعيف الحديث .ثم قَالَ بلغني أن عطية كَانَ يأتي الكلبي فيأخذ عنه التفسير قَالَ وكان يكنيه بأبي سَعِيد فيقول قَالَ أَبُو سَعِيد...... حَدَّثَنَا ابن حماد، قَال:حَدَّثني عَبد اللَّهِ بْن أحمد حَدَّثني أبي،حَدَّثَنا أبو أحمد سمعت سفيان الثَّوْرِيّ يقول:سَمعتُ الكلبي يقول :قَالَ كناني عطية أبا سَعِيد❶ .

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے کلبی کا کنیہ ابوسعید اس لیے رکھا تھا تاکہ لوگوں کو اس وہم میں ڈالیں کہ یہ صحابی رسول ابوسعید خدری ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

وقال أحمد:بلغني أن عطية كان يأتي الكلبي فيأخذ عنه التفسير وكان يكنى بأبي سعيد فيقول:قال أبو سعيد. قلت: يعني يوهم أنه الخدرى❷

جب ثابت ہوگیا کہ عطیہ ضعیف اور شیعہ راوی ہے تو اس کی روایت مردود ہوگی۔ کیونکہ محدثین کے ہاں اصول ہے کہ اگر کوئی بدعتی راوی ایسی روایت نقل کرے جو اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو ایسی روایت مردود ہوگی۔ ملاحظہ فرمائیں:

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❶ الكامل في ضعفاء الرجال لاحمد بن عدی(متوفی ٣٦٥)ج٧ ص:٨٤ ناشر دار الكتب العلمية

❷ میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ٧٤٨)ج٣ ص:٨٠ ناشر دار المعرفة بيروت

Scanned with CamScanner

ولایحتج بہ اذا کان داعیة وھذا ھو الاظھر الاعدل وقول کثیر او الاکثر. ❶

عبارت کامفہوم: جب بدعتی راوی کی روایت اس کے بدعت کی طرف دعوت دے رہی ہوتو اس کی وہ روایت حجت نہیں ہوگی یہی قول اکثر علماء کا ہے اور یہی قول انصاف کے موافق ہے۔

نیز بریلویوں کا شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مقدمہ مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھتا ہے:

اہل بدعت کی روایات کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

ومختار آنست کہ اگر داعی باشد ببدعت خود و در مقام ترویج وتزئین آں بود قبول نکنند واگر نہ ایں چنیں بود قبول کنند۔

صحیح بات یہ ہے کہ اہل بدعت کی روایت اگر اس کے مسلک کی تزئین وترویج میں ہو تو مقبول نہ ہوگی اور خلاف ہوتو قبول کی جائیگی۔ ❷

ثانیاً: جب محدثین نے تصریح فرمادی کہ جہاں کہیں ابوسعید سے عطیہ عوفی روایت نقل کرے تو وہاں ابوسعید سے مراد محمد بن سائب کلبی ہوتا ہے۔ اور اس سند میں بھی ابوسعید سے عطیہ ہی روایت نقل کررہا ہے تو پتہ چل گیا کہ یہاں روایت میں دوسرا راوی محمد بن سائب کلبی ہے اور جان لو کہ محمد بن سائب کلبی کذاب رافضی اور سبائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال الثوری: اتقوا الکلبی، فقیل: فإنک تروی عنہ. قال: أنا أعرف صدقہ من کذبہ. وقال البخاری: أبو النضر الکلبی ترکہ یحیی و ابن مھدی. ثم قال البخاری: قال علی: حدثنا یحیی، عن سفیان، قال لی

❶ التقریب والتیسیر لیحیٰ بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦)ص: ٥١ ناشر دار الکتاب العربی بیروت ❷ توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص: ۲۱۰ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

الكلبي: كل ما حدثتك عن أبي صالح فهو كذب...... وقال يزيد بن زريع: حدثنا الكلبي وكان سبائيا قال أبو معاوية،قال الأعمش: أتق هذه السبائية، فإني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين...... وقال ابن حبان: كان الكلبي سبائيا من أولئك الذين يقولون إن عليا لم يمت، وإنه راجع إلى الدنيا ويملؤها عدلا كما ملئت جورا،وإن رأوا سحابة قالوا أمير المؤمنين فيهاالتبوذكي سمعت هماما يقول:سمعت الكلبي يقول: أنا سبائي .الحسن بن يحيي الرازی الحافظ، حدثنا علي بن المديني،حدثنا بشر بن المفضل،عن أبي عوانة، سمعت الكلبي يقول :كان جبرائيل يملي الوحي على النبي صلى الله عليه وسلم، فلما دخل النبي صلى الله عليه وسلم الخلاء جعل يملي على علي...... وقال أحمد بن زهير: قلت لاحمد بن حنبل :يحل النظر في تفسير الكلبي؟قال :لا عن ابن معين، قال الكلبي: قال ليس بثقة .وقال الجوزجاني وغيره كذاب وقال الدارقطني وجماعة: متروك.وقال ابن حبان :مذهبه في الدين ووضوح الكذب فيه أظهر من أن يحتاج إلى الأغراق في وصفه❶

سفیان ثوری نے فرمایا کلبی سے روایات مت لو اس لیے کہ جھوٹا ہے۔امام بخاری فرماتے ہیں کہ یحیٰ بن معین اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا تھا سفیان کہتے ہیں کہ مجھے کلبی نے بتایا کہ میں آپ کو جو روایات ابو صالح سے سناتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے۔یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ یہ سبائی تھا،امام اعمش نے فرمایا کہ ان سبائیوں سے بچو، میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ لوگ ان سبائیوں کو جھوٹا کہتے ہیں،ابن حبان کہتے ہیں کہ کلبی ان سبائیوں میں سے ہے جو کہتے ہیں کہ علی کا انتقال ہی نہیں ہوا ہے اور وہ دنیا میں

❶میزان الاعتدال لذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۳ ص:۵۵۷ تا ۵۵۹ ناشر دار المعرفة بیروت

Scanned with CamScanner

واپس آئیں گے اور زمین کو انصاف سے بھر دیں گے جیسے پہلے ظلم سے بھری ہوگی جب لوگ بادل دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ علی آ گیا۔ ہمام کہتے ہیں کہ میں نے خود کلبی سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں سبائی ہوں۔ ابوعوانہ کہتے ہیں کہ کلبی یوں بھی کہتا تھا کہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی لکھوار ہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو جبرائیل نے وہ وحی علی کو لکھوانا شروع کر دی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کلبی کے تفسیر کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ کلبی ثقہ نہیں ہے جوز جانی وغیرہ نے کہا کہ کلبی جھوٹا ہے اور دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ کلبی متروک راوی ہے، ابن حبان نے کہا کہ اس کا مذہب اور جھوٹا ہونا اتنا تو ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

اب جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک دینا ثابت ہی نہ ہو سکا تو اسماعیل صاحب کا اعتراض بھی پاش پاش ہو گیا۔

شبہ: ۲۰-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

[مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا] (پ۲۲ سورہ احزاب)

اور نہیں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کا باپ۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے اور اللہ ہر شی کا عالم ہے۔

اس آیت میں اولا د محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے اور سوائے طیب طاہر قاسم ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا حسن اور حسین اولا د ر رسول میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسالتمآب نے زید بن حارثہ کی بیوی زینب سے بعد طلاق نکاح کرلیا تو لوگوں نے متبنی بیٹے ہونے کی بنا پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ تو اللہ نے نفی فرمائی کہ وہ حقیقی

Scanned with CamScanner

بیٹا نہیں بلکہ متبنی اور منہ بولا بیٹا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹے اور ہوتے ہیں حقیقی بیٹے اور ہوتے ہیں اور اس آیت کا ایک لفظ جامع اور مانع ہے اپنوں کو اپنے اور بیگانوں کو بیگانے کر رہا ہے؟ ❶

جواب: قارئین کرام جب میں بچپن میں اسکول پڑھتا تھا تو لوگوں سے سنتا تھا کہ دنیا میں تین فرقے ہیں اہل سنت، وہابی اور اہل تشیع۔ اہل سنت اور وہابیوں میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور وہابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اس زمانے میں ہمارے گاؤں میں ابھی تک بریلوی دیوبندی کی پرچار نہیں تھی تو میں نے ایک وہابی یعنی اہل حدیث سے جو کہ اسکول ٹیچر تھا اس سے پوچھا کہ کیا قرآن میں کوئی ایسی بھی آیت ہے جس میں لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں تو اس نے جواب میں کہا جی ہاں ایسی آیت موجود ہے۔ میں نے کہا وہ سنایئے تو اس نے کہا قرآن کریم میں ہے: [قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ] اے نبی آپ کہیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ جب اللہ ایک ہے تو ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ میں نے جب اس سے یہ دلیل سنی تو میں نے اس کو اپنے دل ہی دل میں کہا کہ بات نہیں بنی۔ کہاں یہ بات کہ اللہ ایک ہے اور کہاں یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہوئے ان دونوں باتوں میں کوئی جوڑ ہی نہیں حالانکہ اس وقت میں خالی الذہن سیدھا سادا مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ بات سمجھنا چاہتا تھا لیکن اس جاہل ماسٹر صاحب کی برکت کی وجہ سے اس وقت نہیں سمجھ سکا بالآخر اللہ پاک نے بعد میں میرے استاذ مکرم حضرت علامہ عطاء اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے ذریعے بات سمجھا دی۔ بحرحال یہ تقریبا وہی بات ہے جو اسماعیل صاحب نے کی ہے دعوی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ہے چار نہیں اور دلیل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو معلوم ہوا کہ تین بیٹیوں کے باپ نہیں صرف ایک بیٹی کے باپ ہیں

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۴۱-۴۲ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

۔قرآن کہہ رہا ہے کہ مردوں کے باپ نہیں اور یہ کہہ رہا کہ تین بیٹیوں کے باپ نہیں؟ یہاں اگر میری جگہ کوئی اور نجفی جیسا مصنف ہوتا تو پتہ نہیں اسماعیل صاحب کو کہاں سے کہاں پہنچا تا لیکن الحمد اللہ میری طبیعت میں مذاق اڑانا نہیں ہے۔ پہلے اگر اپنا واقعہ لکھ دیا ہے تو وہ بھی محض تقریب فہم کے لیے لکھا ہے۔

پھر تعجب کی بات یہ کہ کہتا ہے (اس آیت میں اولاد محمد رسول اللہ کی پوری تعیین اور تحقیق ہے) حالانکہ آیت میں تو بظاہر اولاد کی نفی ہے تعیین کہاں سے آئی؟ یہاں تو مفسرین اس سوال کو حل کرنے کے درپے پڑ جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تو تھے اللہ پاک مردوں کے باپ ہونے کی نفی کیسے فرما رہے ہیں؟ تو مفسرین جواب دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے چونکہ بچپن میں انتقال کر گئے تھے ابھی مرد یعنی بالغ نہیں ہوئے تھے اس لیے اس آیت سے ان کی نفی نہیں ہوگی۔ اور مردوں کی نفی سے بیٹیوں کی نفی بھی نہیں ہوگی کیونکہ بیٹیاں مرد نہیں۔ اب یہ کہاں ہے کہ ایک بیٹی کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف تین کی نفی ہے ایسے انصاف کو ہمارا دور سے سلام۔ اور آگے مزید مضحکہ خیز بات کہ (اور سوائے طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن اور حسین اولاد رسول میں کوئی داخل اور شامل نہیں ہوسکتا) اس آیت میں قاسم، ابراہیم، طیب، طاہر اور فاطمہ وحسن اور حسین کے داخل ہونے کا ذکر کہاں ہے؟ بلاشبہ مولوی اسماعیل صاحب اس آیت کریمہ سے بنات ثلاثہ کی نفی کر کے اس آیت کریمہ کا مصداق بنا ہے: [وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ]۔

شبہ: ۲۱۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: صواعق محرقہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

وَلما وصل إِلَيْهِ فَخر من مُعَاوِيَة قَالَ لغلامه اكْتُبْ إِلَيْهِ ثمَّ أملى عَلَيْهِ محمد النبی اخی وصهری...... وحمزة سيد الشهداء عمی وجعفر

Scanned with CamScanner

الذی یمسی ویضحی ...... یطیر مع الملائکة ابن أمی وبنت محمد سکنی وعرسی ...... مسوط لحمها بدمی ولحمی وسبطا أحمد ولدای منها ...... فأیکم له سهم کسهمی سبقتکم إلی الإسلام طرا ...... صغیرا ما بلغت اوان حلمی

جب حضرت علی کو معاویہ کا فخر یہ خط پہنچا تو جناب علی نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھو۔ پھر آنجناب نے یہ لکھوایا کہ محمد مصطفیٰ اللہ کے نبی ہیں اور میرے بھائی اور میرے خسر ہیں اور حمزہ شہیدوں کا سردار میرا چچا ہے اور جعفر جو صبح شام فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے میرا ماں جایا ہے اور محمد مصطفیٰ کی بیٹی میرے دل کا سکون اور میری زوجہ ہے اس کا خون اور گوشت میرے خون اور گوشت سے ملا ہوا ہے۔ احمد مصطفیٰ کے دو نواسے ان کی بیٹی سے میرے دو بیٹے ہیں پس تم میں سے کون ہے جس کو شرف میں سے ایسا شرف ملا ہو جیسا کہ مجھے ملا ہے میں تو تمام سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کر گیا اس وقت میں بچا تھا اور سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔......معاویہ جناب امیر کے سامنے اس پر خاموش ہو گئے اس خاموشی سے ثابت ہے کہ عثمان صاحب کا داماد رسول ہونا سفید جھوٹ ہے؟ (1)

جواب: اولاً: صواعق محرقہ میں یہ روایت بے سند ہے لیکن تحقیق کے بعد تاریخ دمشق میں یہ روایت سند کے ساتھ ملی ہے وہ سند ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو السعود أحمد بن علی بن المجلی أنا محمد بن محمد بن أحمد العکبری رأنا أبو الطیب محمد بن أحمد بن خاقان ح قال ونا القاضی أبو محمد عبد الله بن علی بن أیوب أنا أبو بکر أحمد بن محمد بن الجراح قالا أنا أبو بکر بن درید قال وأخبرنا عن دماد عن أبی عبیدة قال کتب معاویة إلی علی بن أبی طالب یا أبا الحسن إن لی فضائل کثیرة

(1) قول مقبول لغلام حسین ص: ۲۱۷ - ۲۱۸ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

وكان أبي سيدا في الجاهلية وصرت ملكا في الإسلام وأنا صهر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وخال المؤمنين وكاتب الوحي فقال علي أبا الفضائل يفخر علي ابن اكلة الأكباد ثم قال اكتب يا غلام:

محمد النبي اخي وصهري......وحمزة سيد الشهداء عمي وجعفر الذي يمسي و يضحي...... يطير مع الملائكة ابن أمي وبنت محمد سكني وعرسي......مسوط لحمها بدمي ولحمي وسبطا أحمد ولداي منها......فأيكم له سهم كسهمي سبقتكم إلى الإسلام طرا ...... صغيرا ما بلغت اوان حلمي❶

قارئین کرام یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس روایت کا مدار سند ابوبکر بن درید ہے اور یہ متکلم فیہ اور نشہ کرنے والا یعنی شرابی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قال الدارقطني :تكلموا فيه .وقال أبو منصور الأزهري اللغوي: دخلت على ابن دريد، فرأيته سكران❷

دارقطنی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن درید کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور ابو منصور ازہری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابن درید کے پاس گیا تو وہ نشہ کی حالت میں تھا۔

كتب إلى أبو ذر الهرويّ سمعت ابن شاهين يقول :كنا ندخل على ابن دريد ونستحي مما نرى من العيدان المعلقة، والشراب المصفى موضوع، وقد كان جاوز التسعين سنة❸

ابن شاہین کہتے ہیں کہ ہمیں ابن درید کی مجلس میں جانے سے حیا آتی تھی کیونکہ اس

❶تاریخ دمشق لابن عساکر (متوفی ٥٧١)ج٤٢ ص:٥٢١ ناشر دار الفکر بیروت

❷میزان الاعتدال للذهبی (متوفی ٧٤٨)ج٣ ص:٥٢٠ ناشر دار المعرفة

❸تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (متوفی ٤٦٣)ج٢ ص١٩٤ ناشر دار الکتب العلمیة

Scanned with CamScanner

کی مجلس میں لکڑیاں لٹکی ہوتیں اور صاف شراب بھی رکھی ہوتی۔ جبکہ اس کی عمر ۹۰ سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔

قَالَ ابْنُ شَاهِينٍ: كُنَّا ندخلُ عَلَيْهِ فَنَسْتَحْيِي مِمَّا نَرَى مِنَ العِيدَانِ وَالشَّرَابِ، وَقَدْ شَاخَ.وَقَالَ أَبُو مَنْصُوْرٍ الأَزْهَرِيُّ:دَخلتُ فرَأَيْتُهُ سكرَانَ فَلَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ .وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: تكلّمُوا فِيْهِ قَالَ ابْنُ شَاهِيْنٍ: كُنَّا ندخلُ عَلَيْهِ فَنَسْتَحْيِي مِمَّا نَرَى مِنَ العِيدَانِ وَالشَّرَاب،وَقَدْ شَاخَ. وَقَالَ أَبُو مَنْصُوْرٍ الأَزْهَرِيُّ: دَخلتُ فرَأَيْتُهُ سكرَانَ فَلَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ.وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: تكلّمُوا فِيْهِ❶

اور اس سند میں دوسرا راوی دماد یعنی رفیع بن سلمہ ابوغسان ہے یہ گندی زبان والا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

وقيل إن المازني مشى إلى أبي غسان يسمع منه الأخبار .وكان شاعرا هجّاء خبيث اللسان❷

یہ مذمت کرنے والا اور گندی زبان والا تھا۔

اور اس کی سند میں تیسرا راوی ابی عبیدہ جو اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں اس ابی عبیدہ سے مراد ابوعبیدہ معمر بن المثنی ہے اس کی ولادت ۱۱۰ ہجری میں ہوئی اور وفات ۲۰۹ ہجری میں ہوئی دیکھیے (سیر اعلام النبلاء ج۹ص:۴۴۵ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ) جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سن ۴۰ ہجری میں ہو چکی ہے اس نے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا زمانہ ہی نہیں پایا تو یہ واقعہ کس سے سنا اس کا نام مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ روایت منقطع وضعیف ہے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تو بھی نجفی صاحب کا الوسیدھا نہیں ہوگا

---

❶سير اعلام النبلاء للذهبي (متوفى ٧٤٨)ج١١ ص:٣٩٨ ناشر دار الحديث القاهره

❷معجم الادباء لياقوت بن عبد الله الحموي (متوفى ٦٢٦)ج٣ ص:١٣٠٧ ناشر دار الغرب الاسلامي

Scanned with CamScanner

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں ہے (اے مخاطبو) کیا تم میں سے کسی کو یہ فضیلت حاصل ہے؟ تو پیارے علی نے الحمد للہ یہ بات بلکل صحیح فرمائی واقعتہ اس زمانے میں ایسی فضیلت مخاطبین میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخاطبین میں سے نہیں تھے کیونکہ وہ تو اس سے پہلے شہید ہو چکے تھے تو جب پیارے علی اس طرح کہنے میں برحق تھے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا رد کیوں کرتے۔

شبہ:۲۲-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

جب حضرت عمر وفات پا گئے اور اپنے بعد چھ آدمی معین کر گئے کہ وہ آپس میں صلاح مشورہ کر کے اپنے میں سے ایک آدمی کو خلیفہ بنالیں اور ان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام بھی تھے تو جناب امیر نے باقی پانچ سے جن میں جناب عثمان بھی شامل تھے فرمایا کہ نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے اور میں تمام لوگوں سے افضل ہوں پس خلافت میرا حق ہے۔ اگر جناب عثمان کے گھر بقول اہل سنت دولڑکیاں تھیں تو ان کا فرض تھا کہ وہ بھی بولتے کہ یا علی یہ شرف تو مجھ میں آپ سے زیادہ پایا جاتا ہے کہ میرے گھر تو نبی کی دولڑکیاں ہیں جناب عثمان کا ہمارے مولیٰ علی کے سامنے نہ بولنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دولڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم ہمارے نبی کی صلبی لڑکیاں نہ تھیں؟ [1]

جواب: اولاً تو یہ روایت ضعیف ہے۔ پہلے اس کی سند ومتن مع اختصار ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم أنا أبو الفضل أحمد بن عبد المنعم بن أحمد بن بندار أنا أبو الحسن العتيقي أنا أبو الحسن الدارقطني نا أحمد بن محمد بن سعيد نا يحيى بن زكريا بن شيبان نا يعقوب بن معبد

[1] قول مقبول لغلام حسین ص: ۲۲۲ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

حدثني مثنى أبو عبد الله عن سفيان الثورى عن أبى إسحاق السبيعى عن عاصم بن ضمرة وهبيرة وعن العلاء بن صالح عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدى وعن عمروبن واثلة قالوا قال على بن أبى طالب يوم الشورى والله لأحتجن عليهم بما لا يستطيع قرشيهم ولا عربيهم ولا عجميهم رده ولا يقول خلافهثم قال لعثمان بن عفان ولعبد الرحمن بن عوف والزبير ولطلحة وسعد وهم أصحاب الشورى وكلهم من قريش...... نشدتكم بالله أفيكم اليوم أحد له زوجة مثل زوجتى فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدة نساء عالمها قالوا اللهم لا[1]

اس روایت کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن سعید ہے۔اس سے مراد ابو العباس احمد بن محمد بن عقدۃ بن عقدۃ الکوفی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عساکر نے دوسری سند یوں لائی ہے:ملاحظہ فرمائیں:

ابو العباس أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة الكوفي نا يحيى بن زكريا بن شيبان[2]

اور یہ شیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة الحافظ أبو العباس، محدث الكوفة، شيعي متوسط[3]

اور باب سادس شبہ نمبر ۱۹ کے تحت باحوالہ گذر چکا ہے کہ جب کوئی بدعتی راوی اپنی تائید میں روایت نقل کرے تو وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

اور اس روایت کی سند میں دوسرا راوی یحی بن زکریا بن شیبان ہے کتب رجال میں

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر (متوفى ۵۷۱ ج۴۲ ص:۴۳۳ ناشر دار الفكر

[2] تاريخ دمشق لابن عساكر (متوفى ۵۷۱ ج۴۲ ص:۱۸۹ ناشر دار الفكر

[3] ميزان الاعتدال للذهبى (متوفى ۷۴۸)ج۱ ص:۱۳۶ ناشر دار المعرفة بيروت

Scanned with CamScanner

اس کی توثیق ثابت نہیں ہے لہذا یہ مجہول الحال ہے۔ہاں محمد بن حبان نے اگرچہ اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے لیکن کسی ایسے راوی کو جسے دیگر محدثین نے ثقہ نہ کہا ہو صرف ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہو تو محدثین کے ہاں ایسی توثیق کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ۔جیسے کہ حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا یفرح بذکر ابن حبان له في الثقات، فإن قاعدته معروفة من الاحتجاج بمن لا یعرف❶

کسی راوی کو ابن حبان کے کتاب الثقات میں ذکر کرنے سے خوش نہیں ہونا چاہیے کہ وہ راوی ثقہ بن گیا کیونکہ اس کے ہاں قاعدہ مشہور ہے کہ وہ مجہول سے بھی استدلال کرتے ہیں (جبکہ جمہور محدثین مجہول سے استدلال نہیں کرتے ہیں۔)

اور اس روایت کی سند میں تیسرا راوی یعقوب بن معبد ہے اور یہ بھی مجہول ہے کیونکہ کتب رجال میں اس کی کسی محدث نے بھی توثیق نہیں کی ہے۔

ثانیاً: بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی نجفی صاحب کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ اس روایت میں صرف اتنے الفاظ ہیں کہ [**نشدتكم بالله أفيكم اليوم أحد له زوجة مثل زوجتي فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدة نساء عالمها قالوا اللهم لا**] میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ بنت رسول اللہ جیسی ہو جو کہ جہان کے عورتوں کی سردار ہے؟ سب نے کہا نہیں (یعنی آپ کی بات درست ہے بلاشبہ ہم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں صرف حضرت فاطمہ کے جیسی بیوی کی نفی کی ہے کہ کسی کے پاس فاطمہ جیسی فضیلت والی بیوی نہیں ہے یہ نہیں فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے

❶میزان الاعتدال للذهبي (متوفی ۷۴۸) ج۳ ص: ۱۷۵ ناشر دار المعرفة

Scanned with CamScanner

پاس رسول کی بیٹی ہو؟ اگر ایسا سوال کرتے تو یقیناً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جواب دیتے کہ جی ہاں میرے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں رہی ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا سوال نہیں کیا تو اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا جواب نہیں دیا۔

رہی نجفی کی یہ بات کہ (جناب امیر نے باقی پانچ سے جن میں جناب عثمان بھی شامل تھے فرمایا کہ نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے) تو یہ بات اس نے اپنی فیکٹری سے بنائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف یہ فرمایا (تم میں سے کون ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ بنت رسول اللہ جیسی ہو) یہ نہیں فرمایا کہ (نبی کریم کی بیٹی کا شوہر ہونا یہ شرف وفضیلت صرف مجھ میں پایا جاتا ہے) یہ نجفی صاحب کا دھوکہ ہے۔

شبہ:۲۳۔

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: پ۱۸ سورہ نور آیت ۳۶-[فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ] مذکورہ آیت حضرت علی اور جناب فاطمہ کے گھر کی تعظیم کے بارے میں اتری ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو: اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور ج۵ ص:۵۰ سورہ نور [عَن أنس بن مَالک قَالَ: قَرَأَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم هَذِه الْآيَة (فِي بيُوت أذن الله أَن ترفع) فَقَامَ إِلَيْهِ رجل فَقَالَ: أَي بيُوت هَذِه يَا رَسُول الله قَالَ: بيُوت الْأَنْبِيَاء فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بكر فَقَالَ: يَا رَسُول الله هَذَا الْبَيْت مِنْهَا الْبَيْت عَليّ وَفَاطِمَة قَالَ: نعم من أفاضلها] نبی کریم نے مذکورہ آیت کو پڑھا انس کہتا ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ جن گھروں کی تعظیم کا حکم ہے وہ کونسے گھر ہیں؟ نبی کریم نے فرمایا وہ انبیاء کے گھر ہیں پھر ابو بکر کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا

Scanned with CamScanner

یہ گھر بھی ان واجب التعظیم گھروں میں سے ہے؟ علی و فاطمہ کا گھر تو نبی پاک نے فرمایا ہاں بلکہ یہ تو ان افضل گھروں میں سے ایک ہے؟

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کریم کی بیٹی فاطمہ زہرا اور نبی پاک کے داماد جناب علی کا گھر نبیوں کے گھر کی مانند ہے بلکہ فضیلت میں ان سے زیادہ ہے اور قرآن حدیث میں اس چیز کا ثبوت بلکل نہیں ملتا کہ جناب عثمان کا گھر بھی فضیلت میں نبیوں کے گھر کی مثل ہے۔ اگر جناب عثمان بھی داماد رسول تھے تو ان کے گھر کی فضیلت کو قرآن پاک یا حدیث رسول میں بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ ❶

جواب: اولاً: تفسیر در منثور میں یہ روایت ابن مردویہ کے تفسیر کے حوالے سے مروی ہے اور تفسیر ابن مردویہ دنیا میں مفقود ہے البتہ تحقیق کے بعد یہ روایت سند کے ساتھ تفسیر ثعلبی میں ملی ہے۔ وہ روایت باسند ملاحظہ فرمائیں:

حدّثنا المنذر بن محمد القابوسي قال: حدّثني الحسين بن سعيد قال: حدّثني أبي عن أبان بن تغلب عن نفيع بن الحرث عن أنس بن مالك وعن بريدة قالا: قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلّم هذه الآية فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ إلى قوله وَالْأَبْصارُ فقام رجل فقال: أيّ بيوت هذه يا رسول الله؟ قال: بيوت الأنبياء. قال: فقام إليه أبو بكر فقال: يا رسول الله هذا البيت منها بيت عليّ وفاطمة-؟ قال: نعم من أفاضلها ❷

یہ روایت ضعیف و مجہول ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک راوی منذر بن محمد القابوسی ہے یہ مجہول و متروک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

المنذر بن محمد القابوسي قال الدارقطني مجهول انتهى وذكر ابن

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۱۶۹ تا ۱۷۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❷ تفسیر الکشف والبیان لاحمد بن محمد الثعلبی (متوفی ۴۲۷) ج۷ ص: ۱۰۷ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

الوراق ان البرقانی سأل الدارقطنی عنه فقال متروک الحدیث قلت وھو اخباری ❶

امام دارقطنی نے کہا کہ منذر بن محمد القابوسی مجہول راوی ہے اور جب برقانی نے دارقطنی سے اس کے بارے میں پوچھا تو امام دارقطنی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے (جوکہ محدثین کے جرح شدید کہلاتی ہے) اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ راوی اخباری ہے۔اور اس کی سند میں دوسرا راوی ابان بن تغلب ہے اور وہ غالی شیعہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

أبان بن تغلب بن رباح البكري الجريريّ بالولاء، أبو سعيد: قارء لغويّ، من غلاة الشيعة ❷

جبکہ میں باب ثامن شبہ نمبر ۱۹ کے تحت باحوالہ لکھ چکا ہوں کہ جب بدعتی راوی اپنی تائید میں کوئی روایت نقل کرے تو اس کی وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت بالفرض والمحال صحیح بھی ثابت ہوجائے تو بھی نجفی کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر کو حضرت عثمان کے گھر پر فضیلت ہوگی نہ کہ اس سے حضرت عثمان کا عدم وجود ثابت ہوگا اور نہ ہی رقیہ اور ام کلثوم کا عدم وجود ثابت ہوگا۔

مزید آپ سے سوال ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کو یہ فضیلت بقول آپ کے حاصل تھی تو ان کے بھائی جعفر طیار کے گھر کی یہ فضیلت کیوں بیان نہیں کی گئی؟ جبکہ یہ دونوں ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کی فضیلت بیان ہونے سے ان کے بھائی جعفر طیار کی نفی درست نہیں تو سیدہ فاطمہ کے گھر کی

---

❶ لسان الميزان لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۶ ص: ۹۰ ناشر دائرة المعارف النظامية

❷ الاعلام لخير الدين الزركلي (متوفی ۱۳۹۶) ناشر ج۱ ص: ۲۶ ناشر دار القلم

Scanned with CamScanner

فضیلت کے بیان سے ان کی بہن رقیہ اور ام کلثوم کی نفی درست نہیں۔

شبہ: ۲۴۔

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ٦ المائدہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

حدیثوں میں ہے کہ میرے لیے مقام وسیلہ اور مقام محمود کی دعا کرو۔ وہ سب سے اعلیٰ درجہ جس نے میرے لیے اس مقام کا سوال کیا دعا مانگی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔ **قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ يُسْكَنُ مَعَكَ؟ قَالَ: عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ** (تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص: ۵۳) صحابہ کرام نے عرض کیا حضور اس مقام وسیلہ اور مقام محمود میں آپ کے ساتھ کون ٹھرے گا اور ساکن ہوگا؟ فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ٹھہریں گے۔

ترمذی شریف ص: ٦١٩ میں ہے: **عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے باپ اور ماں یعنی علی و فاطمہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجہ میں ہوگا۔

اور مستدرک حاکم ص: ۱۳۷ جلد سوم کتاب معرفۃ الصحابہ باب مناقب علی [**عن سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ**

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ: إِنِّي وَإِيَّاكِ وَهَذَا النَّائِمُ يَعْنِي عَلِيًّا وَهُمَا يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ لَفِي مَكَانٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں اور تو یہ جو سو رہا ہے یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسن اور حسین۔ البتہ قیامت کے دن ایک مقام میں ہونگے۔ تونسوی صاحب فرمایئے آیت وسیلہ میں مقام وسیلہ میں مقام محمود میں سوائے فاطمہ کے کوئی اور بیٹی ہوگی؟ ❶

جواب: اولاً تو یہ روایت بہت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں ایک روای ہے حارث الاعور یہ راوی کذاب اور غالی رافضی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن الشعبي: حدثني الحارث الأعور وكان كذابا. وقال منصور، عن إبراهيم: إن الحارث اتهم. وروى أبو بكر بن عياش، عن مغيرة، قال: لم يكن الحارث يصدق عن علي في الحديث وقال ابن المديني: كذاب. وقال جرير بن عبد الحميد: كان زيفا. وقال ابن معين: ضعيف. وقال عباس، عن ابن معين: ليس به بأس وكذا قال النسائي، وعنه (قال): ليس بالقوى. وقال الدارقطني: ضعيف. وقال ابن عدى: عامة ما يرويه غير محفوظ...... وقال عثمان الدارمي: سألت يحيى بن معين عن الحارث الأعور، فقال: ثقة...... وقال أيوب: كان ابن سيرين يرى أن عامة ما يروى عن علي باطل...... عن مغيرة (سمع الشعبي يقول: حدثني الحارث وأشهد أنه أحد الكذابين. وروى محمد بن شيبة الضبي، عن أبي إسحاق، قال: زعم الحارث الأعور - وكان كذابا...... وقال ابن حبان: كان الحارث غاليا في التشيع، واهيا في الحديث...... وحديث الحارث في السنن الاربعة والنسائي مع تعنته في

❶ فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۴۶-۴۷ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہر آباد خوشاب

Scanned with CamScanner

الرجال، فقد احتج به وقوى أمره، والجمهور على توهين أمره مع روايتهم لحديثه في الابواب ❶

امام شعبی نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی حارث الاعور نے اور وہ کذاب وجھوٹا تھا ،منصور کہتے ہیں وہ متہم تھا،مغیرہ کہتے ہیں کہ حارث حضرت علی سے حدیث بیان کرنے میں سچ نہیں بولتا تھا،علی بن مدینی نے کہا کہ یہ کذاب تھا، جریر بن عبدالحمید نے کہا کہ یہ کھوٹا تھا ، یحی بن معین نے کہا یہ ضعیف تھا اور اس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے،اوراسی طرح نسائی نے بھی کہا ہے لیکن نسائی سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ قوی نہیں تھا اور یحییٰ بن معین کا ایک قول یہ ہے کہ وہ ثقہ تھا،ابن سیرین کی یہ رائے تھی کہ یہ جو عام روایات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتا ہے یہ باطل ہیں۔اور شعبی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حارث جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ابواسحاق نے کہا کہ حارث جھوٹا تھا اور ابن حبان نے کہا کہ حارث غالی شیعہ تھا اور حدیث میں واہی تھا۔اور حارث کی حدیث سنن اربعہ میں ہے نیز نسائی میں بھی ہے حالانکہ نسائی متشدد بھی ہیں پھر بھی اس سے استدلال کیا ہے جبکہ جمہور اس کی توہین پر قائم ہیں اگر چہ اس سے ابواب میں احادیث بھی لیتے ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے ترمذی شریف کی روایت کا تو وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ہے علی بن جعفر صادق یہ مجہول ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

علي بن جعفر بن محمد الصادق عن أبيه،وأخيه موسى، والثورى.وعنه عبد العزيز الاويسي، ونصر بن علي الجهضمي، وأحمد البزى، وجماعة ما هو من شرط كتابي، لاني ما رأيت أحدا لينه، نعم ولا من وثقه، ولكن حديثه منكر جدا، ما صححه الترمذي ولا حسنه ❷

❶ميزان الاعتدال للذهبى (متوفى ٧٤٨) ج١ ص:٤٣٧ ناشر دار المعرفة

❷ميزان الاعتدال للذهبى (متوفى ٧٤٨) ج٣ ص:١١٧ ناشر دار المعرفة

Scanned with CamScanner

جعفر صادق رحمہ اللہ کے بیٹے علی بن جعفر کی نہ کسی نے توثیق کی ہے اور نہ ہی کسی نے جرح کی ہے البتہ اس کی روایت منکر ہے یہی تو وجہ ہے کہ اس کی روایت کو امام ترمذی نے نہ صحیح کہا اور نہ ہی حسن کہا۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ جس راوی کی توثیق نہ کی گئی ہو تو محدثین کے اصطلاح میں اس کو مجہول ومستور کہتے ہیں۔ اور مجہول راوی کی روایت ضعیف کہلاتی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے مستدرک حاکم کی روایت کا تو وہ بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی کثیر بن یحیٰی ہے اور یہ شیعہ ومنکر الحدیث ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

كثير بن يحيى بن كثير، صاحب البصرى .شيعي.نهى عباس العنبرى الناس عن الأخذ عنه وقال الأزدى :عنده مناكير، ثم ساق له عن أبى عوانة عن خالد الحذاء، عن عبد الرحمن بن أبى بكرة،عن أبيه سمعت عليا يقول :ولى أبو بكر رضي الله عنه وكنت أحق الناس بالخلافة .قلت:هذا موضوع على أبى عوانة❶

کثیر بن یحیٰی شیعہ ہے عباس عنبری نے لوگوں کو اس سے روایت نقل کرنے سے منع کیا تھا اور امام ازدی نے کہا کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں پھر اس نے اس کی ایک یہ منکر روایت نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر والی بن گئے جبکہ میں دیگر لوگوں کے بنسبت خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ ذہبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس کی یہ روایت موضوع ہے۔

نیز پہلے دلائل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ بدعتی راوی کی روایت جب اس کے مذہب کی تائید میں ہو تو اس کی وہ روایت مردود ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اسماعیل صاحب کی پیش کردہ تینوں روایات ضعیف ہیں لہٰذا ایسی

❶ميزان الاعتدال للذهبى (متوفى ٧٤٨) ج٣ ص: ٤١٠ ناشر دار المعرفة

Scanned with CamScanner

روایات سے استدلال کرنا باطل ہے۔

شبہ: ۲۵-

مولوی اسماعیل کہتا ہے:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ. (پ۱۸ سورہ مؤمنون)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے نسب کی بناپر سوال کرسکیں گے۔

عن ابن مخرمه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بضعة مني يغيظني ما يغيظها وينشطني ما ينشطها وان الانساب تنقطع الا نسبي وسببي وصهري وهذا الْحَدِيثُ لَهُ أَصْلٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ (1)

حضرت ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو رنج کرے وہ مجھ کو رنج کرتی ہے اور جو اس کو خوش کرے وہ مجھے خوش کرتا ہے اور تحقیق روز قیامت سب نسب ختم ہو جائیں گے صرف میرا نسب اور سبب اور دامادی باقی رہے گی۔

فرمایئے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا۔ فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصاً نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ تو نسوی صاحب ورنہ سنیوں کو لوٹنا چھوڑ دو۔ (2)

جواب: اسماعیل صاحب کا یہ سوال کہ (فرمایئے نسب رسالتمآب سوائے فاطمہ کے کس سے چلا اور کون باقی رہے گا) تو یہ سوال درحقیقت اللہ پاک پر ہے کہ اللہ نے نبی صلی

(1) تفسیر ابن کثیر ص: ۲۵۶ و مستدرک حاکم جلد سوم ص: ۵۵۸

(2) فتوحات الشیعہ لاسماعیل ص: ۴۱ ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی جوہرآباد خوشاب

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ وسلم کا نسب حضرت فاطمہ سے کیوں جاری فرمایا؟ ظاہر ہے اس میں کیا حکمت تھی یہ تو اللہ پاک ہی جانتے ہیں ہمیں کیا معلوم؟ رہی یہ بات کہ کسی باپ کی بعض بچیوں سے اولاد کا سلسلہ جاری ہونا ان کے دیگر بچیوں کے وجود کے منافی نہیں ہے ایسے ہمارے عرف میں بھی ہوتا مثلاً اسماعیل صاحب کی پانچ بیٹیاں ہیں اگر صرف اسماعیل صاحب کی ایک بیٹی سے اولاد پیدا ہوتی ہے دیگر بیٹیوں سے نہیں تو کیا کسی کو یہ اعتراض کرنے کا حق ہوگا کہ اسماعیل صاحب کی صرف ایک ہی بیٹی ہے کیونکہ اگر اس کی دوسری بیٹیاں ہوتیں تو ان سے بھی اس کی نسل جاری ہوتی؟ تو یقیناً اسماعیل صاحب بھی یہاں کہے گا کہ یہ استدلال باطل ہے ہم بھی کہتے کہ اسماعیل صاحب کا یہ استدلال باطل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے اسماعیل صاحب کی اس بات کا (فاطمۃ الزہرا کا دیکھو اس حدیث میں خصوصا نام موجود ہے اور کسی لڑکی لڑکے کا نام بتلاؤ) تو یہ بات نہایت ہی مضحکہ خیز ہے یہ کہتا ہے کسی لڑکے کا نام بتلاؤ؟ قارئین کرام شیعہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طیب، طاہر قاسم پیدا ہوئے اور ماریہ قبطیہ سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو اب خود اسماعیل صاحب سے سوال ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا ہی نہیں تھا کیونکہ اس حدیث میں صرف ایک لڑکی کا نام ہے کسی دوسری لڑکی یا لڑکے کا نام ہی نہیں تو یقیناً اسماعیل صاحب کو بھی کہنا پڑے گا کہ یہ اعتراض باطل ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ اسماعیل صاحب کا یہ اعتراض باطل ہے۔

شبہ:۲۶-

غلام حسین نجفی اہل سنت کے پانچ کتابوں کے حوالے سے لکھتا ہے:

داماد رسول ہونے کو تمام علماء نے مولیٰ علی کے فضائل والقاب میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ، اہل سنت کی معتبر کتاب شذرات الذہب

Scanned with CamScanner

،اہل سنت کی معتبر کتاب فصول المہمۃ ،اہل سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر اور اہل سنت کی معتبر کتاب المناقب للخوارزمی پھر ان تمام کتب کی عبارات پیش کی ہیں۔مثلاً تذکرۃ الحفاظ کی عبارت:

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه ابو الحسن الهاشمی قاضی الأمة وفارس الإسلام وختن المصطفى صلى الله عليه وسلم كان ممن سبق إلى الإسلام لم يتلعثم وجاهد في الله حق جهاده ونهض بأعباء العلم والعمل وشهد له النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة، وقال :من كنت مولاه فعلي مولاه وقال له أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدی وقال:لا يحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق

شذرات الذہب کی عبارت:

ومناقبه لا تعدّ،من أكبرها تزويج البتول،ومؤاخاة الرسول (صلى الله عليه وسلم)ودخوله في المباهلة والكساء

فصول المہمہ کی عبارت:

هٰذا بعض ما اوردناه فی مناقب ابی السبطين وفارس بدر وحنين زوج البتول و ابی الريحانتين قرارة القلب قرة العينين سيف الله وحجة وصراط المستقيم ومجتهد فای شرف ما اخترع هنا به و ای معقل عز مافتح بابه

شرح فقہ اکبر کی عبارت:

عن علی بن ابی طالب وهو المرتضى زوج فاطمة الزهرا وابن عم المصطفى والعالم فی الدرجة العليا والمعضلات التی سئله كبار الصحابة عنها

(غلام حسین نے ان تمام عبارات کا ترجمہ بھی لکھا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ یعنی حالات لکھتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔) آگے لکھتا ہے: نجفی صاحب کی عبارت بعینہ ملاحظہ فرمائیں:

علمائے اہل سنت کا حضرت علی کے فضائل میں یہ بات شمار کرنا کہ وہ فاطمہ زہرا کے شوہر تھے نبی کریم کے داماد تھے اور عثمان کے فضائل میں فرضی دامادی کو...... ہضم کر جانا اور ڈکار بھی نہ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ عثمان صاحب کا داماد نبی ہونا سفید جھوٹ ہے۔ ❶

تنبیہ: نجفی صاحب نے مناقب خوارزمی کی عبارت نہیں لکھی ہے۔

جواب: قارئین کرام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں داماد رسول ہونے کو علمائے اہل سنت نے بیان کیا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں داماد رسول ہونے کو پیارے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْجَمَّالُ، ثَنَا عَبَّاس بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّقِّيُّ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْبَغْدَادِيُّ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ نَزَالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلْنَاهُ، عَنْ عُثْمَانَ، فَقَالَ: ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعَى فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى ذَا النُّورَيْنِ خَتَنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ، ضَمِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتًا

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۲۲۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

فِی الْجَنَّۃِ❶

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عثمان وہ شخص ہے جس کو ملأ الاعلیٰ میں ذوالنورین اور داماد رسول کہا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت میں گھر کی ضمانت لے رکھی ہے۔

ومن كلام له عليه السلام لما اجتمع الناس عليه وشكوا ما نقموه على عثمان وسألوه مخاطبته عنهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال إن الناس ورائي وقد استسفروني بينک وبينهم ووالله ما أدری ما أقول لک؟ ما أعرف شيئا تجهله، ولا أدلک على أمر لا تعرفه إنک لتعلم ما نعلم .ما سبقناک إلى شيء فنخبرک عنه،ولا خلونا بشيئ فنبلغكه .وقد رأيت كما رأينا، وسمعت كما سمعنا،وصحبت رسول الله صلى الله عليه وآله كما صحبنا وما ابن أبي قحافة ولا ابن الخطاب أولى بعمل الحق منک،وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وشيجة رحم منهما وقد نلت من صهره ما لم ينالا .❷

جب لوگ حضرت علی کے پاس حضرت عثمان کی شکایت لیکر حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے ساتھ بات کرنے کی گذارش کی تو حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عثمان لوگوں نے مجھے آپ کے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس

❶معرفة الصحابة لابی نعیم الاصبهانی (متوفی ۴۳۰)ج۱ ص:۶۲ ناشر دار الوطن الریاض ❷نهج البلاغة لشریف رضا (المتوفی ۴۰۴)ص :۲۳۵ناشر مؤسسة المختار للنشر والتوزیع القاهره

Scanned with CamScanner

سے آپ بے خبر ہوں اور آپ کو کوئی ایسی چیز نہیں بتا رہا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور ہمیں خصوصی طور پر کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ہم آپ کو پہنچائیں اور جو چیز ہم نے دیکھی وہ آپ نے دیکھی اور جو چیز ہم نے سنی وہ آپ نے سنی اور جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اسی طرح آپ نے بھی اختیار کی اور ابوبکر وعمر حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ مستحق نہیں تھے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ قریب ہو......اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی حاصل ہوئی ہے جو ابوبکر وعمر کو حاصل نہیں ہوئی۔

۲-حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (متوفی ٦٠) سے:

فكتب إليه معاوية...... عثمان بن عفان، امام المسلمين وخليفة رسول رب العالمين ذی النورين ختن المصطفى على ابنتيه[1]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عمرو بن العاص کو خط لکھا تو اس خط میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں لکھا: عثمان بن عفان امام المسلمین تھے اور رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور داماد تھے۔

تنبیہ: نجفی صاحب نے اس کتاب کو اہل سنت کی کتاب بنا کر پیش کیا لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ کتاب شیعہ کی ہے اہل سنت کی نہیں لہٰذا اہل سنت پر اس سے الزام قائم نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں میں نے صرف اس کتاب سے یہ حوالہ اس لیے نقل کیا تا کہ نجفی صاحب کو پتہ چل جائے کہ اگر اس کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو داماد رسول لکھا گیا ہے تو اسی کتاب میں حضرت عثمان کو بھی داماد رسول لکھا گیا ہے۔

اس کتاب کا مصنف شیعہ ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] المناقب لموفق بن احمد بن محمد الخوارزمی (متوفی ٥٦٨) ١٩٨ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

Scanned with CamScanner

كتاب المناقب)للامام موفق الدين أبى المؤيد محمد بن أحمد المكى الخوارزمى، المتوفى سنة ٥٦٨ تلميذ جار الله أبى القاسم محمود بن عمر الزمخشرى المتوفى سنة 538،مطبوع متداول يروى حديثه الاول عن النقيب أبى الفضل محمد بن على بن محمد بن المطهر بن المرتضى الحسينى من مشايخ الشيخ منتخب الدين بن بابويه وقد كتب هو الفهرس لابى القاسم يحيى ابن النقيب أبى الفضل المذكور،ويروى فى "المناقب "أيضا عن أبى منصور شهردار بن شيرويه ابن شهردار الديلمى المتوفى سنة 558،وعن فخر خوارزم أبى القاسم محمود بن عمر الزمخشرى سنة 538، وعن أبى الحسن على بن أحمد العاصمى، وعن برهان الدين أبى الحسن على بن الحسين الغزنوى فى داره ببغداد فى سلخ سنة 544)وأورده القمى فى الكنى والالقاب بعنوان اخطب خوارزم ونقل ما فى آخر مناقبه من مديح على بقوله :ان النبى مدينة لعلومه *وعلى الهادى لها كالباب لو لا على ما اهتدى فى مشكل *عمر الاصابة والهدى لصواب بالجملة لا شبهة فى انه يفضل عليا على غيره من الصحابة، وعده فى "رسالة مشايخ الشيعة "منهم ولعله بمجرد تأليفه هذا استظهر تشيعه وإلا فهو من أعاظم العامة❶

عبارت کا حاصل: صاحب مناقب خوارزمی کے متعلق اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوتمام صحابہ پر فضیلت دیتا تھااور اس نے یہ کتاب یعنی مناقب اپنی شیعت ظاہر کرنے کے لیے لکھی ورنہ تو یہ سنی تھا۔اور عباس قمی نے اس کوالکنی

❶الذريعة الى تصانيف الشيعة لآقا برگ طهرانى (متوفى١٣٨٩)ج٢٢ ص:٣١٥ ناشر دار الاضواء بيروت

Scanned with CamScanner

والالقاب میں اخطب خوارزم کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

(أخطب خوارزم)أبو المؤيد الموفق بن احمد الخوارزمی، فقيه محدث خطيب شاعر له كتاب في مناقب أهل البيت " عليه السلام قال في آخر المناقب :هل أبصرت عيناك في المحراب كأبی تراب من فتی محراب لله در أبی تراب انه أسد الحراب وزينةالمحراب هو ضارب وسيوفه كثواقب هو مطعم وجفانه كجواب هو قاصم الاصلاب غير مدافع *يوم الهياج وقاسم الاسلاب ان النبی مدينة لعلومه *وعلی الهادی لها كالباب لولا علی ما اهتدی في مشكل *عمرالاصابة والهدی لصواب❶

عبارت کا حاصل: خوارزمی فقیہ، محدث، خطیب اورشاعر تھا مناقب اہل بیت میں اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اشعار نقل کیے ہیں جن کے آخر میں اس طرح ہے: کہ نبی علم کا شہراور علی اس کا دروازہ تھا اگر علی نہ ہوتے تو عمر راہ حق نہ پاتے۔

نیز علمائے اہل سنت نے جس طرح داماد رسول ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں شمار کیا ہے اسی طرح علمائے اہل سنت نے داماد رسول ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی شمار کیا ہے۔مثلاً نجفی صاحب نے سب سے پہلے تذکرۃ الحفاظ کا حوالہ ذکر کیا ہے ہم بھی پہلے اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

۳-حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) سے:

أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضی الله عنه أبو عمرو الأموی ذو النورين: ومن تستحی منه الملائكة، ومن جمع الأمة علی مصحف واحد بعد الاختلاف،

❶الكنی والالقاب للشيخ عباس القمی (متوفی ۱۳۵۹)ج۲ ص:۱۴-۱۵ ناشرمؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسين بقم

Scanned with CamScanner

ومن افتتح نوابه إقليم خراسان وإقليم المغرب، وكان من السابقين الصادقين القائمين الصائمين المنفقين في سبيل الله، ممن شهد له رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة وزوجه بابنتيه رقية وأم كلثوم رضى الله عنهم أجمعين❶

امیر المؤمنین عثمان بن عفان ذوالنورین وہ شخصیت تھے جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے تھے آپ سابقین اولین میں سے تھے سچوں میں سے تھے تہجد گذار تھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔

۴-عبدالحی بن احمد الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹) سے:

سنة أربع وعشرين في أولها بويع ذو النّورين عثمان بن عفّان الأموى بالخلافة بإجماع من المسلمين❷

سن ۲۴ ہجری میں عثمان ذوالنورین کی مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ بیعت کی گئی۔

۵-ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴) سے:

عثمان بن عفان...... وهو ذو النورين كما في نسخة لانه تزوج بنتى النبى صلى الله عليه وسلم وقال عليه الصلاة والسلام لو كانت لى اخرى لزوجتها اياه ويقال لم يجمع بين بنت نبى من لدن آدم عليه الصلاة والسلام الىٰ قيام الساعة الا عثمان رضى الله عنه❸

---

❶تذكرة الحفاظ للذهبى (متوفى ۷٤۸) ج۱ ص:۱۳ ناشر دار الكتب العلمية

❷شذرات الذهب لعبد الحى بن احمد الحنبلى (متوفى ۱۰۸۹) ج۱ ص:۸۱ ناشر دار ابن كثير دمشق ❸شرح الفقه الاكبر لملا على القارى (متوفى ۱۰۱٤) ص:٦۲ ناشر قديمى كتب خانه كراتشى

Scanned with CamScanner

عثمان بن عفان ذوالنورین ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے ساتھ یکے بعد دیگے شادی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی اور بھی بیٹی ہوتی تو میں اس کو شادی کروادیتا۔ کہا جاتا ہے کہ (عثمان کو ایک خاص شرف یہ بھی حاصل ہے) کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ ان کے گھر میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

۶۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳) سے:

أميـر المؤمنين عثمان بن عفان بن أبي العاص ابن أمية بن عبد شمس بـن عبد مناف أبو عمرو ويقال أبو عبد الله كان ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنته رقية وأم كلثوم❶

امیر المؤمنین عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں رکھنے کی وجہ سے داماد رسول تھے۔

۷۔یحی بن عبدالوہاب (متوفی ۵۱۱) سے:

عُثْـمَـان بـن عَـفَّـان رَضِـي الـلـه عَـنـهُ ابْن ابی الْعَاصِ بن امية بن عبد الشَّـمْـس بن عبد مَنَاف بن قصي ابو عَمْرو وَيُقَال ابو عبد الله ختن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على ابْنَته❷

عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں رکھنے کی وجہ سے داماد رسول تھے۔

تنبیہ: ہم اختصاراً اسی پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اللہ پاک کی توفیق سے اس بات پر

❶المتفق والمفترق لاحمد بن علي الخطيب البغدادي ،متوفى ٤٦٣)ج٣ ص:١٦١٥ ناشر دار القادرى دمشق ❷معرفة اسامي ارداف النبي ليحي بن عبد الوهاب الاصبهاني (متوفى ٥١١)ص:١٨ ناشر المدينة للتوزيع بيروت

Scanned with CamScanner

مزید بہت سارے حوالے نقل کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام ان عبارات سے معلوم ہوا کہ علمائے اہل سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں دامادرسول ہونے کوذکر کرتے ہیں لہذا نجفی صاحب کا یہ کہنا (علمائے اہل سنت کا حضرت علی کے فضائل میں یہ بات شمار کرنا کہ وہ فاطمہ زہرا کے شوہر تھے نبی کریم کے داماد تھے اورعثمان کے فضائل میں فرضی دامادی کو...... ہضم کر جانا اورڈ کار بھی نہ لینا) غلط بیانی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے الفصول المہمہ کی عبارت کا تو اس کتاب کی عبارت سے اہل سنت پر الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کتاب کا پورا نام [الفصول المهمة في معرفة الائمه] ہے۔ اس کے مصنف کا پورا نام ہے ابن الصباغ نور الدین علی بن محمد بن احمد الصفاقسی ہے اور یہ مصنف متہم بالرفض ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

الفصول المهمةفي معرفة الائمة الاثنى عشر وفضلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم .للشيخ نور الدين على بن محمد بن الصباغ المالكى المكي، المتوفى 855مطبوع متداول .اوله الحمد لله الذى جعل من صلاح هذه الامة نصب الامام العادل عده في رسالةمشايخ الشيعة[1]

فصول المہمہ بارہ ائمہ کے تعارف اور فضائل پر لکھی ہوئی کتاب ہے جس کا مصنف شیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی (متوفی ۸۵۵) ہے۔ اس مصنف کو محقق کرکی کے شاگرد نے اپنے رسالہ [مشايخ شيعه] میں شمار کیا ہے۔

اوراس کے متعلق حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الفصول المهمة،في معرفة الأئمة، وفضلهم، ومعرفة أولادهم ونسلهم للشيخ، نور الدين:علي بن محمد بن الصباغ المالكي المكي.المتوفى:

---

[1] الذريعه الى تصانيف الشيعة لآقا بزرگ طهرانى (متوفى ١٣٨٩)ج١٥ ص:٥٢ ناشر دار الاضواء بيروت

Scanned with CamScanner

سنة 855،خمس وخمسين وثمانمائة.وأراد: الأئـمة الاثنى عشر،الذين أولهم: علـى بـن أبـى طالب رضى الله تعالى عنه وآخرهم:الإمام المهدى المنتظر . وعقد لكل منهم :فصلا.وفى الأئمة الثلاثة الأول :فصول أيضا. وقد نسب بعضهم المصنف فى ذلک إلى الترفض.كما ذكره فى خطبته أوله:(الحمد لله الذى جعل من صلاح هذه الأمة نصب الإمام العادل ❶

عبارت کا حاصل:ابن الصباغ کی اس کتاب کے شروع میں ہی ان الفاظ[الحمد لله الذى جعل من صلاح هذه الأمة نصب الإمام العادل] لکھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس کو رافضی کہا ہے۔

(میں یعنی علی اکبر) کہتا ہوں کہ اس مصنف نے اس کتاب کے ص:۱۴ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی و فاطمہ اور حسن و حسین ہیں حالانکہ اہل سنت کے نزدیک آیت کا مصداق ازواج مطہرات اور حدیث رسول کی بنیاد پر علی و فاطمہ اور حسن و حسین بھی اہل بیت ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے عقائد و نظریات اہل تشیع کے ہیں نہ کہ اہل سنت کے لہٰذا یہ مصنف غالبا رافضی ورنہ مشکوک المذہب ضرور ہے۔رہی بات اس کا مالکی کہلانا تو یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تقیہ کرتا ہوگا کیونکہ شیعہ مصنف قاضی نور اللہ شوستری نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ہمارے بہت سارے شیعہ علماء تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی و شافعی کہلاتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

چون علمای شيعه ايدهم الله بنصره بعلت تمادی استيلای اصحاب شقا وشقاق واستيلای اهل تغلب ونفاق همواره در زاويه تقية متواری و مختفی بوده اند خود را شافعی يا حنفی می نموده اند. ❷

---

❶کشف الظنون لحاجی خليفة (متوفی ۱۰٦۷)ج۲ ص:۱۲۷۱ ناشر دار الكتب العلمية

❷مجالس المؤمنين لنور الله شوشتری(المتوفی ۱۰۱۹)ج۱ ص:۳ ناشر كتابفروشی اسلاميه تهران

Scanned with CamScanner

شبہ: ۲۷-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

شرح فقہ الاکبر کی عبارت ملاحظہ ہو: [**وسمیت بتولا لانقطاعها عن نساء زمانها فضلا و دینا و حسبا**] جناب فاطمہ زہرا کا لقب بتول اس لیے رکھا گیا کیونکہ بی بی عالیہ اپنے زمانے کی عورتوں سے فضیلت، دیانت حسب ونسب میں جداگانہ شان رکھتی تھیں۔

ہمارا مقصود آخری چیز ہے کہ بی بی فاطمہ کے زمانے کی تمام عورتوں ان کا نسب اور تھا اور خود جناب فاطمہ کا نسب اور تھا۔ مذکورہ حنفی عالم کی تحقیق تب درست ہے کہ جب فاطمہ زہرا اپنے باپ رسول کی اکلوتی اور اکیلی بیٹی ہوں اگر نبی کریم کی اور بیٹیاں تھیں تو وہ لڑکیاں جناب نوح کے زمانہ میں تو نہ تھیں بلکہ جناب فاطمہ کے زمانہ میں ہوں گی اور فاطمہ کے ساتھ نسب میں برابر شریک ہوں گی پس جناب فاطمہ کا نسب تمام عورتوں سے جدا نہ رہا اور حنفی عالم کی تحقیق بھی درست نہ رہی پس ہم اپنے اہل سنت احباب سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ کا مایہ ناز عالم تو جناب فاطمہ کا نسب تمام عورتوں سے جدا سمجھتا تھا لیکن آپ لوگ تو جناب فاطمہ کے ساتھ شرافت نسلی میں تین عورتوں کو بھی شریک کرتے ہیں اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ہم غریب شیعہ کیا کریں؟ آپ کے فرمان کو تسلیم کریں کہ رسول کی لڑکیاں چار تھیں یا آپ کے مذہب کے مایہ ناز عالم کے ارشاد کو تسلیم کریں کہ نبی پاک کی صرف ایک لڑکی تھی؟ ❶

جواب: قرآنی اصول یہ ہے کہ واضح عبارت کو لیا جائے اور مبہم عبارت کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے جو لوگ واضح عبارات کو چھوڑ کر مبہم عبارات کی طرف جاتے ہیں ان کے حق میں اللہ پاک فرماتے ہیں: [**فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ**] جن لوگوں کے دل میں کجی ہے تو وہ لوگ محکم یعنی واضح آیات کو چھوڑ کر متشابہ آیات کے پیچھے جاتے ہیں جس سے ان کا مقصد فتنہ پھیلانا ہوتا ہے۔ یہی حال غلام حسین نجفی کا ہے

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص: ۳۶ تا ۳۷ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

کہ وہ ملاعلی قاری کی بنات رسول کے بارے میں اس واضح عبارت کو دیکھتا ہی نہیں ہے جو نجفی صاحب کی پیش کردہ عبارت سے چند لائن پہلے ہے جس میں ملاعلی قاری[الفقه الاکبر] کی اس عبارت:[**وقاسم وطاهر وابراهيم كانو بني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و على آله وسلم وفاطمة وزينب ورقية و ام كلثوم كن جميعا بنات رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وسلم ورضى عنهن**] کی واضح الفاظ میں تصدیق کرتا ہے:[**وفاطمة وزينب ورقية و ام كلثوم كن جميعا بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضى عنهن**] کہ فاطمہ، زینب، رقیہ اورام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں اللہ ان سے راضی ہو۔ملاحظہ فرمائیں: ❶

اس کے بعد ہر ایک بچی کے مختصر حالات اوران کے شوہروں کا تذکرہ بھی کرتے ہیں کہ زینب کے ساتھ اس کے خالہ زاد ابوالعاص نے شادی کی ،سیدہ فاطمہ کے ساتھ حضرت علی نے شادی کی اور رقیہ اور ام کلثوم کے ساتھ یکے بعد دیگر حضرت عثمان نے شادی کی ۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نجفی صاحب کو یہ صریح عبارت پسند نہیں آئی آگے جا کر ایک مبہم عبارت کو زور سے کھینچ کر اپنے غلط نظریہ کے مطابق بنانے کی ناکام کوشش کی ،حالانکہ ملاعلی قاری کا اس عبارت[**وسميت بتولا لانقطاعها عن نساء زمانها فضلا و دينا وحسبا**] سے مقصد بنات ثلاثہ کی نفی ہرگز نہیں۔ملاعلی قاری اس عبارت سے صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ فاطمہ کو بتول اس لیے کہتے کہ وہ نسب کے اعتبار سے اپنے زمانہ کی عورتوں سے ممتاز تھیں یعنی اپنی بہنوں کے علاوہ دوسری خواتین کے بنسبت نہ کہ اپنی بہنوں کی بنسبت کیونکہ اس عبارت میں زمانہ کی عورتیں کہا زمانہ کی تمام عورتیں نہیں کہا کہ ان میں سیدہ فاطمہ کی بہنیں بھی شامل ہوں۔اب یہ عبارت بعینہ شیعہ کی کتاب معانی الاخبار کی اس عبارت کی طرح ہے:

---

❶شرح الفقه الاكبر لملا على القارى (متوفى ١٠١٤)ص:٦٢ ناشر قديمى كتب خانه كراتشى

Scanned with CamScanner

من منازل هارون من موسى بعد ذلك أشياء ظاهرة و أشياء باطنة، فمن الظاهرة أنه كان أفضل أهل زمانه و أحبهم إليه و أخصهم به و أوثقهم في نفسه❶

عبارت کا خلاصہ: ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے بنسبت چند ظاہری و باطنی خوبیاں حاصل تھیں ان میں سے ایک خوبی یہ حاصل تھی کہ ہارون علیہ السلام اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل تھے۔

اب نجفی صاحب سے سوال ہے کہ ہارون علیہ السلام کے زمانہ میں تو موسیٰ علیہ السلام بھی تھے تو کیا اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہارون علیہ السلام اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل تھے؟ یقیناً ایسے مطلب مراد لینے پر آپ بھی راضی نہیں ہونگے۔ آپ بھی یہی کہوگے کہ یہاں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسروں سے افضل ہونا مراد ہے میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ملا علی قاری کی عبارت میں بھی اپنی بہنوں کے علاوہ دوسری خواتین سے عمدہ نسب مراد ہے۔

نیز ملا علی قاری نے بتول لقب ہونے کی دوسری وجہ بھی پیش کی ہے جس کو نجفی صاحب ہضم کر گئے ہیں: [وقيل: لانقطاعها عن الدنيا إلى الله] یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدہ فاطمہ کو بتول اس لیے کہا جاتا ہے وہ دنیا سے کنارہ کشی کرنے والی تھی۔ دیکھیے: ❷

لہٰذا نجفی صاحب کا یہ واویلا کرنا کہ (اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ہم غریب شیعہ کیا کریں؟ آپ کے فرمان کو تسلیم کریں کہ رسول کی لڑکیاں چار تھیں یا آپ کے مذہب کے مایہ ناز عالم کے ارشاد کو تسلیم کریں کہ نبی پاک کی صرف ایک لڑکی تھی؟) محض ہذیان ہے۔

❶ معانی الاخبار للشیخ الصدوق (متوفی ۳۸۱) ج۱ ص:۷۵ ناشر انتشارات اسلامی وابستہ بجامعۃ مدرسین حوزہ علمیہ قم

❷ شرح الفقه الاکبر لملا علی القاری (متوفی ۱۰۱٤) ص:٦٢ ناشر قدیمی کتب خانہ کراتشی

Scanned with CamScanner

شبہ: ۲۸-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

عثمان صاحب نے اپنے زمانہ کفر میں رقیہ سے شادی کی تھی۔...... ذخائر العقبیٰ کی عبارت ملاحظہ ہو: [**وذکر الدولابی أن تزویج عثمان رقیة کان فی الجاهلیة**] تذکرہ کی عبارت ملاحظہ ہو: [**تزوج عثمان فی جاهلیة رقیة زوجه رسول الله ایاها**] دونوں عبارتوں کا ترجمہ: دولابی نے ذکر کیا ہے کہ عثمان کی شادی رقیہ سے عثمان کے زمانہ کفر میں ہوئی ہے۔

پہلی تو تعجب کی بات یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ان کے بالغ ہونے سے پہلے عتبہ اور عتیبہ ان دونوں کافروں سے ہوا اور ان دونوں نے اسلام دشمنی کی وجہ سے ان لڑکیوں کو طلاق دے دی پس جب ان لڑکیوں کو غیر مسلم خاوندوں نے طلاق دے دی تو پھر ہمارے نبی کو کیا مجبوری تھی کہ نابالغ لڑکیاں پھر ایک ایسے شخص کو دے رہے ہیں کہ وہ بھی ابھی غیر مسلم ہے بچیاں نابالغ ہوں اور حضور دیں بھی دونوں مرتبہ کفار کو، اور ایک مرتبہ طلاق بھی ملے کاش کہ کوئی وہابی دوست اس راز سے پردہ اٹھاتا۔ دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے اپنے علم وفضل کے باوجود اس شادی میں کیا فضیلت دیکھی ہے؟ عتبہ بھی کافر تھا اور اس وقت جناب عثمان بھی غیر مسلم تھے رقیہ کی شادی پہلے تو عتبہ کافر کے ساتھ ہوئی عتبہ نے اپنے باپ کے کہنے پر...... طلاق دے دی۔ جناب عثمان ابھی ابھی اسلام نہیں لائے تھے کہ پھر رقیہ کی شادی ان کے ساتھ ہوگئی لہٰذا اس بچی کا شوہر ہونا ایک ایسی بات ہے جس میں دو غیر مسلم شریک ہیں۔ پس اگر فضیلت ہے تو دونوں کے لیے ہے اور اگر نہیں تو دونوں کے لیے نہیں ہے؟ (1)

جواب: غلام حسین نے چونکہ اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھی ہوئی ہے تو اس کو حق

---

(1) قول مقبول لغلام حسین ص: ۱۹۳ تا ۱۹۴ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

کہاں سے نظر آئے؟ حالانکہ معمولی سمجھ رکھنے والا شخص بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت رقیہ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے ہوا اور عتبہ نے ان کو اس وقت طلاق دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت دی تو یقیناً حضرت عثمان نے ان کے ساتھ مسلمان ہونے کے بعد نکاح کیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ آگے چل کر نجفی صاحب خود ہی کتب اہل سنت کے حوالے سے قول مقبول ص:۱۹۶ پر لکھتا ہے: عثمان کہتا ہے پھر میں مسلمان ہو گیا اور رقیہ سے شادی کر لی۔

اس عبارت سے تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے رقیہ کے ساتھ مسلمان ہونے کے بعد نکاح کیا ہے۔ لہذا نجفی صاحب کی بات (عثمان صاحب نے اپنے زمانہ کفر میں رقیہ سے شادی کی تھی) دلائل کی رو سے غلط ہے۔

اور غلام حسین نجفی نے ذخائر العقبی کی جس روایت کو لے کر اتنی طویل تقریر کر کے جہاں اپنے آپ کو بھی تھکایا ہے وہاں کاغذ کو بھی سیاہ کر کے ضائع کیا ہے وہ روایت ہی موضوع ہے۔ کیونکہ اس روایت کو صاحب ذخائر العقبی نے دولابی کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور دولابی نے یہ روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ الْحَلَبِيُّ قَالَ :ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ قَالَ :ثَنَا جَدِّي عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُثْمَانَ،وَبِهِ كَانَ يُكْنَى أَوَّلَ مَرَّةٍ حَتَّى كُنِّيَ بَعْدَ ذَلِكَ بِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ (1)

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو اسامہ حلبی ہے اس سے مراد عبداللہ بن محمد بن أبي أسامة ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ دولابی کی اسی کتاب میں ایک سند اس طرح آئی ہے: ملاحظہ فرمائیں:

(1) الکنی والاسماء لابی بشر الدولابی (متوفی ۳۱۰) ج۱ ص: ۲۰ ناشر دارابن حزم

Scanned with CamScanner

حَـدَّثَـنِـی أَبُـو أُسَامَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی أُسَامَةَ الْحَلَبِیُّ قَالَ :ثَنَا حَـجَّـاجُ بْنُ یُوسُفَ وَهُوَ ابْنُ أَبِی مَنِیعٍ قَالَ :حَـدَّثَـنِی جَدِّی عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی زِیَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِیِّ ❶

اورابوسامہ عبداللہ بن محمد بن أبی أسامۃ وضاع راوی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:.

قال ابن حبان :یضع الحدیث، ثم قال :کان محمد بن إسماعیل الجعفی شدید الحمل علیه❷

ابن حبان کہتے ہیں یہ شخص روایات بناتا تھا اورمحمد بن اسماعیل الجعفی اس پر سخت جرح کرتے تھے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تذکرہ یعنی تذکرہ خواص الامۃ کی عبارت کا تو صاحب تذکرہ بلاشبہ رافضی ہے لہٰذا یہ شیعہ کی کتاب ہے اس کے زریعے اہل سنت پر الزام قائم کرنا غلط ہے۔البتہ اس کے رافضی ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یوسف بن قزغلی......سبط ابن الجوزی...... الف کتاب مرأة الزمان فتراه یأتی فیه بمناکیر الحکایات وما اظنه بثقة فیما ینقله بل یجنف و یجازف ثم انه ترفض وله مؤلف فی ذالک...... قال الشیخ محی الدین السوسی لما بلغ جدی موت سبط ابن الجوزی قال لا رحمه الله کان رافضیاً. ❸

عبارت کا مفہوم:سبط ابن الجوزی نے ایک کتاب تألیف کی ہے مرأۃ الزمان کے

---

❶الکنی والاسماء لابی بشر الدولابی (متوفی ۳۱۰)ج۱ ص:۱۴ ناشر دارابن حزم

❷میزن الاعتدال للذهبی (متوفی ۷۴۸)ج۲ ص:۴۹۱ ناشر دار المعرفة

❸ میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸)ج۴ ص:۴۷۱ ناشر دار المعرفة بیروت لبنان

Scanned with CamScanner

نام سے ای مخاطب آپ اس میں دیکھو گے کہ اس نے اس میں عجیب عجیب کہانیاں نقل کی ہیں اس کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ یہ عبارات نقل کرنے میں قابل اعتماد نہیں ہے بلکہ راستے سے ہٹ جاتا ہے اور بے تکی باتیں کرتا ہے۔ پھر یہ رافضی بن گیا اور اس کی اس میں ایک تألیف بھی ہے۔ شیخ محی الدین سوسی کہتے ہیں کہ جب میرے دادے کو سبط ابن جوزی کے موت کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے کیونکہ یہ رافضی تھا۔

اور حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں بھی فرماتے ہیں:

رأیت له مصنفاً یدل علیٰ تشیعه ❶

عبارت کا مفہوم: میں نے اس کی ایک تصنیف دیکھی جو اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اور اس کے متعلق علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کان یصنف بحسب مقاصد الناس یصنف للشیعة ما یناسبهم لیعوضوه بذالک ویصنف علی مذهب ابی حنیفة لبعض الملوک لینال بذالک اغراضه فکانت طریقته طریقة الواعظ الذی قیل له ما مذهبک؟ قال فی ای مدینة ❷

عبارت کا مفہوم: یہ سبط ابن الجوزی لوگوں کے مقاصد کے موافق لکھتا تھا کبھی شیعوں کے حق میں لکھتا تا کہ اس کو شیعوں کی طرف سے کچھ عوض مل جائے اور کبھی بعض بادشاہوں کو خوش کرنے کے لیے حنفی مذہب کے موافق لکھتا تھا تا کہ اس کے ذریعے اپنے مقاصد پورے کر سکے پس اس کا طریقہ اس واعظ کی طرح تھا جس سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا

❶ سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱۶ ص:۴۴۹ ناشر دار الحدیث القاهره ❷ منهاج السنة النبویة لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیة الحرانی (المتوفی ۷۲۸) ج۴ ص:۹۸ ناشر جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة

Scanned with CamScanner

مذہب ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا مذہب ان علاقے والوں کا مذہب ہوتا ہے جس علاقے میں، میں ہوتا ہوں۔

رہا اس کا اپنے آپ کو حنفی کہلانا تو قارئین کرام شیعہ مصنفین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ بہت سارے شیعہ مصنفین تقیہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو حنفی شافعی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ جیسے کہ شیعوں کا محقق زمان قاضی نور اللہ شوستری لکھتا ہے:

چون علمای شیعه ایدهم الله بنصره بعلت تمادی استیلای اصحاب شقا وشقاق و استیلای اهل تغلب ونفاق همواره در زاویه تقیة متواری و مختفی بوده اند خود را شافعی یا حنفی می نموده اند. ❶

عبارت کا مفہوم: ہمارے کئی سارے علماء منافقین کے دبدبے کی وجہ سے تقیہ کرتے رہے اور اپنے آپ کو حنفی اور شافعی ظاہر کرتے رہے۔

تو لگتا یہ کہ یہ سبط ابن الجوزی بھی اس قسم کے شیعہ مصنفین میں سے تھا جو حقیقت میں شیعہ ہی تھا لیکن تقیہ کر کے اپنے آپ کو حنفی کہلاتا تھا۔

شبہ: ۲۹-

غلام حسین نجفی لکھتا ہے:

آئین اسلام میں عورت و مرد کا شرافت خاندان میں برابر ہونا صحت نکاح کے لیے ضروری ہے۔...... ارباب انصاف میں نے مذکورہ چودہ عدد کتابیں خود دیکھی ہیں جھوٹے پر ہزار لعنت سب میں لکھا ہے کہ اسلام میں کفو کا لحاظ کیا گیا ہے۔ (کہنا یہ چاہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آل نبی کے کفو نہیں تھے اس لیے محال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بچی ان کے نکاح میں دی ہو)؟❷

❶ مجالس المؤمنين لنور الله شوشتری(المتوفی ۱۰۱۹)ج۱ ص:۳ ناشر کتابفروشی اسلامیه تهران ❷ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۳۹تا۳۴۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

جواب: قارئین کرام اولاً تو نجفی صاحب کے دعوی اور دلیل میں کوئی مطابقت نہیں ہے دعوی یہ تھا کہ (آئین اسلام میں عورت و مرد کا شرافت خاندان میں برابر ہونا صحت نکاح کے لیے ضروری ہے۔) اس سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ غیر کفو کی صورت میں نکاح باطل ہے جبکہ جن کتابوں کے حوالہ جات نقل کیے ہیں ان سے خود ہی یہ نتیجہ نکالا کہ (اسلام میں کفو کا لحاظ کیا گیا ہے) تو اس سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگرچہ اسلام نے کفو کا لحاظ رکھا ہے لیکن اگر کوئی عورت غیر کفو کے ساتھ نکاح کر لے تو نکاح متحقق ہو جائے گا۔ اسلام میں کفو کا لحاظ رکھنا اور چیز ہے اور کفو کا نکاح کی صحت کے لیے شرط ہونا اور چیز ہے۔ فتدبر۔ نیز شیعہ سنی کتب میں وضاحت موجود ہے کہ اگر اولیاء کسی عورت کی رضا سے اس کا نکاح غیر کفو سے کر دیں تو یہ نکاح درست ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱ —ویجوز أن تزوج من غیر کفو برضا منها (۱)

عورت کی رضا سے اس کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کرانا جائز ہے۔

۲ —فی ظاهر الروایة لا فرق بین الکفؤ وغیر الکفؤ ولکن للولی الاعتراض فی غیر الکفؤ (۲)

عبارت کا مفہوم: اگر کوئی عورت کسی شخص کے ساتھ اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو یہ نکاح جائز ہوگا۔ پھر ظاہر الروایۃ کے مطابق کفو اور غیر کفو کا کوئی فرق نہیں دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے البتہ غیر کفو کی صورت میں صرف اولیاء کو اعتراض کرنے کا حق ہوگا۔

یہی تو وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میں نسب کا خیال نہیں رکھا ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) کتاب اهل التشیع المبسوط لمحمد بن الحسن الطوسی (متوفی ٤٦٠) ج٦ ص: ١٥٤ ناشر المکتبة المرتضویة لاحیاء الاثار الجعفریة

(۲) کتاب اهل السنة الهدایه فی شرح بدایة المبتدی لابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی (متوفی ٥٩٣) ج١ ص: ١٩١ ناشر دار احیاء التراث العربی

Scanned with CamScanner

عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) زوج مقداد بن الاسود ضباعة ابنة الزبير بن عبد المطلب وإنما زوجه لتتضع المناكح وليتأسوا برسول الله (صلى الله عليه وآله (وليعلموا أن أكرمهم عند الله أتقاهم ❶.

عبارت کا مفہوم: جعفر صادق سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن اسود کی شادی ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ کروائی یہ اس لیے تاکہ نکاح کرنا آسان ہو جائے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریں اور ان کو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر بنی ھاشم کا نکاح بنو ھاشم کے ساتھ درست ہے۔

نیز شیعوں کے امام جعفر صادق سے یوں بھی منقول ہے اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عن علي بن بلال قال لقي هشام بن الحكم بعض الخوارج فقال يا هشام ما تقول في العجم يجوز ان يتزوجو في العرب ؟ قال نعم قال فقريش تزوج في بني هاشم قال نعم قال عمن اخذت هذا ؟قال عن جعفر بن محمد عليه السلام. ❷

عبارت کا مفہوم: علی بن بلال کہتا ہے کہ ھشام بن حکم کے ساتھ بعض خارجیوں کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ھشام بن حکم سے پوچھا کہ آپ عجمیوں کے متعلق کیا کہتے ہو کہ یہ لوگ عرب سے شادی کر سکتے ہیں تو ھشام نے کہا جی ہاں - پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا قریش بنی ھاشم سے شادی کر سکتے ہیں تو بھی ھشام نے کہا جی ہاں تو انہوں نے پوچھا کہ یہ نظریہ آپ نے کس سے لیا ہے تو ھشام نے کہا کہ میں نے یہ نظریہ جعفر صادق سے لیا ہے۔

---

❶ فروع كافي لمحمد بن يعقوب كليني (متوفى ٣٤٤) ج٥ ص: ٣٤٥ ناشر دار الكتب الاسلاميه طهران ❷ فروع كافي لمحمد بن يعقوب كليني (متوفى ٣٢٩) ج٥ ص: ٣٤٥ ناشر دار الكتب الاسلاميه طهران

Scanned with CamScanner

قارئین کرام چونکہ غیر بنی ھاشم کے بنی ھاشم کے ساتھ جواز نکاح کا نظریہ شیعوں کے ائمہ سے ثابت ہے اس لیے شیعہ علماء نے اس نظریہ کی تائید بھی کی ہے. ملاحظہ فرمائیں:

۱-شیعوں کا فقیہ العصر ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن الحسن الحلی لکھتا ہے:

یجوز نکاح الحرة العبد و الهاشمية غير الهاشمي . ❶

آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے جائز ہے.

۲-شیعوں کا فقیہ العصر زین الدین ابوعلی الحسن بن ابی طالب المعروف بالفاضل لکھتا ہے:

یجوز نکاح الحرة بالعبد و الهاشمية بغير الهاشمي و العربية بالعجمي وبالعكس و اذا خطب المؤمن القادر على النفقة وجبت اجابته و انكان اخفض نسباً. ❷

عبارت کا مفہوم: آزاد عورت کا نکاح غلام کے ساتھ جائز ہے اسی طرح ھاشمیہ (سیدہ) کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے اور عربیہ کا عجمی سے اور اس کے برعکس جائز ہے اور جب بھی کوئی مومن جو نفقہ پر قادر ہو آپ سے رشتہ طلب کرے تو اس کو رشتہ دینا واجب ہے چاہے وہ گھٹیا نسل کا کیوں نہ ہو.

۳-شیعوں کا فقیہ الامۃ الشہید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹۶٦) اپنی کتاب مسالک الافھام شرح شرائع الاسلام ج ا ص ۳۹۸ طبع دار الھدیٰ للطباعۃ والنشر قم میں شیعہ کے مشہور محقق علامہ حلی (المتوفی ٦٧٦) کی کتاب شرائع الاسلام کی عبارت:

و یجوز نکاح الحرةالعبد والعربية العجمي و الهاشمية غير الهاشمي

کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

❶المختصر النافع في فقه الامامية لابي القاسم جعفر بن الحسن الحلی ص: ۱۸۰ ناشر منشورات قم الدراسات الاسلامية می ❷كشف الرموز فی شرح المختصر النافع لزين الدين (متوفی ٦٧٢) ج ۲ ص: ۱۵۱ ناشر مؤسسة النشر الاسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم

Scanned with CamScanner

وزوج النبی ابنته عثمان و زوج ابنته زینب بابی العاص بن ربیع و لیسا من بنی ھاشم و کذالک زوج علی ابنته ام کلثوم من عمر. ❶

عبارت کا مفہوم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنو ھاشم میں سے نہیں تھے اور اسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کی.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ھاشمی (سیدہ) عورت کا نکاح غیر ھاشمی (غیر سید) سے درست ہے.

۴-شیعوں کا شیخ محمد بن حسن الحر العاملی لکھتا ہے:

باب انه یجوز لغیر الھاشمی تزویج الھاشمیة و الاعجمی العربیة و العربی القرشیة و القرشی الھاشمیة. ❷

عبارت کا مفہوم: یہ باب ہے اس بیان میں کہ غیر ہاشمی کی شادی ہاشمی عورت سے جائز ہے اور عجمی کی شادی عربی عورت سے اور عربی کی قریشی عورت سے اور قریش کی ہاشمی عورت کے ساتھ شادی جائز ہے.

۵-شیعہ کا خاتم المحدثین نوری طبرسی لکھتا ہے:

باب أنه یجوز لغیر الھاشمی تزویج الھاشمیة،و الاعجمی العربیة، و العربی القرشیة، و القرشی الھاشمیة وغیر ذلک ❸

عبارت کا مفہوم: یہ باب ہے اس بیان میں کہ غیر ہاشمی کی شادی ہاشمی عورت سے جائز ہے اور عجمی کی شادی عربی عورت سے اور عربی کی قریشی عورت سے اور قریش کی ہاشمی

❶مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام لزین الدین بن علی العاملی (متوفی ۹٦٦) ج١ ص٣٩٨ ناشر، دار الھدیٰ للطباعة والنشر ❷وسائل الشیعة لمحمد بن الحسن (متوفی ١١٠٤) ج٧ ص٢٥٩ ناشر منشورات ذوی القربیٰ ایران -قم ❸مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل لحسین النوری الطبرسی المتوفی ١٣٢٠) ج١٤ ص:١٨٣ناشر مؤسسة آل البیت علیھم السلام لاحیاء التراث

Scanned with CamScanner

عورت کے ساتھ شادی جائز ہے۔

شیعہ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ہاشمیہ کا نکاح غیر ہاشمی سے ہوسکتا ہے اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح بھی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

ثانیاً: شرافت خاندان میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقیہ وام کلثوم کے کفو ہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے:

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیة بن عبد الشمس بن عبد مناف

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف.

خلاصہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا دادا عبد مناف یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے دادا ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قریشی ہیں۔

نیز حضرت عثمان کی والدہ ام اروی بنت کرز کی والدہ حضرت عبد المطلب کی بیٹی بیضاء بنت عبد المطلب ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

وأمّه أروى بنت كريز، وأمها البيضاء بنت عبد المطلب (1)

خلاصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان کا دادا اور نانا ایک ہے۔

اور یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

أقول: قال ابن عبد البر في الاستيعاب عثمان بن عفان بن أبي العاص ابن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي القرشي الاموي يكنى: أبا عبد الله، وأبا عمرو وولد في السنة السادسة بعد الفيل، أمه أروى بنت

(1) الاصابة في تمييز الصحابة لابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج۸ص:۱۷۷ ناشر دار الكتب العلمية

Scanned with CamScanner

كريز ابن ربيعة بن حبيب بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصي،وأمها البيضاء أم حكيم بنت عبد المطلب عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم❶

عن ميسرة قال:سمعت أباالحسن الرضا عليه السلام يقول:والله لا يرى منكم في النار اثنان لا والله ولا واحد، قال :قلت:فأين ذلك من كتاب الله ؟ قال:فأمسك عني سنة قال:فاني معه ذات يوم في الطواف إذ قال لي: اليوم اذن لي في جوابك عن مسألة كذا، قال: فقلت: فأين هو من القرآن؟ قال: في سورة الرحمن وهو قول الله عزوجل فيومئذ لا يسأل عن ذنبه"منكم" إنس ولا جان فقلت له: ليس فيها "منكم " قال: إن أول من غيرها ابن أروى

يعني به عثمان نسبه عليه السلام إلى امه اروى بنت كريز بن ربيعة بن حبيب بن عبد شمس وامها البيضاء بنت عبدالمطلب عمة رسول الله صلى الله عليه وآله❷

عبارت کا خلاصہ: محشی لکھتا ہے کہ اس روایت میں ہمارے امام ابوالحسن الرضا نے ابن اروی سے مراد عثمان کو لیا ہے جس کی ماں اروی بنت کریز بن ربیعۃ بن حبیب بن عبدشمس تھی اور اس ام اروی کی ماں بیضاء بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

غلام حسین نجفی لکھتا ہے: جناب فاطمہ کا رشتہ بھی کسی قریشی خاندان کے سردار نے مانگا تھا اور نبی پاک نے نہیں دیا تھا معلوم ہوا کہ قریشی ہونا کافی نہیں ہے؟❸

جواب: میں اس شبہ کے تحت کتب شیعہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے

---

❶بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۳۱ ص:۱۶۳ ناشر الامیرۃ لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان ❷حاشیہ بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱) ج۶۵ ص:۱۴۴ ناشر دار احیاء التراث العربی

❸ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۴۱ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور

Scanned with CamScanner

ثابت کر چکا ہوں کہ غیر ہاشمی شخص کا نکاح ہاشمی عورت کے ساتھ درست ہے اور ان کے امام معصوم کے قول سے ثابت کر چکا ہوں کہ قریشی شخص کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون سے درست ہے۔ جب امام معصوم واضح الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ (قریشی شخص کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون سے درست ہے) تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق قریشی ہیں اور ام کلثوم بنو ہاشم میں سے ہیں تو اس نکاح کے درست ماننے میں نجفی صاحب کو کیوں بخار چڑھتا ہے۔

نیز شیعہ کے فقیہ الامۃ الشہید السعید زین الدین بن علی العاملی المتوفی (۹٦٦) سے واضح الفاظ نقل کر چکا ہوں کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمان سے کی اور اپنی دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص سے کی حالانکہ یہ دونوں بنو ہاشم میں سے نہیں تھے اور اسی طرح حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے کی.) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر بنی ہاشم یعنی قریشی کا نکاح بنو ہاشم کی خاتون کے ساتھ درست ہے۔

نیز میں شیعہ کے تین مجتہدین ابو القاسم نجم الدین جعفر بن الحسن الحلی ،فقیہ العصر زین الدین ابو علی الحسن بن ابی طالب، علامہ حلی (المتوفی ٦٧٦) سے نقل کر چکا ہوں کہ ہاشمی خاتون کا نکاح غیر ہاشمی شخص کے ساتھ درست ہے اور یہاں بھی یہی صورت ہے۔

نیز میں شیعہ کے دو مجتہدین محمد بن الحسن الحر العاملی اور نوری طبرسی سے نقل کر چکا ہوں کہ قریشی شخص کا نکاح ہاشمی خاتون کے ساتھ درست ہے۔ لہٰذا نجفی صاحب کا یہ قول (کہ قریشی ہونا کافی نہیں ہے) دلائل کے میدان میں باطل ہے۔

رہا نجفی صاحب کا یہ قول کہ (جناب فاطمہ کا رشتہ بھی کسی قریشی خاندان کے سردار نے مانگا تھا اور نبی پاک نے نہیں دیا تھا) تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ نہ دینے کی وجہ یہ بتائی کہ ہاشمیہ کے لیے قریشی ہونا کافی نہیں؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وجہ نہیں بتائی تو آپ کو ایسی توجیہ نکالنے کا کس نے حق دیا ہے؟ جب کہ آپ کی یہ توجیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور اپنے ائمہ معصومین اور اپنے مجتہدین کے اقوال کے بھی خلاف ہے۔

Scanned with CamScanner

جہاں تک تعلق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے کا تو انکار کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وعدہ کر چکے تھے کہ فاطمہ کو آپ کے نکاح میں دوں گا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ نہ اس وجہ سے کہ فاطمہ کا کفو قریشی نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ حُجْرَ بْنَ عَنْبَسٍ قَالَ: وَقَدْ كَانَ أَكَلَ الدَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَشَهِدَ مَعَ عَلِيٍّ الْجَمَلَ وَصِفِّينَ قَالَ خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم: هِيَ لَكَ يَا عَلِي لَسْتَ بِدَجَّالٍ يَعْنِي لَسْتَ بِكَذَّابٍ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ قَدْ وَعَدَ عَلِيًّا بِهَا قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ [1]

عبارت کا خلاصہ: حجر بن عنبس سے روایت ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ فاطمہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا فاطمہ آپ کے لیے ہے یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر کے پیغام بھیجنے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاطمہ کو دینے کا وعدہ کر چکے تھے۔

شبہ: ۳۰۔

غلام حسین نجفی ایک مکالمہ لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: جناب عثمان خاندانی شرافت میں آل نبی کے برابر نہ تھے ثبوت ملاحظہ ہو:

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مقتل الحسین فصل ۶ ج ا ص: ۱۹۱ محدث خوارزمی

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص: ۱۶۸

---

[1] الطبقات الکبری لمحمد بن سعد المتوفی ۲۳۰) ج۸ ص: ۱۹ ناشر دار صادر بیروت

Scanned with CamScanner

٣-اہل سنت کی معتبر کتاب......البحر الزخارج ۵ص:۵۰۹

۴-اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ ص:۱۱۸

۵-اہل سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ج ۲ص:۳۴۵

٦-اہل سنت کی معتبر کتاب المفاخرات لزبیر بن بکار ص:.....

ارباب انصاف مذکورہ کتابیں میں نے دیکھیں سب میں لکھا تھا کہ جناب امام حسن نے عثمان کے بھائی ولید بن عقبہ سے فرمایا تھا کہ آپ[أنت علج من أهل صفورية] خلع طبریہ کے صفوریہ گاؤں کے ایک یہودی کے بیٹے ہیں۔ولید کا باپ عقبہ جب مرگیا تھا تو ولید کی ماں جناب اروی بنت کریز سے حضرت عفان نے شادی کی تھی پھر جناب عثمان ان سے پیدا ہوئے تھے۔قرآن مجید فرماتا ہے:[وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا]اے مریم تیری ماں زانیہ نہ تھیں معلوم ہوا کہ اگر ماں زانیہ ہوتو اولاد پر اثر پڑتا ہے۔❶

جواب:اولاً:تو نجفی صاحب نے جن کتابوں کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے یہ تمام کی تمام کتابیں شیعہ مذہب کی ہیں۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

١-مقتل الحسین اس کتاب کا مصنف ابوالمؤید الملقب باخطب خوارزم الموفق محمد بن احمد الخوارزمی(متوفی ۵٦٨)ہے اس کے متعلق میں شبہ نمبر ٢٦ کے تحت[الذریعہ الی تصانیف الشیعہ]اور[الکنی والالقاب]کے حوالے سے ثابت کرچکا ہوں کہ یہ شیعہ تھا۔

٢-شرح ابن ابی الحدید اس کتاب کا مصنف عبدالحمید بن ابی الحدید(متوفی ٦۵۵) ہے یہ مصنف معتزلی شیعہ تھا۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

ترجمه السيد ضياء الدين يوسف في نسمة السحر فيمن تشيع و شعر فعده من شعراء الشيعة و وصفه بقوله البغدادى المعتزلى المتشيع.❷

ترجمہ:ابن ابی الحدید کو سید ضیاء الدین یوسف نے نسمۃ السحر میں شیعہ شعراء میں شمار

❶ قول مقبول لغلام حسین نجفی ص:۳۴۳ ناشر ادارہ تبلیغ اسلام ماڈل ٹاؤن لاہور ❷ الذريعة الى تصانيف الشيعة للطهرانى ج۹ص:١٧ ناشر مؤسسة مطبوعاتى اسماعيليان ايران قم

Scanned with CamScanner

کیا ہے-اوراس کی یوں وصف بیان کی ہے:البغدادی المعتزلی المتشیع: یہ معتزلی شیعہ ہے۔

۳-نجفی صاحب نے تیسری کتاب کا جوحوالہ دیا ہے وہ میرے پاس موجودقول مقبول کے نسخہ میں خراب چھپائی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ کونسی کتاب ہے؟البتہ آخر میں صرف لفظ البحر الزخار سمجھ میں آرہا ہے تو قارئین کرام البحر الزخار درحقیقت اہل سنت کی کتاب مسند ابی یعلی کا نام ہے اور مسند ابی یعلی میں اس خبیث بات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

۴-تذکرہ الخواص من الامۃ اس کتاب کا مصنف یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی (متوفی ۶۵۴) ہے۔اس کے متعلق میں شبہ نمبر ۲۸ کے تحت دلائل واضحہ کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ یہ رافضی تھا۔

۵-مروج الذہب اس کتاب کا مصنف علی بن الحسین بن علی المسعودی (متوفی ۳۴۶) ہے۔یہ بھی شیعہ ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-شیعہ رجال کے امام ابو العباس احمد بن علی النجاشی نے اس کو شیعہ مصنفین کی فہرست میں شمار کیا ہے.اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

علی بن الحسین بن علی المسعودی أبو الحسن،الهذلی له کتاب المقالات فی أصول الدیانات، کتاب الزلف، کتاب الاستبصار...... کتاب مروج الذهب ❶

۲-شیعوں کا مجتہد العصر ملا باقر مجلسی بھی اس مسعودی کو شیعہ مصنفین میں سے شمار کرتا ہے اور لکھتا ہے:

والمسعودی عده النجاشی فی فهرسته من رواة الشیعة و قال له

❶ فهرست مصنفی اسماء الشیعة المشتهر برجال النجاشی لاحمد بن علی النجاشی (المتوفی ۴۵۰) ص:۲۵۴ ناشر مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم

Scanned with CamScanner

کتب منها کتاب اثبات الوصیة لعلی بن ابی طالب و کتاب مروج الذهب❶

نجاشی نے مسعودی کو اپنی فہرست میں شیعہ رواۃ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی متعدد کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب الوصیۃ لعلی بن ابی طالب اور مروج الذہب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نجفی صاحب کا ان کتابوں کو اہل سنت کا معتبر کتاب کہنا سفید جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے کتاب [مفاخرات لزبیر بن بکار] کا تو اس کتاب کے بارے میں بسیار جستجو کے باوجود معلوم نہ ہوسکا کہ دنیا میں یہ کتاب کبھی لکھی بھی گئی ہے یا نہیں۔لہٰذا یہ کتاب نجفی صاحب کی مخصوص فیکٹری میں ہو تو علیحدہ بات ہے ورنہ دنیا کے کسی کونے میں اس کتاب کا نام ونشان تک موجود نہیں۔یہی تو وجہ ہے کہ نجفی صاحب نے دیگر کتابوں کے صفحہ نمبر لکھے ہیں لیکن اس کتاب کا کوئی صفحہ نمبر نہیں لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجفی صاحب کی آنکھ نے بھی یہ کتاب نہیں دیکھی ہے۔

جب ثابت ہوگیا کہ یہ جھوٹی کہانی صرف کتب روافض میں بنائی گئی ہے تو اہل سنت ایسی ملعون کہانی پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کر سکتے۔اور نہ ہی اس جیسی خبیث کہانی کو لے کر مقدس ہستیوں پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

ثانیاً: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ مطہرہ اروی بنت کریز یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پھوپھی بیضاء بنت عبد المطلب کی بیٹی ہے جیسے کہ یہ بات میں، شبہ نمبر ۲۹ کے تحت شیعہ سنی کتب کے حوالے سے نقل کر چکا ہوں حاصل یہ نکلا کہ حضرت عثمان کی والدہ ام اروی بنت کریز حضرت عبد المطلب کی نواسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب کی بھانجی تھیں۔

اب نجفی صاحب سے سوال ہے کہ آپ نے لکھا (اگر ماں زانیہ ہو تو اولاد پر اثر پڑتا

❶بحار الانوار لملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱)ج۱ ص:۳۷ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے) تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد جب اروی کی والدہ بیضاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی ہے تو کیا اروی پر بھی اپنی ماں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی کا اثر پڑا؟ اور اگر اروی پر اپنی ماں کا کوئی اثر نہیں پڑا تو حضرت عثمان پر کیوں پڑے گا؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب .... شرم تم کو مگر نہیں آتی

قارئین کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان عبدالمطلب کی نواسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپی زاد بہن اروی کو...... کہنا یہ اہل بیت کی توہین ہے جو صرف رافضی ہی کر سکتا ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا اللہ پاک اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دشمنان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

آخر میں میری ان حضرات سے گذارش ہے کہ توبہ کا دروازہ ابھی بھی کھلا ہے اس لیے نہایت ہی سنجیدگی سے خالی الذہن ہو کر فائدے کی نیت سے ہماری اس تحریر کو پڑھیں تا کہ اللہ پاک آپ کے لیے بہتر فیصلہ فرمائے۔ کیونکہ اگر کسی بھی کتاب کو بدنیتی سے پڑھا جائے تو اس سے ہدایت تو در کنار مزید گمراہی بڑھتی ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھیں: جب اللہ رب العالمین نے قرآن نازل فرمایا [أَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا] اللہ کو قرض حسنہ دو۔ تو اہل ایمان کو اس آیت کریمہ کے سننے سے فائدہ ہوا کوئی اشکال نہیں ہوا کیونکہ اہل ایمان قرآن کو نیک نیتی سے سنتے اور پڑھتے تھے۔ لیکن یہود نے جب بدنیتی کے ساتھ اس آیت کو سنا تو مزید گمراہ ہو گئے اور کہنے لگے [إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ] اللہ فقیر بن گیا ہے اور ہم مالدار بن گئے ہیں۔ (اس لیے تو اللہ پاک ہم سے قرضہ مانگ رہے ہیں۔) تو جب خالق کے کلام کو بدنیتی پڑھا جائے تو اس میں غلطیاں نظر آتی ہیں چہ جائے کہ اگر میرے جیسی عاجز مخلوق کے کتاب کو اگر بدنیتی سے پڑھا جائے اور غلطیاں نظر نہ آئیں؟ اس لیے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اللہ پاک کا خوف رکھ کر یہ سوچ کر کہ مجھے اللہ پاک کے سامنے جواب دینا ہے اس کتاب کو پڑھیں تا کہ آل نبی کے انکار سے نجات مل جائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

Scanned with CamScanner

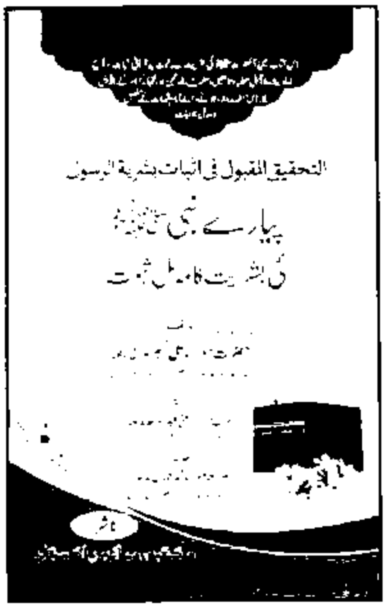

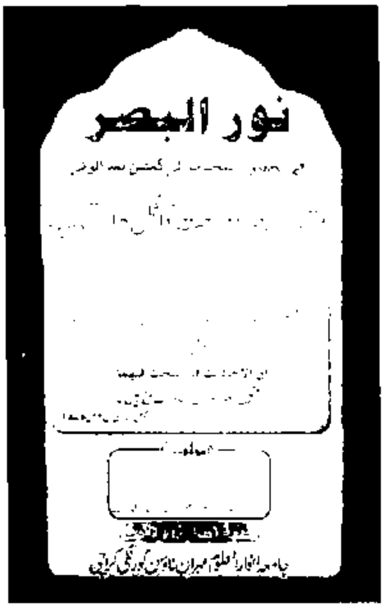

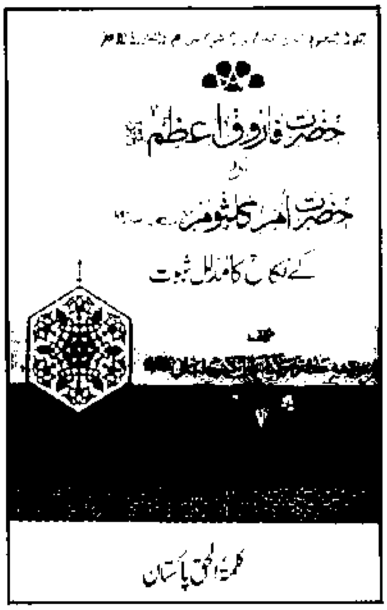

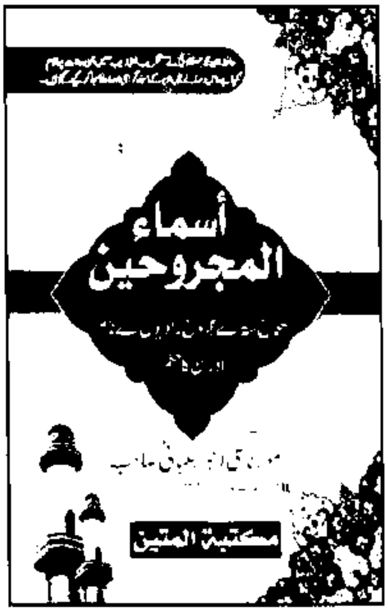

مکتبۃ الضیاء

Scanned with CamScanner